شاہ ولی اللہؒ کے

سیاسی مکتوبات

تالیف

خلیق احمد نظامی

مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ

کے

سیاسی مکتوبات

تالیف

خلیق احمد نظامی

ناشر

مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور

پاکستان میں پہلی بار —— ۱۹۷۸ء

تعداد —— ایک ہزار

صفحات —— تین سو

قیمت —— ۲۴ روپے

مطبوعہ —— کاسمو پرنٹرز۔ لاہور

ملنے کے پتے

— شیخین رضی اللہ عنہما اکیڈمی ج ۷۷/ پی آئی بی کالونی کراچی ۵

— یونیورسٹی بک ایجنسی - خیبر بازار - پشاور

— مکتبہ ماجدیہ - طوغی روڈ - کوئٹہ

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ
کے نام

جنھوں نے اِن مکتوبات کی دریافت پر گہری مسرت کا
اظہار کیا تھا اور جو فکرِ ولی اللّٰہی کے آخری ماہر تھے

ع افسوس کز قبیلۂ مجنوں کسے نماند

دیباچہ

"شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات" کو جو حُسنِ قبول عطا ہوا، وہ مرتب کے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونِ ہند کے اہلِ علم نے بھی اِن مکتوبات کی دریافت پر گہری مسرت کا اظہار کیا اور شاہ صاحب کی شخصیت اور افکار کو ایک نئے زاویہ سے اور ایک وسیع پس منظر میں دیکھنے کی کوشش شروع ہو گئی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اس مجموعہ کو دیکھتے ہی لکھا: "مجھے انتہائی مسرت ہے کہ ان مکتوبات کو شایع کرنے کی سعادت تمہارے حصہ میں آئی۔ صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی بہت سی کتابیں شایع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اس وقت جو ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے، وہ پہلے ایڈیشن کے مقابلہ میں زیادہ مکمل ہے۔ پہلے ایڈیشن میں کل ۲۵ مکتوب شامل تھے، پیش نظر مجموعہ ۴۲ مکتوبات پر مشتمل ہے، اور قلمی نسخہ میں سیاسی اہمیت کا جو کچھ بھی مواد تھا وہ سب اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس کتب خانہ کا بھی انکشاف کر دیا جائے جہاں ان مکتوبات کا اصل مخطوطہ محفوظ ہے۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مرحوم، چاندپور ضلع بجنور کے ایک مشہور عالم تھے، دیوبند سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے اپنے مخصوص ذوق کا ایک بیش قیمت کتب خانہ جمع کیا تھا۔ شاہ صاحبؒ کے مکتوبات کا اصل نسخہ اسی کتب خانہ کی زینت ہے۔ چند صفحات کا عکس یہاں پیش کیا جا رہا ہے، جس سے نسخہ کی قدامت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس مجموعہ کے مذہبی

مکتوبات کو جناب قبلہ ماموں نسیم احمد صاحب فریدی نے مرتب کیا ہے، وہ حصہ بھی انشاء اللہ بہت جلد شایع ہو جائے گا۔

یہ مکتوبات جب پہلی بار شایع ہوئے تھے تو بعض مشکوک نگاہیں بھی ان پر پڑی تھیں۔ مرتب نے لوگوں کے اس شبہ کا اظہار ایک بار مولانا آزاد سے کر دیا۔ فرمایا، "نہیں، میرے بھائی، یہ خطوط تو خود بولتے ہیں۔ اِن میں شبہ کی کیا گنجائش" —— اِس وقت مسرت ہے کہ ان مکتوبات کی صداقت کے ثبوت میں بعض اہم داخلی شہادتیں بھی حاصل ہو گئی ہیں۔ کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں شاہ ابو سعید حسنی رائے بریلویؒ کے نام شیخ محمد عاشقؒ (جامع مکتوبات ہذا) کے جو خطوط محفوظ ہیں اُن سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ محمد عاشقؒ نے شاہ صاحب کی زندگی میں ہی اُن کے مکتوبات کو جمع کرنے کا کام پوری احتیاط اور تندہی سے شروع کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں شاہ صاحبؒ کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب قول الجلی شیخ محمد عاشقؒ نے مرتب کی تھی، جس پر شاہ صاحبؒ نے خود بھی نظر ڈالی تھی۔ اب تک یہ کتاب شاہ صاحبؒ کے کسی سوانح نگار کو دستیاب نہیں ہوئی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اس سے استفادہ کا موقع ملا اور اس کی مدد سے ان خطوط کا پس منظر پوری طرح روشن ہو گیا۔ یہ کتاب خانقاہ کاکوری کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ گو وہاں کے سجادہ نشین اس کے مطالعے کی اجازت دینے سے بھی گریز کرتے ہیں، ہم نے بعض ذرایع سے بدقت تمام اس کے کچھ اہم اجزاء کی نقل حاصل کی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سلسلہ میں ایک حقیقت کو واضح کر دیا جائے۔ ہر عظیم شخصیت کی فکر کے دو پہلو ہوتے ہیں —— ایک حالات گرد و پیش کا ردعمل، جو معاصرین سے اس کا رشتہ قائم کرتا ہے، دوسرا اس کی فکر کا وہ آفاقی اور بنیادی پہلو جہاں وہ "حال" سے منھ موڑ کر مستقبل سے اپنا تعلق تلاش

کرتا، اور آنے والی نسلوں سے خطاب کرتا ہے بعض اوقات فکر کے یہ دو پہلو متضاد سمتوں میں رواں دواں نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، اٹھارویں صدی کا کوئی کیسا ہی "وسیع النظر" مفکر ہو جب حالات گرد و پیش پر نظر ڈالے گا تو وہی کہے گا جو شاہ صاحب نے کہا ہے۔ فرق یہ ہے کہ محدود صلاحیتوں اور زاویہ ہائے نظر کے لوگ انہیں روز و شب میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور ان کی نگاہیں غبار آلود مطلع کے پیچھے کچھ نہیں دیکھ پاتیں۔ لیکن جس شخص میں قلب و نظر کی توانائی ہوتی ہے وہ اپنی دنیا کو اس طرح اپنے ماحول سے محدود نہیں ہونے دیتا۔ شاہ صاحب کی بنیادی فکر کے مطالبات بالکل مختلف تھے۔ انھوں نے سماج کی فلاح و بہبود کو انسانیت کے وسیع پس منظر میں دیکھا اور سمجھا تھا۔ انسان کی تمدنی ترقی کی جو منزلیں انھوں نے متعین کی تھیں اور "ارتفاقات معاشیہ" اور "ارتفاقات الٰہیہ" کا جس طرح تجزیہ کیا تھا، اس سے ان کی فکر کی بلندیوں کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے ان مکتوبات کا پہلا ایڈیشن ملاحظہ فرما کر مرتب کو جو خط لکھا تھا اس کا ایک ٹکڑا اس وقت پیش کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے —— فرماتے ہیں :-

"مکتوب پنجم بنام نجیب الدولہ میں "قدغن بلیغ باید نمود کہ کسے با مسلمانان و ذمیان دہلی کار نداشتہ باشند" —— یہ فقرہ مولوی عبید اللہ مرحوم کے نظریۂ "قومیت" کی تعمیر میں بنیاد کا کام دے سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ نے اس کو نمایاں نہ فرمایا۔ معاہدہ کے بعد دینی خصوصیات سے قطع نظر کر کے "قومیت" کا مفہوم اسلام نے جو قائم کیا ہے اور عصر حاضر میں "سکولر" طرز کی حکومت جس کا نام رکھا گیا ہے سب کچھ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ میں درج ہو گیا ہے ..... سکولر نظریہ کے سوا

اسلامی حکومت کی کوئی بنیاد نہیں ہے اس لیے ہر اس شخص کو جو باضابطہ اسلامی حکومت کی حفاظت میں آگیا، خواہ وہ کچھ ہی مذہب رکھتا ہو، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلی کے مسلمانوں کے ساتھ دلی کے غیر مسلم باشندوں کی حفاظت کی شدید تاکید اسی لیے کی ہے کہ اس کے سوا اسلامی سیاست میں کسی دوسرے تصور کی گنجائش ہی نہیں ہے۔"

(مکتوب بنام مرتب۔ مورخہ ۵ رفروری ۱۹۵۱ء)

اس وقت جو مجموعہ پیش کیا جارہا ہے وہ صرف نقشِ ثانی ہی نہیں، بلکہ مکمل تر بھی ہے۔ اور شاہ صاحبؒ کے سیاسی کارناموں کے بہت سے نئے گوشوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ امید ہے کہ اس کی اشاعت سے ولی اللہی فکر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

خلیق احمد نظامی

۳۔ انگلش ہاؤس
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ
۱۸ر جنوری ۱۹۶۹ء

فہرست مضامین

صفحات پیش لفظ و مقدمہ ۶۰

صفحات متن کتاب مع حواشی و ضمیمہ جات ۲۴۰

کل صفحات ۳۰۰

پیش لفظ

از

پروفیسر محمد حبیب مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

میرے نوجوان رفیقِ کار، خلیق احمد صاحب نظامی نے ہند کے قرونِ وسطیٰ کی تاریخ اور اس کے لٹریچر کا جس گہرے انہماک اور ذہنی یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اس سے میں نے مستقبل کی بڑی امیدیں وابستہ کی ہیں۔ کامل غیر جانبداری اور ناقدانہ تحقیق اُن کی علمی کاوشوں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ ان کی مساعی کا واحد مقصد یہ ہے کہ تاریخ کے تاریک گوشوں کو روشنی میں لایا جائے اور جو چیزیں منصۂ شہود پر نہیں آئی ہیں ان کو پیش کیا جائے۔ موجودہ تالیف ان کے اس اندازِ تلاش و تحقیق کی ایک اچھی مثال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو متفقہ طور پر اٹھارھویں صدی کا سب سے ممتاز عالم اور صوفی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہمارے عہد کے بعض اہلِ علم، خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب علی گڈھی، اور مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، شاہ صاحبؒ کی تصانیف کے مطالعے اور اور ممدوح کی اخلاقی اور مذہبی تعلیمات کی تشریح کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ اب نظامی صاحب نے ملک کے سامنے شاہ صاحبؒ کی سیاسی آرا اور سیاسی ردِ عمل کے متعلق پہلی بار نہایت قیمتی مواد پیش کیا ہے۔

دہلی ہندوستان کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ باعظمت اور اسی کے ساتھ سب سے بڑھ کر بدقسمت شہر رہا ہے۔ اس کی بنا سلطان شمس الدین التتمش کے ہاتھوں

پڑی، اور سلطان علاء الدین خلجی نے اس کو پروان چڑھایا۔ یہاں تک کہ فارغ البالی کا یہ حال ہوگیا کہ (بقول شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ) معمولی فقیروں کے پاس ایک چھوڑ، دو دو لحاف ہوتے تھے۔ اس محبوب شہر کی تعریف میں امیر خسرو اور عصامی کے نغمے آج تک دنیا کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ بلکہ عصامی نے تو ہر موسم میں دہلی کی آب و ہوا کے معتدل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ع بہ ہر چار فصلش ہوا معتدل۔ آخر ۱۳۹۸ء میں تیمور کے حملہ کا سیلاب آیا جس نے دہلی کو کھنڈروں کا ڈھیر بنا دیا۔

لیکن دہلی کے مقدر میں بگڑ بگڑ کر پھر بننا تھا۔ اور اگرچہ آگرہ اس کا مدمقابل تھا، تاہم شاہانِ مغلیہ کے عہد میں دہلی کی گئی ہوئی شان و شوکت پھر واپس آگئی جب سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا تو دہلی بے سہارا رہ گئی۔ اگرچہ اس کی ظاہری شان میں چنداں فرق نہ آیا۔ بہادر شاہ اول کی وفات سے لے کر برطانوی حکومت کے قیام تک اہلِ دہلی کو جن مسلسل اور ہولناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کے مقابلہ میں تیمور کا قتل عام کچھ بھی نہ تھا۔ محلات میں ریشہ دوانیاں ہو رہی تھیں اور چاروں طرف خانہ جنگی پھیلی ہوئی تھی کہ نادر شاہ کا حملہ ہوگیا۔ اس حملہ نے دہلی کی رہی سہی شان بھی خاک میں ملا دی۔ ان حالات میں جب شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے احمد شاہ ابدالی سے یہ اپیل کی :-

"بخدا می پناہیم از انکہ بدستور نادر شاہ را بعمل آید کہ مسلمانان را زیر و زبر ساخت و مرہٹہ و جٹے را سالم و غانم گذاشت رفت، ازاں باز دولت کفار قوت یافت و جنود اسلام از ہم پاشید و سلطنت دہلی بمنزلہ لعب صبیان گشت"۔ ص ۵۲۔

تو حقیقت میں وہ دہلی کے تمام باشندوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے۔

نادر شاہ کے حملہ کے بعد جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے "از سلطنت بجز نامے باقی نماند"۔ اہلِ دہلی اور باشندگانِ ہند، مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کا تسلط ضرور گوارا

کر لیتے بشرطیکہ مغل فاتحوں کی طرح ان کے سامنے کوئی تعمیری اسکیم ہوتی۔ مگر وہ، نہ تو سلطنتِ مغلیہ کا احیاء کر سکتے تھے نہ اس کے عوض میں کوئی ویسی ہی عمدہ کل ہند حکومت قائم کر سکتے تھے، اور معاصرین نے اس حقیقت کو خوب سمجھ لیا تھا۔

میں اسے ضروری نہیں سمجھتا کہ ان خیالات کو پھر دہراؤں جو نظامی صاحب نے اس قدر وضاحت سے اپنے مقدمے میں پیش کیے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے احمد شاہ ابدالی کو بالکل صحیح اطلاع دی تھی کہ ان قوتوں میں سے کوئی بھی "عوام" کی نمائندہ نہیں اور یہ کہ ان میں سے کسی میں یہ دم نہیں کہ ایک زبردست حملے کی تاب لا سکے۔

حالات بالا میں یہ ناگزیر تھا کہ اس عہد کا ایک فاضل جو قرونِ وسطیٰ کی اسلامی تہذیب کا حامل تھا "قدیم حقائق" کے نام پر اپیل کرے اور نیز احمد شاہ ابدالی اور نجیب الدولہ کو اُن "قدیم حقایق" کا از سرِ نو زندہ کرنے والا تصور کرے۔ ان دونوں لیڈروں کی قابلیت اور عظمت سے انکار کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن ہندوستان کا نجات دہندہ بننا ان دونوں میں سے کسی کی قسمت میں نہ تھا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صرف میرا خیال ہی ہے یا واقعی شاہ صاحبؒ کا یہ عقیدہ تھا کہ اس وقت ایک اہم انقلاب ضروری تھا!

جس زمانہ میں یہ خطوط لکھے جا رہے تھے انگلستان واضح طور پر ایک صنعتی انقلاب کی راہ پر گامزن تھا۔ سرمایہ داری تیزی کے ساتھ بڑھتی آ رہی تھی اور دو زبردست انقلاب (امریکی اور فرانسیسی) جو مغربی دنیا کا ڈھانچہ بدل دینے والے تھے چند سال کے عرصے میں رونما ہونے کو تھے۔ یورپ کے مزدور طبقے کی مشکلات جو کچھ بھی رہی ہوں - - - - -

- - - تاہم یہ حقیقت ہے کہ اصولِ تنظیم اور نظری و عملی سائنس میں یورپ ایشیا سے بازی لے گیا تھا۔ اب جنگ میں محض نظم، ترتیب اور جراءت درکار نہ تھی بلکہ سائنس اور صنعت کا سوال تھا۔ جیسا کہ نپولین کے مقابلے میں

انگریزوں کی فتح سے ظاہر ہے۔

نظامی صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ پانی پت کی تیسری جنگ نے پلاسی کے فاتحوں کے لیے راستہ صاف کر دیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عقلاً اس چیز کا جواز بھی نکلتا ہے۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ ہندوستان بھی، چین کی طرح بیرونی تسلط سے بچتے ہوئے عصرِ نو کا خیر مقدم کرتا، تاکہ اس کی قومی تاریخ کا تسلسل برقرار رہتا۔ یہی وہ نقطۂ نظر ہے جس نے شاہ ولی اللہ کے سیاسی افکار کی قدر و قیمت بہت کچھ بڑھا دی ہے اور جس کا نظامی صاحب نے نہایت دقیقہ رسی سے تجزیہ کیا ہے۔ درحقیقت شاہ صاحب "سماجی تحفظ" کے حامی تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہند کے شاندار ماضی کی روشنی میں ملک کے سیاسی اداروں کو از سرِ نو زندہ کیا جائے۔

محمد حبیب

مقدمہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے جب آنکھ کھولی تو سلطنتِ مغلیہ کا آفتاب لبِ بام آچکا تھا، معاشرہ اور سیاست کا پُرانا نظام منہدم ہو رہا تھا۔ زندگی کے ہر شعبے میں زوال و انحطاط کے اثرات نہایت سُرعت کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ سارا نظام کھوکھلا ہو چکا تھا، اور اخلاقی قدروں کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی تھی۔ مرکز کے کمزور ہو جانے کے باعث ساری سلطنت میں ابتری، بدنظمی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب کی دلی اپنی عظمتِ دیرینہ کو خیر باد کہہ چکی تھی۔ ہندوستان کا یہ قلب و جگر جس کی عظمت و شوکت کے ترانے کبھی اس طرح گائے گئے تھے ؎

حضرتِ دہلی کنفِ دین وداد　　جنّتِ عدن است کہ آباد باد

ہست چو ذاتِ ارم اندر صفات　　حرسہا اللہ عن الحادثات

ملک ز دروازۂ او فتح یاب　　سیزدہ دروازہ وصد فتح یاب

نامِ بلندش رہِ بالا گرفت　　تا بہ ختن شدرہِ یغما گرفت

گر شنود قصّہ ایں بوستاں

مکّہ شود طائفِ ہندوستاں　(امیر خسروؒ)

اس وقت "بمنزلہ لعبِ صبیان" تھا۔ دکن سے جو طوفان اُٹھتا تھا وہ لال قلعہ سے آکر ٹکراتا تھا، پنجاب سے جو آندھی اٹھتی تھی اس کے زلزلے دہلی میں محسوس ہوتے تھے، جاٹوں کا جو ہنگامہ برپا ہوتا تھا اس کی جولان گاہ یہ ہی بدبخت شہر بنتا تھا۔ امرا کی

شاطرانہ چالوں کی بساط قلعہ معلیٰ ہی کے اندر بچھتی تھی، دہلی کے وہ باشندے جنہوں نے شاہجہاں اور اورنگ زیب کے عہد میں امن اور چین کے ساتھ زندگی بسر کی تھی ان پیہم ہنگامہ آرائیوں سے تنگ آگئے تھے۔ ان کو اپنی عزت و ناموس کا بچانا محال نظر آتا تھا، زمین و آسمان کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ان پر بدحواسی، مایوسی، وحشت، کم ہمتی، اور خود فراموشی کے وہ مہیب اثرات طاری تھے جنہوں نے ساری قوم کو بے کار اور مفلوج کر دیا تھا۔[1]

بادشاہ ہنگامہ ہائے ناؤ نوش میں مدہوش اور عیش و عشرت میں غرق تھے۔ ان کے چاروں طرف امراء کی سازشوں کا ہولناک جال بچھا ہوا تھا۔ صوبوں میں خود مختاریاں اور نوابیاں قائم ہو رہی تھیں، سارا ملک سیاسی نبرد آزمائی اور کش مکش کا بازیچہ بن گیا تھا۔ پارٹی بندی کے مسموم اثرات محلات سے گزر کر عوام کی زندگی میں تلخی پیدا کر رہے تھے۔

فوج میں ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ بد دیانتی، غداری، حکم عدولی اور بغاوت نے عسکری نظام کو تباہ کر دیا تھا۔ فوج اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ ملک کے سرکش عناصر کا استیصال کر سکے۔ مجبوراً بادشاہوں کو اپنے دشمنوں سے صلح خریدنی پڑتی تھی اور اس طرح سلطنتِ مغلیہ کا اقتدار دن بدن کم ہوتا جاتا تھا۔

اقتصادی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی، صوبہ داریوں کے قائم ہو جانے کے باعث آمدنی کے اصل ذرائع ختم ہو چکے تھے۔ جو علاقے باقی رہ گئے تھے، وہ جاگیرداروں

---

[1] شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ایک خط میں شاہ ابوسعید حسنیؒ رائے بریلوی کو لکھتے ہیں:-

"ایں حالت عجب حالت است کہ بہ سبب غلبۂ سکھ و مرہٹہ و جٹ بر بلادِ مسلمین و نہب اموالِ ایشاں و انتہاک حرمت ایشاں دل و جان آسائش را فراموش نمودہ چنانچہ فقیر نیز مع قبائل بہ مراد آباد انتقال نمودہ است۔" (الرحیم۔ اگست ۱۹۶۵ء، ص ۲۰۸)

اور منصب داروں کے قبضہ میں تھے۔

سلطنتِ شاہ عالم
از دلی تا پالم

کا نقشہ تھا۔ خالصہ کا علاقہ کم ہو جانے کے باعث بادشاہوں کی حالت گداگروں سے بدتر تھی[1]

مرہٹے، سکھ، جاٹ، روہیلے، سب میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہو گئی تھی۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں باغیانہ قوتیں کام کر رہی تھیں، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور شاہانِ مغلیہ کا تاج طوفانی موجوں کے آغوش میں کھلونا بنا ہوا تھا۔
شاہ ولی اللہ رح کے دل و دماغ پر ان حالات کا جو اثر ہوا اس کا اندازہ تو ان کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

کانّ نجوماً اومضت فی الغیاھب
عیون الافاعی اور ؤس العقارب

(تاریکیوں میں جو ستارے چمک رہے ہیں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناگوں کی آنکھیں ہیں یا بچھوؤں کے سر ہیں)

لیکن مایوسی اور قنوطیت کو انھوں نے پاس نہ آنے دیا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ طوفان کے ہر تھپیڑے نے اُن کے مرکب ہمت کے لیے مہمیز کا کام کیا۔ انھوں نے حالات گرد و پیش کا جائزہ پوری سیاسی بصیرت کے ساتھ لیا۔ زوال و انحطاط کے ایک ایک سبب پر غور کیا۔ ہندوستان کے بسنے والوں کی عام حالت کا اندازہ لگایا۔ اُمراء و سلاطین کی انفرادی صلاحیتوں کو پرکھا، اور پھر اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ تیار کیا وہ زندگی کے

[1] اس زمانہ میں شہزادیوں کو تین تین دن کے فاقے کرنے پڑے ہیں، ملاحظہ ہو تاریخ عالمگیر ثانی (قلمی) ص ۱۹۰
نیز، FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL. II P. 36-37.

اُن تمام گوشوں سے واقف تھے جن میں اصلاح کی ضرورت تھی۔ تفہیمات میں فرماتے ہیں:۔

"ملاء اعلیٰ کی طرف سے اصلاحی مطالبات کا اس زمانہ میں جن جن امور کے متعلق تقاضا ہو رہا ہے اُس کا ایک طویل باب ہے"

اُن کو یقین تھا کہ یہ "اصلاحی مطالبات" اُن ہی کے ذریعہ سے پورے ہوں گے۔ چنانچہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:۔

"رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذلك ان الله اذا اراد شیئاً من نظام الخیر جعلنی کالجارحة لاتمام مرادہ" (ص ۸۹)

"میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھلائی اور خیر کے کسی نظام کو قائم فرمانا چاہتا ہے، تو مجھے اس مقصد کی تکمیل کے لیے گویا ایک آلہ یا واسطہ بنا لیتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ اور شاہانِ مغلیہ

یوں تو شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے اجداد مغلیہ دربار سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہی تھے لیکن خود ان کی مغل بادشاہوں کی نظر میں بڑی قدر و منزلت تھی، بادشاہ نہایت عقیدت کے ساتھ ان کے مدرسہ میں حاضر ہوتے تھے اور اُن کے دستر خوان کا کھانا اپنے لیے باعثِ عزت و سعادت سمجھتے تھے، بیگمات اپنے دکھ درد ان سے بیان کرتی تھیں اور ان کی دعا کی طالب ہوتی تھیں، امراء و وزراء ان کے ایک کلمۂ خیر میں اپنی خوش بختی اور بلند اقبالی کے نشان پاتے تھے۔ مکتوبات اور قول اجلی میں ایسے متعدد واقعات درج ہیں۔ مکتوبات میں جو واقعات درج ہیں وہ اگلے صفحات میں نظر سے گذریں گے، یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قول الجلی کی دلچسپ تفصیلات پیش کر دی جائیں تاکہ شاہ صاحبؒ کے زمانہ کی سیاسی فضا اور ان کے ردعمل کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

(۱) لکھا ہے کہ جب رفیع الدرجات مہلک مرض میں بتلا ہوا اور اس کی زندگی سے مایوسی ہوگئی تو سید عبداللہ خاں قطب الملک کو اس کے جانشین کی فکر ہوئی۔ خواجہ محمد سلطان، شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ:

پادشاہ زادہا بسیار اند، معلوم نیست کہ از ایشاں سلطنت نصیب کدام کس خواہد شد؟	بادشاہ کی اولاد کافی ہے۔ معلوم نہیں ان میں سے کون تخت پر بیٹھے گا۔

شاہ صاحبؒ نے "روشن اختر" کا نام لیا اور کہا کہ وہ مستقل بادشاہ ہوگا خواجہ محمد سلطان کو اس بشارت سے خوشی ہوئی اور جاکر شاہزادہ کو بھی یہ خبر سنادی۔ لیکن جب رفیع الدرجات کا انتقال ہوا تو سب نے بالاتفاق رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھادیا۔ صاحب قول الجلی نے لکھا ہے:

"ایں معنی موجب اضطراب خواطر شاں گردید، اما منتظر ظہور آں بشارت می بودند، آخر بعد ایام معدودی بمرد، و برکت نفس نفیس حضرت ایشاں جلوہ گری نمود و روشن اختر کہ اکنوں ملقب بہ محمد شاہ است بسریر سلطنت مستقر و مستقل گردید"	یہ صورت باعثِ تشویش خاطر ہوئی لیکن پھر بھی بشارت کے ظہور کا انتظار رہا۔ آخر چند دنوں بعد رفیع الدولہ کا انتقال ہوگیا اور حضرت کی بشارت پوری ہوئی اور روشن اختر جس کا لقب محمد شاہ ہے، تختِ سلطنت پر بیٹھا۔

(ص ۶۴)

(۲) جب عبداللہ خاں نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا اور محمد شاہ سے جنگ کا ارادہ کیا تو خواجہ محمد سلطان، شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ اس جنگ میں کون کامیاب ہوگا، کچھ دیر غور کے بعد فرمایا:-

"مرا نمودند کہ ہمہ فوج عبداللہ خاں متفرق شدہ فیل او تنہا در میدان ماندہ است، پس معلوم می شود کہ فوج وی ہزیمت خواہد یافت، و نصرت نصیب محمد شاہ خواہد شد۔ آخرہا چوں فیما بین محاربہ واقع گردید، ہماں صورت کہ بلسان غیب بیان اظہار فرمودہ بودند برمنصۂ ظہور آمد"۔ (ص ۶۵)	مجھے ایسا دکھایا گیا ہے کہ عبداللہ خاں کی ساری فوج منتشر ہوگئی ہے اور اس کا ہاتھی تنہا میدان میں رہ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فوج کو شکست ہوگی اور محمد شاہ کو فتح ہوگی۔ بالآخر جب دونوں میں جنگ ہوئی تو وہی ظہور میں آیا جیسا کہ انھوں نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

(۳) ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ فلاں مہینے میں انقلاب سلطنت واقع ہوگا۔ حضرت اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ اس وقت تو کوئی چیز معلوم نہیں ہو رہی، جب کچھ معلوم ہوگا بتا دیا جائے گا۔ دوسرے دن فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک اونچا دروازہ ہے جس پر محمد شاہ اور دو اور شخص بیٹھے ہیں۔ میں بھی وہاں موجود ہوں۔ ایک شخص محمد شاہ کے عزل کی خبر دیتا ہے اور اس کو ایذا پہنچانا چاہتا ہے، میں اس سے کہتا ہوں کہ اس کے ہٹانے میں فائدہ نہیں۔ اور محمد شاہ سے کہتا ہوں کہ یہ شخص تیرا دشمن ہے، اس کو ختم کردے محمد شاہ کی کمر میں ہتھیار بندھے ہوئے ہیں لیکن حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور اس شخص سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ وہ شخص بھی محمد شاہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس سے بن نہیں پڑتا، بالآخر محمد شاہ اس مجلس میں محفوظ رہتا ہے۔ اس خواب کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔

"پس چناں معلوم می شود کہ دریں ایام کہ آں کس وعدہ کردہ انقلاب سلطنت	پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں، جیسا کہ اس شخص نے پیشین گوئی کی ہے،

ہرگز نخواہد شد۔" (ص ۸۳) انقلابِ سلطنت ہرگز نہ ہوگا۔

(۴) نادر شاہ کے حملے کی تفصیلات بھی قول الجلی میں ملتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دن شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ کا ایک دریا امنڈا آ رہا ہے۔ بڑے بڑے حوادث کے پیش آنے کے آثار نظر آ رہے ہیں، پھر فرمایا —

"بلدان معمورہ مثل دیہات و قریٰ ذلیل وخراب خواہند شد ..... و داہیۂ کبریٰ روئی خواہد نمود کہ علاج آں از ارکانِ سلطنت نخواہد شد .... و چناں بنظر می آید کہ در شہر دہلی کہ قاعدہ سلطنت و مستقر خلافت است آفت زیادہ تر از ہمہ جا است۔" (ص ۹۰)

آباد بستیاں برباد اور تباہ ہو جائیں گی اور ایسی آفت آئے گی کہ اس کا علاج ارکانِ سلطنت نہ کر سکیں گے .... اور ایسا بھی نظر آتا ہے کہ شہر دہلی جو دارالسلطنت ہے وہ ہر جانب سے آفات کی زد میں ہے۔

جب ۱۱۴۸ھ شروع ہوا تو فرمانے لگے ان مصائب کا وقت قریب آگیا۔ اسی زمانہ میں اتنی شدت کی بارش ہوئی کہ "قصور مشیدہ" تک گر گئے۔ اور ایک عالم تہ و بالا ہوگیا۔ "غنیم دکھنی" نے اسی زمانہ میں حملہ کیا اور حالانکہ شاہی افواج موجود تھیں وہ شاہ جہاں آباد کے قریب پہنچ گیا اور اس کو تباہ و برباد کرنے کا قصد کیا۔ دریا کے کنارے شدید مقابلہ ہوا، بہت سے لوگ مارے گئے۔ بڑی جنگ اور تباہی کے بعد اس آفت سے پیچھا چھٹا۔ بعض عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ جس آفت کا خطرہ تھا وہ گذر گئی؛ — فرمایا — وہ آفت تو آنے والی ہے۔ انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ شاہ نور اللہ شاہ جہاں آباد کے "سوق سلطانی" میں کچھ خریدنے کے لیے گئے جب واپس آئے تو شاہ صاحبؒ نے دریافت فرمایا:-

"حال اہلِ بازار چگونہ دیدید" اہلِ بازار کا کیا حال دیکھا۔

جواب دیا کہ بالفعل وہ سب محفوظ ہیں لیکن ایک وحشت نظر آتی ہے۔ یہ سن کر فرمایا:

"ایں بازار ہا بلسان حال می گویند کہ دریں جا جوہائی خون رواں شوند" (ص ۹۱)	یہ بازار زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں خون کے دریا رواں ہوں گے۔

یہ سن کر لوگوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اس وقت کوئی خاص اندیشہ نہ تھا۔ تقریباً ایک سال بعد نادر شاہ کا حملہ ہوا۔

نادر شاہ کا فتنہ ایسا تھا کہ تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔ وہ "ہزاراں ہزار" سفاک ہجوم کے ساتھ شہروں اور قصبوں کو تہ و بالا کرتا ہوا کرنال پہنچ گیا۔ وہاں محمد شاہ نے مقابلہ کیا۔ اس زمانہ میں لوگوں نے شاہ صاحب کو خطوط لکھے اور استفسار حال کیا، فرمایا: زبردست مصیبت آئے گی لیکن بالآخر محمد شاہ اپنی جگہ پر ہی رہیگا لڑائی میں محمد شاہ کے ۵۲ ہاتھی مارے گئے اور چھوٹی موٹی سپاہ تو کتنی ہی تباہ ہو گئیں۔ جو لشکر باقی بچا اس پر ایسا رعب چھا گیا کہ سپاہی اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔

"وباقی ماندگان را عساکر قزلباش محصور ساختند، دریں میاں عالمی از گرسنگی جان بداد، و سلطان و وزیر ہر دو اسیر شدند" (ص ۹۲)	جو باقی بچے اُن کو عساکرِ قزلباش نے گھیرے میں لے لیا، اُس زمانہ میں بہت لوگوں نے شدت بھوک میں جان دیدی، بادشاہ اور وزیر دونوں پکڑ لیے گئے۔

پانی پت میں قتل عام کا ہنگامہ برپا ہوا۔ بے شمار لوگ قتل ہوئے۔ کچھ عرصہ تک تو وہاں سوائے "کرک و شغال" کے کوئی نظر نہ آتا تھا۔

شاہ جہاں آباد میں داخلے کے تیسرے دن نادر شاہ نے قتلِ عام کا حکم دیا۔ صبح سے لے کر تین گھڑی دن گزرے تک تیس ہزار سوار خونریزی اور قتل و غارت کرتے پھرتے رہے۔

"ہر جاں داری کہ یافتند از انسان و حیوان ہمہ را بہ تیغ کشیدند تا سگ و گربہ را ہم دراں میاں نگذاشتند و شہر را آتش دادہ بازار ہا را و کوشکہا را .... بسوختند تا کہ از کشتگان پشتہ ہا برپا شدند و در بازار ہا خصوصاً در سُوق سلطانی کہ بچاندنی چوک مشہور است جوہای خون رواں گردید" (ص ۹۳)

جس جان دار کو پاتے، خواہ وہ انسان ہوتا یا حیوان قتل کر دیتے، یہاں تک کہ انھوں نے کتے اور بلیوں تک کو نہ چھوڑا اور شہر کے بازاروں اور مکانوں کو آگ لگا دی۔ قتل ہونے والوں کے پشتے پر پشتے لگ گئے۔ سُوق سلطانی میں جو چاندنی چوک کہلاتا ہے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔

دہلی میں نہ کوئی داخل ہو سکتا تھا، نہ یہاں سے باہر جا سکتا تھا۔ بھوک کی تاب نہ لا کر ہزاروں باشندوں نے دم توڑ دیا۔ لاشوں کے تعفن سے وبا پھیل گئی۔ اور لوگ اُس سے مرنے لگے۔ حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو گئے کہ سلطنتِ تیموریہ کے باقی رہنے کا خیال تک لوگوں کے ذہن سے نکل گیا۔ لیکن ہوا وہی جس کی پیشین گوئی شاہ صاحبؒ نے کی تھی۔ حملہ آور "تمام خزائن و دفائن جدیدہ و قدیمہ" اور زر و جواہر وغیرہ لے کر واپس چلا گیا اور محمد شاہ کو اس کی جگہ پر چھوڑ گیا۔

اس ہنگامہ کے زمانے میں عقیدت مندوں نے شاہ صاحبؒ کو خطوط لکھے اور ان کی دعا اور توجہ کی درخواست کی۔ انھوں نے سب کو تسلی اور تشفی کے جواب لکھے اور فرمایا کہ سب متعلقین محفوظ رہیں گے، اس ہنگامے میں شاہ صاحبؒ کا محلہ کشنگ نرور بالکل محفوظ رہا، بلکہ مولانا محمد عاشق کا بیان ہے کہ "در تمام شہر جائے کہ از صدمہ آں مفسدین فجار مامون ماند ہمیں مقام برکت نظام بود" ص ۹۴

(۵) احمد شاہ ابدالی کے حملوں کا قول الجلی میں کئی جگہ ذکر ہے۔ جیسا کہ ضمیمہ میں

بتایا گیا ہے احمد شاہ نے متعدد بار ہندوستان پر حملے کیے تھے، ان حملوں کے مختلف اثرات مرتب ہوئے تھے۔ بعض حملوں سے شاہ صاحبؒ کو بھی کافی زحمتیں اٹھانا پڑی تھیں اور پھلت اور بوڈھانہ میں اُن کے متعلقین بھی پریشانی اور مصائب میں مبتلا رہے تھے۔

ایک مرتبہ جب "احمد خاں افغان" کا ہنگامہ برپا ہوا تو دہلی کے باشندوں میں انتہائی اضطراب اور بے چینی پھیل گئی۔ شاہ صاحبؒ کے بعض مخلصین، مثلاً خواجہ حبیب اللہ کشمیری اور عمر خاں قصوری نے پوچھا کہ اس فتنہ وفساد میں اپنا مال و اسباب کہاں لے جائیں۔ فرمایا:۔

"ما و ہمہ مخلصان ما بلکہ تمام اہل شہر دریں شور فتنہ انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ خواہم ماند و خدای تعالیٰ لطیفہ پیدا خواہد کرد کہ امن از جمیع وجوہ بظہور خواہد آمد"۔ (ص ۱۶۰)	ہم اور ہمارے سب مخلصین بلکہ تمام باشندگانِ دہلی اس فتنہ میں محفوظ رہیں گے اور خدا تعالیٰ ایسی صورت پیدا کر دے گا کہ امن قائم ہو جائے گا۔

مولانا محمد عاشق کا بیان ہے کہ ایسا ہی ہوا اور اہالیان دہلی محفوظ رہے۔

مولانا محمد عاشق لکھتے ہیں کہ گو احمد شاہ ابدالی ایک دوبار شکست کھا کر واپس چلا گیا تھا، لیکن شاہ صاحب یہی فرماتے تھے کہ "وے را دریں دیار غلبہ شدنی است" (اس کا اس علاقہ پر غلبہ ہوگا)۔

عالمگیر ثانی کے عہد میں "فتنہ صفدر جنگ" کے بعد ابدالی نے پھر ہندوستان کا رُخ کیا، اور دریائے اٹک تک پہنچ گیا۔ اس کی آمد آمد کا غلبہ برپا ہو گیا۔ بہادر خاں بلوچ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ابدالی کے متعلق بھی دریافت کیا گیا۔ فرمایا: "دریں ملک غلبہ کلی وے خواہد شد" (اس ملک پر اس کا

پورا غلبہ ہوگا) دریافت کیا گیا، ایسی صورت میں ارکانِ سلطنت کا حال کیا ہوگا؟ فرمایا: کہ ان کا حال نہ پوچھو۔ تم البتہ سلامت رہو گے۔ چنانچہ جب ابدالی قریب پہنچا تو ارکانِ دولت کی بدحواسی کا یہ عالم ہوا کہ کوئی تدبیر ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ بالآخر ــــ

"بجناب حضرتِ ایشاں بادشاہ و وزیر رجوع کردند و چارہ کار آں درخواست نمودند۔" (ص ۲۶۵)	حضرت شاہ صاحب سے بادشاہ اور وزیر نے رجوع کیا اور ان سے پوچھا کہ ان حالات میں کیا راہ اختیار کریں۔

عالمگیر ثانی سے شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم اس ہنگامہ میں سلامت رہو گے۔ عماد الملک وزیر سے بہت اصرار سے فرمایا کہ جنگ ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ جب درّانی دہلی کے قریب پہنچا تو بادشاہ اور وزیر کو صلح کر لینے کے علاوہ کوئی صورت ہی نظر نہ آئی۔ ابدالی نے عماد الملک کی دولت تو لے لی لیکن اس کی جان بخشی کر دی اور وزارت پر بھی بحال کر دیا، اسی زمانہ میں شاہ صاحبؒ نے شیخ محمد عاشقؒ کو خط لکھا اور ابدالی کی فوج کے بارہہ کی طرف متوجہ ہونے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

ایک مرتبہ "فوج دکھن" نے افواج ابدالی کو لاہور کے قریب شکست دے کر ہندوستان بدر کر دیا۔ اسی زمانہ میں مشہور ہو گیا کہ احمد شاہ ابدالی مر گیا۔ شیخ محمد عاشق نے یہ بات شاہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی، فرمایا:ــ

"آنچہ معلوم شدہ آنست کہ احمد شاہ درانی باز دریں ملک می آید و ایں کفار را بر اندازد، و ویرا با وجود ایں اوزار ظلم برائے ہمیں کار گذاشتہ اند۔"	جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ احمد شاہ درانی اس ملک میں پھر آئے گا اور ان کفار کو زیر و زبر کر دے گا باوجود ان مظالم کے جو وہ کر رہا ہے اس کو اسی لیے اب تک اللہ نے باقی رکھا ہے وہ یہی کام کرے۔

"افواج دکن" جب لاہور سے واپس آگئیں تو لوگوں کو اطمینان ہوگیا کہ اب حالات درست ہو گئے۔ اس زمانہ میں شاہ صاحب نے مولانا محمد عاشق کو خط لکھا جس میں فرمایا:-

"بنظر می آید کہ فتنۂ عظیم پیدا شود و عالمے زیر و زبر گردد۔"	ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ فتنۂ عظیم پیدا ہوگا اور ایک عالم تہ و بالا ہو جائے گا۔
(ص ۲۲۷)	

اس وقت شاہ صاحب کا یہ ارشاد کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایسا ہوا کہ "کفار دکھن" نے اپنی فوجیں جمع کیں اور نجیب الدولہ ان سے نبرد آزما ہوا۔ تقریباً تین مہینے تک بارہ کے قریب ہنگامہ حرب جاری رہا۔ ہزاروں آدمی مارے گئے۔ اور وہ تمام علاقہ تباہ و برباد ہو گیا۔ مولانا محمد عاشقؒ کا بیان ہے۔

"دراں ہنگام حضرت ایشاں نجیب الدولہ را رقعہ بایں عبارت نوشتند کہ در حقِ ایں امیر المجاہدین دعائے خیر کردہ می آید و از سروش غیبی نوید فتح شنیدہ می آید"[1]	اس زمانہ میں شاہ صاحب نے نجیب الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ جیسے امیر المجاہدین کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں اور سروشِ غیبی سے فتح کی نوید سنتا ہوں۔
(ص ۲۲۷)	

ایسا ہی ہوا، نجیب الدولہ نے جہاں اپنا مستقر بنایا تھا وہاں سے اس کو نہ ہٹایا جا سکا اور جب دشمن کی فوجیں گنگا کو عبور کر کے اس کے علاقہ میں داخل ہوئیں تو ناگہاں شجاع الدولہ افغانوں کی مدد کو پہنچ گیا، اور غنیم کی حالت تباہ ہوگئی۔ ہزاروں مارے گئے

"و ہر بار کہ بر نجیب خاں یورش می نمودند سردارہائے کفار کشتہ	ہر بار جب نجیب خاں پر حملہ کرتے تھے کفار کے سردار قتل ہو جاتے تھے

[1] مکتوبات بنام نجیب الدولہ - ملاحظہ ہوں

می شدند" (ص ۲۲۷)

اس جنگ کے زمانہ میں مولانا محمد عاشق شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے، ایک دن فرمانے لگے کہ ابدالی بارہہ کی طرف متوجہ ہوگا، اور سب روہیلوں کے ساتھ مل کر مرہٹوں سے جنگ کرے گا۔ اس وقت تک ابدالی کے آنے کی کوئی توقع نہ تھی ناگہاں معلوم ہوا کہ وہ جمنا کو عبور کر کے مرہٹوں کی فوج کے مقابلہ پر ڈٹ گیا ہے۔ بہت لوگ اس ہنگامے میں مارے گئے۔ ابدالی اُن کو شکست دے کر سہارن پور پہنچا۔ وزیر اور مرہٹے اس کے مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور شاہ جہاں آباد پہنچ کر تیاری کرنے لگے درانی نے سب روہیلوں کو ساتھ لے کر شاہ جہاں آباد کا رخ کیا۔

اس وقت وزیر ایک نقشبندی بزرگ کی وساطت سے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا۔ شاہ صاحبؒ نے بے دھڑک کہا:۔

"شاہ غالب خواہد آمد و فوج کفار شکست خواہد خورد، و شما ہم تنہا شدہ بجائے کہ مابین غرب و جنوب است خواہند افتاد" (ص ۲۲۸)	شاہ ابدالی غالب آئے گا اور کفار کی فوج شکست کھائے گی اور تم تن تنہا رہ جاؤ گے اور اس جگہ جو غرب اور جنوب کے درمیان ہے جا پڑو گے۔

وزیر کو اس جواب سے بے حد مایوسی ہوئی۔

شاہ ابدالی روہیلوں کو ساتھ لے کر مرہٹوں کے خلاف آ گیا۔ اور "معرکہ عظیم" قایم ہوا۔ غنیم کی فوج کا سردار مارا گیا، اور ساری فوج شکست کھا کر تتر بتر ہو گئی۔

جنگ کی یہ تفصیل دینے کے بعد شیخ محمد عاشق نے افواج درانیہ کے مظالم کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:۔

"بعد ازاں سفاکان درانیہ در شہر آمدہ قتال و غارت پیش نہادند	اس کے بعد درانی سپاہی شہر میں داخل ہوئے اور انھوں نے قتل و غارت گری شروع

عالمے کشتہ شد و جہانے غارت گردید" کردی۔ ایک دنیا اس غارت گری کا شکار ہوگئی۔ (ص ۲۲۹-۲۲۸)

نوبت یہاں تک پہنچی کہ جس محلہ میں شاہ صاحبؒ رہتے تھے وہ بھی محفوظ نہ رہا۔ لکھا ہے "تا کہ صدمہ بہ محلہ حضرت ایشاں ہم رسید"

شاہ صاحبؒ اس محلے کو چھوڑ کر شہر پناہ کے اندر تشریف لے گئے۔ "دراں مکان فرمودند کہ اکنوں معائنہ نمودہ می آید"۔ (ص ۲۲۹)

جس زمانہ میں ابدالی اور نجیب الدولہ، "کفار دکن" سے مصروف پیکار تھے، اور مرہٹوں کی فوج دہلی پر مسلط تھی اور عماد الملک نے برائے نام ایک شخص کو تخت پر بٹھا دیا تھا، حکیم ابوالوفا کشمیریؒ نے شاہ صاحبؒ سے ان حالات پر اظہار تشویش کیا۔ فرمایا کہ ابدالی کو حصولِ مقصد میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں وہ اس "وبال ظلم" کی بنا پر ہیں جو اس نے شہروں پر کیے ہیں۔ بعد کو اس کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ان حالات میں شاہ صاحب نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی۔ کہا تھا کہ ابدالی یہاں ٹھہرے گا نہیں بلکہ اولاد ملوک میں سے کسی کے حوالے کر کے چلا جائے گا، مولانا محمد عاشقؒ لکھتے ہیں :-

"بعد ازاں شاہ عالم عالی گوہر پسر بادشاہ عالمگیر شہید در نواحی ملک پورب بر تختِ سلطنت جلوس نمودہ بطرف شاہ جہاں آباد کہ تختگاہ موروثی است متوجہ گردید۔ و ہمدراں ایام نواب زینت المحل والدہ شاہ عالی گہر بجناب حضرت ایشاں درباب تظلّم واستبداد

اس کے بعد شاہ عالم عالی گوہر پسر عالمگیر شہید پورب میں تخت پر بیٹھا اور اس کے بعد موروثی تختگاہ شاہ جہاں آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی زمانہ میں نواب زینت المحل والدہ شاہ عالی گہر نے شاہ صاحبؒ کو اپنے اوپر مظالم کی تفصیل کا خط لکھا۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق بات

همت عرضی نوشت ۔ در جواب آں ارقام فرمودند کہ الحق ظلمے کہ بر دودمان رفعت نشان گذشتہ شرارہائے آں از افق تا افق رسیدہ ۔ امید قوی آنست کہ عدل الٰہی وبشارت وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا۔ متحقق گرداند ۔ فقیر بدعوات مشغول است و باستجابت مترصد ۔ سروش غیب حصولِ مراد افادہ فرمودہ است بلکہ تدبیری کہ صاحب امر را در مدت سہ چہار سال می باید کرد و تدبیرے کہ ہفت ہشت سال مطلوب خواہد بود، نیز در گوش ہوش دمیدہ ۔ انشاء اللہ بر وقت نوشتہ خواہد شد[1]" (ص ۲۴۳)

یہ ہے کہ آپ کے خاندان پر جو ظلم ہوا ہے اس کے شرارے ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچے ہیں ۔ امید قوی یہ ہے کہ عدل الٰہی "اور جو کوئی ظلم کے ساتھ ناحق قتل کر دیا جائے پس ہم نے اس کے وارث کو (قصاص یا دیت کا) تسلط دیا ہے ۔ پس چاہیے کہ وہ وارث قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے"۔ فقیر دعاؤں میں مشغول ہے اور قبولیت کا منتظر ہے ۔ سروش غیب نے حصول مراد کا افادہ فرمایا ہے بلکہ وہ تدبیر بھی گوش ہوش میں ڈال دی ہے جو صاحب معاملہ کو تین چار سال کی مدت میں کرنا چاہیے، اور وہ تدبیر بھی جو سات سال بعد کرنا چاہیئے ۔ انشاء اللہ ان تدبیروں کو بروقت لکھا جائے گا "

(۶)، شاہ عالم جب پٹنہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوا، تو نجیب الدولہ جاٹوں سے جنگ میں مصروف تھا ۔ شاہ صاحبؒ نے مولانا محمد عاشقؒ کو جو خط لکھا وہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے ۔ مولانا کا بیان ہے ۔

"حضرت ایشاں بہ ایں خاکسار سرفراز نامہ عنایت نمودند، بہ ایں عبارت ۔

شاہ صاحب نے اس خاکسار کو ایک گرامی نامہ بھیجا، جس کی عبارت یہ تھی :۔

[1] ملاحظہ ہو مکتوب سوم بنام نواب زینت المحل ۔

بیت ~

کارِ زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

عجب ماجرائے واقع شدہ ۔ دو فوج مسلمانان بہم آمدند، و درمیان ایشاں مناقشہ افتاد فقیر را درمیان ایشاں حکم ساختند و تمام اہلِ سماوات وارض منتظر ایستادند کہ ایں حکم چہ حکم می فرماید آخر ماحکم کردیم کہ صوبۂ دہلی و اکبر آباد از آن فلاں باشد بحکم آنکہ جہاد کردہ است و کفار را ازیں سرزمین دفع نمود، و از حدود پٹنہ تا نواحی الٰہ آباد تا مالوہ تا مارواڑ تا گجرات از آن فلاں باشد، بحکم آنکہ آبائے او پادشاہ بودند و در سرنوشت ایشاں سلطنت متوارث نہادہ اندو ہنوز آں سلطنت منسوخ نگشتہ"۔

(ص ۲۵۳)

بیت ~

کارِ زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

"عجیب ماجرا پیش آیا۔ مسلمانوں کی دو فوجیں آپس میں لڑ گئیں، اور ان میں جھگڑا ہوا۔ فقیر حکم بنایا۔ تمام اہلِ سماوات وارض حیرت میں تھے کہ حکم کیا فیصلہ کرتا ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ صوبۂ دہلی و اکبر آباد فلاں کے قبضہ میں رہے کیونکہ اس نے جہاد کیا ہے اور اس علاقے سے کفار کو دفع کیا ہے، اور پٹنہ سے الٰہ آباد اور مالوہ، مارواڑ گجرات تک فلاں شخص کے اختیار میں رہے، اس لیے کہ اس کے اجداد بادشاہ تھے اور ان کے خاندان میں سلطنت ہوتی آئی ہے اور اب تک وہ سلطنت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔

قول الجلی کی اس عبارت سے ان مکتوبات کا پس منظر اور شاہ صاحبؒ کی سیاسی جدوجہد کی حقیقی نوعیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔

زوال کے اسباب شاہ صاحبؒ کی نظر میں

شاہ صاحبؒ نے "مسلم سوسائٹی" اور "سلطنت مغلیہ" کے زوال و انحطاط کے اسباب

علیحدہ علیحدہ متعین کیے تھے۔ اُن کی تصانیف کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ان دونوں کے متعلق اُن کے خیالات کا پتہ چل سکتا ہے۔ مسلم سوسائٹی کے زوال کا سبب اُن کے خیال میں مذہبی شعار سے بے اعتنائی، اور علوم دینیہ سے بے تعلقی تھی۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کا سبب انھوں نے اقتصادی انحطاط کو قرار دیا تھا، اس ہی کے باعث تمام سیاسی انتشار اور بدنظمیاں پیدا ہوئی تھیں، فرماتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ وہاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ مذہب ہی اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔

انھوں نے مسلم سوسائٹی کے ہر ہر طبقہ سے خطاب کر کے اس کی بے راہ روی پر اس کو متنبہ کیا۔ تفہیمات کا وہ حصہ خاص طور سے مطالعہ کے قابل ہے جس میں انھوں نے مسلم سوسائٹی کے ایک ایک گروہ کو نام بنام مخاطب کیا ہے اور اس کے نقائص بیان کیے ہیں۔ جہاں تک معاشی خرابیوں کا تعلق ہے اس میں تقریباً ہر طبقہ کو یکساں گرفتار پایا ہے، امیروں سے خطاب کرتے ہیں:۔

"اے امیرو! دیکھو! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے تاکہ ان میں بعض بعض کو کھاتے اور نگلتے رہیں۔ تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی قسمیں پکواتے رہو اور نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو اچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ کسی اور طرف منعطف نہیں ہوتی۔"

سپاہیوں سے کہتے ہیں:۔

"تم اعتدال کی راہ اپنے خرچ میں اختیار کرو اور محض اتنی روزی پر قناعت کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ جو باآسانی تمہیں اُخروی زندگی کے نتائج تک پہنچا دے.... دیکھو اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے کم رکھا کرو۔ پھر جو بچ جایا کرے اس سے

مسافروں کی اور مسکینوں کی مدد کیا کرو۔ اور کچھ اتفاقی مصائب اور ضرورتوں کے لیے پسماندہ بھی کیا کرو۔"

مشائخ کو للکارتے ہیں:۔

"ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لیے مرید کرتے ہیں تاکہ ان سے ٹکے وصول کریں۔"

عوام کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:۔

"اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہنچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اُس کی آسانیوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اتنے کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو یا تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اس طرح بے چارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہ بن جاؤ۔ تمہارے لیے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی راہ سجھائے گا جو تمہارے لیے کافی ہوگی۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے سیراب ہو، اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کے رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے چاہیئے کہ اس پر خدا شکر کرے۔

..... بہرحال کوئی نہ کوئی راہ کمائی کی آدمی ضرور اختیار کرے۔"

ان انفرادی نقائص سے قطع نظر، شاہ صاحب نے سلطنت کے زوال کے

کے اسباب کو "حجۃ اللہ البالغہ" میں اجمال اور مکتوبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں :-

وغالب سبب خراب البلدان فی هذا الزمان شیئان احدهما تضییقهم علی بیت المال ان یعتادو التکسب بالاخذ منه علی انهم من الغزاة او من العلماء الذین لهم حق فیه - او من الذین جرت عادة الملوك بصلتهم کالزهاد والشعراء او بوجه من وجوه التکدی ویکون العمدة عندهم هو التکسب دون القیام بالمصلحة فیدخل قوم علی قوم فینغصون علیهم ویصیرون کلا علی المدینة والثانی ضرب الضرائب الثقیلة علی الزراع والتجار والمتحرفة والتشدید علیهم حتی یفضی الی الاجحاف المطاوعین واستیصالهم والی تمنع اولی باس شدید وبغیهم وانما

اس زمانہ میں ملک کی خرابی و ویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں، ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر تنگی، وہ اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دعویٰ سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدنی میں ہے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام واکرام دیا کرتے ہیں، جیسے زہد پیشہ صوفی اور شاعر۔ اور دوسرے گروہوں میں جو ملک و سلطنت کے کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی طریقے سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے بغیر ان کو ملتی ہے۔ یہ لوگ ان کے اور دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کر دیتے ہیں اور ملک پر بوجھ ہیں۔

دوسرا سبب کاشتکاروں بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر اس بارے میں سختی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو بیچارے حکومت کے مطیع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو سرکش اور نادہند

تصلح المدينة بالجباية اليسيرة واقامة الحفظة بقدر الضرورة فليقبه اهل الزمان لهذه النكتة۔

(باب سیاست المدینہ)

ہیں وہ اور سرکش ہو رہے ہیں اور حکومت کے محصول نہیں ادا کرتے حالانکہ ملک اور سلطنت کی آبادی سستے محصول اور فوج اور عہدیداروں کے بقدر ضرورت تقرر پر ہے چاہیے کہ اس زمانہ کے لوگ ہوشیار ہو کر سیاست کے اس راز کو سمجھیں "۔

مکتوبات میں ان ہی بنیادی خرابیوں کی تشریح کی ہے اور زوال کے اسباب یہ متعین کیے ہیں۔

(۱) خالصہ کے علاقے کا محدود ہونا۔

(۲) خزانہ کی قلت۔

(۳) جاگیرداروں کی کثرت۔

(۴) اجارہ داری کے مسموم اثرات۔

(۵) افواج کے مواجب کا بروقت نہ ملنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج دو سو سال گزر جانے کے بعد بھی مورخین، سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے اسباب کا اس قدر صحیح تجزیہ نہیں کر سکے جتنا شاہ صاحبؒ نے اس طوفانی دور میں ہوتے ہوئے کیا تھا۔ اس سے ان کی بے پناہ سیاسی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انھوں نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں قوموں کے عروج و زوال سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے:۔

"اگر کسی قوم میں تمدن کی مسلسل ترقی جاری رہے تو اس کی صنعت و حرفت اعلیٰ کمال پر پہنچ جاتی ہے اس کے بعد اگر حکمراں جماعت آرام و آسائش اور زینت و تفاخر کی زندگی کو اپنا شعار بنا لے تو اس کا بوجھ قوم کے کاریگر طبقات پر اتنا

بڑھ جائے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا، انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کر دیا جائے اس وقت وہ گدھوں اور بیلوں کی طرح صرف روٹی کمانے کے لیے کام کریں گے۔ جب انسانیت پر ایسی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ انسانیت کو ان سے نجات دلانے کے لیے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ قدرتِ الٰہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سر سے اس ناجائز حکومت کا بوجھ اتار دے۔"

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی فکر کے انقلابی عناصر کا تجزیہ ایک مستقل تصنیف کا موضوع ہے۔ یہاں صرف ان چند ایسے نظریات و افکار کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے جو اُن کی سیاسی فکر میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں اور جن کا جائزہ لیے بغیر ان کے خیالات کی گہرائیوں تک پہنچنا ممکن نہیں۔

(۱) شاہ ولی اللہؒ کا یقین تھا کہ فرسودہ نظام کی تباہی منشاء الٰہی بن چکی ہے۔ اسی لیے ان کو "فکُّ کلِّ نظامٍ" کی صدائیں سنائی دیتی تھیں۔

(۲) انسانی معاشرے کی ترتیب کے سلسلہ میں ان کا خیال تھا کہ:-

فاصل التنبب حیازۃ الاموال	معاشی وسائل کو وسیلہ کار بنانے کے لیے
المباحۃ واستمناء ما اختصّ	بنیادی اصول یہ ہے کہ جائز مال کو قبضے
بہ بما یستمد من الاموال المباحۃ	میں لایا جائے اور اس کو اس طرح ترقی
کالتناسل بالرعی والزراعۃ	دی جائے جس طرح ترقی دینا جائز ہے،
باصلاح الارض وسقی الماء	مثلاً مویشیوں کی افزائش نسل، آبپاشی
ویشترط فی ذالک ان لا یضیق	اور اصلاح زمین کے ذریعے سے زراعت
بعضھم علی بعض بحیث یفضی	کرنا وغیرہ۔ لیکن اس باہمی تعاون سے

الیٰ فساد التمدن۔[1] معاشی وسائل حاصل کرنے کی شرط لازم یہ حصول ترقی معاشرہ انسانی میں ایک دوسرے کی معاشی زندگی کی تنگی کا باعث نہ بن جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمدن پر فساد پیدا ہو جائے۔

(۳) "ملکیت" کے معاملہ میں شاہ صاحبؒ کا خیال یہ تھا کہ ساری زمین حقیقت میں مسجد یا سرائے کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں سب برابر کے شریک ہیں:۔

والارض کلھا فی الحقیقۃ بمنزلۃ مسجدٍ أو رباطٍ جعل وقفاً علی أبنا السبیل وھو شرکاء فیہ۔[2]

(۴) مال بڑھانے کے ذرائع کیا ہونے چاہئیں؟ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان کان استنماء فیھا لیس لہ دخل فی التعاون .... او بما ھو تراضٍ یشبہ الاقتضاب .... فلیس من العقود المرضیۃ ولا الاسباب الصالحۃ و انما ھو باطل وسحت بأصل الحکمۃ المدنیۃ"[3]

اگر مال بڑھانے میں تعاون کو دخل نہ ہو یا ایسی رضامندی ہو جس میں جبر پایا جائے تو اس قسم کے معاملات ناپسندیدہ اور غیر صالحہ ہیں، یہ اجتماعی زندگی کے اصول کے لحاظ سے باطل اور گناہ ہیں:

(۵) شاہ صاحب کا خیال تھا کہ پیشوں کی غلط تقسیم، حکومت کی طرف سے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۰۳ جلد دوم بحوالہ شاہ ولی اللہ فلسفۂ عمرانیات و معاشیات از بشیر احمد ص ۱۱۷ - ۱۱۶ [2] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص ۱۰۳۔ [3] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص ۱۰۳

ٹیکسوں کی کثرت، اور عیاشانہ زندگی سماج کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتی ہے۔ بدورباز غہ میں مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر کی حیثیت ایک "شخص" کی سی ہے اور جس طرح جسم انسانی کو مختلف امراض سے بچانے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح ضروری ہے کہ "شہر" کی بھی حفاظت کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ اخلاق اگر محض علم سے پیدا ہو سکتے تو کسی بُرائی کا علم ہو جانے کے بعد انسان میں خود بخود اچھا خلق پیدا ہو جاتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس کا صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اخلاق ماحول کی پیداوار ہیں نہ کہ علوم کی۔ ماحول اگر ٹھیک ہو جائے تو اچھے اخلاق کے سرچشمے حرکت میں آجائیں۔

حالات کو درست کرنے کی کوشش

تفہیمات میں لکھتے ہیں اگر موقع ومحل کا اقتضا ہوتا تو میں جنگ کر کے عملاً اصلاح کرنے کی قابلیت بھی رکھتا تھا:۔

"فلو فرض ان یکون ھٰذا الرجل فی زمان واقتضت الاسباب ان یکون اصلاح الناس باقامۃ الحروب ونفث فی قلبہ اصلاحھم لقام ھٰذا الرجل بامر الحرب اتم قیام وکان

له حجۃ اللہ البالغہ ج اول ص ۴۵ وغیرہ — ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

وکذٰلک من مفاسد المدن ان ترغب عظماءھم فی دقائق الحلی واللباس والبناء والمطاعم وغید النساء ونحو ذٰلک زیادۃ علی ماتعطیہ الارتفاقات الضروریۃ التی لابد للناس منہا واجتمع علیہا عربہم وعجمہم۔

شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگ عمدہ زیورات، نفیس لباس، شاندار عمارات لذیذ طعام اور عورتوں کے حسن وغیرہ کے پیچھے پڑ جائیں اس طرح ان ارتفاقات ضروریہ سے بڑھ جائیں جو انسان کے لیے ضروری ہیں اور جن پر عرب و عجم مشترک ہیں۔

امامًا فی الحرب لا یقاس بالرستم والاسفندیار وغیرھما طفیلیون علیہ مستمدون منہ مقتدون بہٖ (جلد اول ص ۱۰۱)

حالات کا یہ اقتضا نہ تھا، لہٰذا شاہ صاحبؒ نے اس زمانہ کی ہی مختلف سیاسی طاقتوں سے کام لیا اور اُن کے ذریعہ سے ہندوستان کی فضا کو درست کرنے کی کوشش کی۔ شاہ صاحبؒ پر سیاسی بدامنی، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد کا بڑا اثر تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان سب مفسدانہ عناصر کی روک تھام کی جائے تاکہ عام لوگ امن اور چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ تفہیماتِ الٰہیہ ہی میں بادشاہوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

الملاء الاعلیٰ ان تنصبوا فی فی کل ناصیۃ وفی کل مسیرۃ ثلثۃ ایام واربعۃ ایام امیراً عادلاً یاخذ للمظلوم حقہ من الظالم ویقیم الحدود ویجتھد ان لا یحصل فیھم بغی ولا قتال ولا امر تداد ولا کبیرۃ ویفشو الاسلام وتظہر شعائرہ ویاخذ بفرائضہ کل احد ویکون لامیر کل بلد شوکۃ یقدر بھا علیٰ اصلاح بلدہ ولا یکون لہ شوکۃ یتمتع بسببھا ویعصی علی السلطان وینصب فی کل اقلیم کبیر امیرا یقلدہ القتال فقط یکون

تو اس کے بعد ملاء اعلیٰ کی مرضی یہ ہے کہ تم اے بادشاہو! ہر علاقہ اور تین دن یا چار دن کی ہر مسافت پر ایک صاحبِ عدل امیر کو مقرر کرو، جو ظالم سے مظلوم کا حق لے سکتا ہو، اور شرعی حدود قائم کر سکتا ہو اور اس کی کوشش کرے کہ ان کی طرف سے پھر سرکشی اور فساد پیدا نہ ہو اور ارتداد اور کبیرہ کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ اسلام بالکل فاش اور علانیہ ہو جائے، اس کے شعائر بالکل کھلم کھلا ظاہر ہوں اور اپنے منصبی فرائض کو ہر شخص اختیار رکھے چاہیے کہ ہر شہر کے امیر کے پاس اتنی قوت و شوکت ہو جس کے ذریعہ سے اپنے شہر کی اصلاح پر وہ قابو پا سکے،

جمعہ اثنا عشر الفا من المجاهدین
لا یخافون فی لومۃ لائم
یقاتلون کل باغ وعاد
فاذا کان ذلک فرضاء
الملاء الاعلیٰ ان یفتش حینئذ
من النظامات المنزلیۃ و
العقود ونحوھا حتیٰ لا یکون
شیٔ الا موافق الشرع حتیٰ
یامن الناس من کل وجہ"

(تفہیمات ص ۲۱۶)

مگر اتنی شوکت وقوت نہ ہو کہ اس سے خود نفع اٹھانے لگے اور بادشاہِ وقت سے سرکشی کرنے لگے چاہیے کہ ہر اقلیم (صوبہ) میں ایک بڑا امیر بھی مقرر ہو جس کے ذمّہ فقط جنگ کی ذمہ داری عائد کی جائے، چاہیے کہ اس کی فوجی جمعیت ایسے بارہ ہزار مجاہدوں کی ہو جو اللہ کی راہ میں کسی ملامت سے خوف زدہ نہ ہوں، اور ہر سرکش باغی سے جنگ کر سکتے ہوں، جب یہ ہو چکے تب چاہیے کہ منزلی نظامات اور عقود و معاملات کی جانچ کی جائے اور اسی قسم کی دوسری باتوں کی کہ کوئی بات ایسی باقی نہ رہ جائے جو شریعت کے مطابق نہ ہوتا کہ لوگ ہر لحاظ سے امن وعافیت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔

بادشاہ سازشوں میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے، چنانچہ شاہ صاحبؒ نے سیاسی حالات کا بہ غور مطالعہ کرنے کے بعد دو ایسی طاقتوں کا انتخاب کیا جن کے ذریعہ سے مفسدانہ عناصر کی سرکوبی ممکن تھی۔

(۱) نجیب الدولہ یعنی روہیلے

اور (۲) احمد شاہ ابدالی

نجیب الدولہ کو شاہ صاحبؒ اپنے مکتوبات میں "رأس المجاہدین" اور رئیس الغزاۃ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ایک مکتوب میں نجیب الدولہ کو لکھتے ہیں کہ:-

"اینچہ معلوم می شود آنست کہ امروز تائیدِ ملت وامتِ مرحومہ در پردۂ آں مصدر خیر ظہور می کند"

احمد شاہ ابدالی کو لکھتے ہیں :-

"دریں زمان بادشاہے کہ صاحبِ اقتدار و شوکت باشد..... غیر ملازمان آنحضرت موجود نیست، لاجرم بر آن حضرت فرضِ عین است قصد ہندوستان کردن"

شاہ صاحبؒ نے ان دونوں کے انتخاب میں بے پناہ سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا تھا، روہیلوں کی عسکری طاقت اور صلاحیت پر سر جدو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب FALL OF THE MUGHAL EMPIRE جلد اوّل صفحہ ۵۳-۵۱ پر بحث کی ہے۔ نجیب الدولہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں سپاہیانہ بہادری، سیاسی تدبر، دُور بینی اور صلاحیتِ جہانبانی سب کچھ تھا۔ (جلد دوم ص ۴۱۵) بلکہ وہ سوائے احمد شاہ دُرانی کے اپنے تمام معاصرین میں لاثانی تھا۔

HE HAD NO EQUAL IN THAT AGE

EXCEPT AHMAD SHAH ABDALI (VOL II P. 415)

شاہ صاحبؒ کی سیاسی بصیرت اور حقایق شناسی کا یہ کمال تھا کہ انھوں نے دو ایسی عظیم المرتبت شخصیتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جن کو بیسویں صدی کا ایک مشہور مورّخ اٹھارھویں صدی کی سب سے زیادہ قابل شخصیتیں تصوّر کرتا ہے۔

جنگ پانی پت اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ

پانی پت کا میدانِ کارزار حقیقت میں شاہ ولی اللہؒ کا سجایا ہوا تھا۔ وہ احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان مدعو کرنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ہندوستان کے حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی ضروری ہے۔

نادر شاہ کے حملہ (۱۷۳۹ء) نے مغلیہ سلطنت کا سارا ڈھانچہ بے جان کر دیا تھا، مرکز سے علیحدہ صوبوں میں خود مختاریاں قائم ہو گئی تھیں۔ سعادت علی خاں نے اودھ

میں علی وردی خاں نے بنگال میں نظام الملک نے دکن میں آزاد حکومتوں کی بنا ڈال دی تھی، پنجاب میں سکھوں کا اقتدار بڑھنے لگا تھا، مغربی اور جنوبی علاقوں میں مرہٹوں نے تسلط قائم کر لیا تھا اور بہار، اڑیسہ اور بنگال کو تاخت و تاراج کر رہے تھے، دہلی میں ایرانی، تورانی نزاع پورے عروج پر تھا۔ اُمراء آپس کے عناد اور دوسرے فریق کو شکست دینے کی خاطر مرہٹوں سے امداد لیتے تھے اور اس طرح مرہٹوں کا اقتدار دہلی کے اردگرد کے علاقہ میں بھی بڑھ رہا تھا۔

۱۷۵۶ء میں ملہار راؤ ہولکر اور رگھوناتھ راؤ نے شمالی علاقہ میں مرہٹوں کا اقتدار قائم کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور جاٹوں کی امداد حاصل کر کے اگست ۱۷۵۷ء کو دہلی پر حملہ کر دیا۔ نجیب الدولہ کو مجبور ہو کر صلح کرنی پڑی، پھر مرہٹوں نے پنجاب کا رخ کیا، اور اپریل ۱۷۵۸ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ اور آدینہ بیگ کو اپنی طرف سے پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ آدینہ بیگ کے مرنے پر پنجاب میں گڑبڑ شروع ہوئی تو داتاجی سندھیا ایک بڑی فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا اور حالات پر قابو پا کر سباجی سندھیا کو پنجاب کا گورنر مقرر کر دیا، یہ مرہٹوں کے عروج کی انتہا تھی، اس غیر معمولی کامیابی سے مرہٹوں کے حوصلے بڑھ گئے، اور اب داتاجی سندھیا نے روہیل کھنڈ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔[۱] ہندوستان کی تاریخ کا یہ نازک دور تھا۔ شاہانِ مغلیہ ان حالات میں بالکل بے بس تھے۔ امراء آپس میں جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے، شاہ صاحبؒ نے اس موقع پر ایک طرف نجیب الدولہ کو تیار کیا کہ وہ ہمت اور جرارت سے مقابلہ کرے دوسری طرف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی کہ وہ ہندوستان آکر مرہٹوں کے تسلط سے خلاصی دلائے۔ طباطبائیؒ نے لکھا ہے:۔

" مردم از دستِ شاں دمرہٹہ) بجاں آمدہ برائے ناموس آبروئے خود در فاہ

[۱] ISLAMIC CULTURE, VOL. XI P. 502

عالمے شاہ ابدالی را بہ منت از ولایت طلب داشتہ۔[1]

نادر شاہ کے حملہ کے بعد مسلمانوں کی بیچارگی اور درماندگی کی جو حسرتناک حالت ہوگئی تھی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے "جوہر"[a] کرکے یعنی آگ میں جل کر خود کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔[2]

یہ تھے ہندوستان کے وہ ہوش ربا حالات جن میں شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان بلایا تھا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ شاہ صاحب اپنے مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔ لیکن اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ جنگ پانی پت نے ہندوستان کی تاریخ کا رُخ بدل دیا۔

جنگ پانی پت اور اس کے نتائج

۱۷۵۹ء کو احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر حملہ کیا وہاں اقتدار از سر نو قائم کرنے کے بعد دہلی کا ارادہ کیا۔ تھانیسر کے مقام پر داتاجی سندھیا نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی، براری گھاٹ پر (دہلی سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے) داتاجی کا خاتمہ ہوا۔ جنکوجی سندھیا اور ملہار راؤ ہولکر نے ابدالی فوجوں کو روکنے کی ناکام کوشش کی، پیشوا کو جب ان حالات کا پتہ چلا تو سداشیو راؤ بھاؤ کو جس نے حال ہی میں نظام کو شکست دی تھی اور جس کی بہادری کے افسانوں سے دکن گونج رہا تھا، ابدالی کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ بھاؤ نے ۳ر اگست ۱۷۶۰ء کی صبح کو دہلی پر قبضہ کرلیا اور شمال کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ۲۹ر اکتوبر ۱۷۶۰ء کو اس کا لشکر پانی پت کے میدان میں پہنچ گیا۔

احمد شاہ ابدالی، یکم نومبر ۱۷۶۰ء کو پانی پت کے میدان میں پہونچ گیا اور یہاں ۲½ مہینے تک افغانوں اور مرہٹوں کی مسلسل جنگ جاری رہی۔ بالآخر ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء

---

[1] سیر المتاخرین۔ [2] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ؒ۔

[a] "راجپوتوں کو جب شکست ہوتی تھی تو وہ اپنے مال متاع اور اہل وعیال کو جلاکر خاک کردیتے تھے اور یہ رسم جوہر کہلاتی تھی۔

کو مرہٹوں کو شکستِ فاش ہوئی، سداشیو راؤ بھاؤ اور پیشوا کا بیٹا وشواس راؤ میدان جنگ میں کام آئے اور بقول ایک مورخ کے "مرہٹوں کی طاقت چشم زدن میں کافور کی طرح اڑگئی"۔ سر جدوناتھ سرکار نے لکھا ہے کہ مہاراشٹر میں کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں صف ماتم نہ بچھ گئی ہو، لیڈروں کی ایک پوری نسل ایک ہی معرکہ میں غائب ہوگئی۔[1]

اگر سلطنتِ مغلیہ میں تھوڑی سی بھی جان ہوتی تو وہ جنگ پانی پت کے نتائج سے فائدہ اٹھا کر اپنے اقتدار کو ہندوستان میں پھر کچھ صدیوں کے لیے قایم کر سکتی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغلیہ سلطنت اس وقت ایک بے روح جسم کی مانند تھی۔ جنگ پانی پت کا اصلی فائدہ فاتحین جنگِ پلاسی نے اٹھایا۔

یہ سمجھ لینا غلط ہوگا کہ شاہ ولی اللہ یا احمد شاہ ابدالی انگریزوں کے خطرے سے بے خبر تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں ڈر تھا کہ کہیں مغل بادشاہ کے تساہل سے انگریزوں کو اپنا اقتدار قایم کرنے کا موقع نہ مل جائے۔ جس وقت احمد شاہ ابدالی نے حملہ کیا تھا۔ شاہ عالم ثانی بہار میں تھا، جنگِ پانی پت کے بعد احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم کو دہلی بلانے کی بے حد کوشش کی اور اپنا آدمی بھیجا، جب نہ آیا تو احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم کی والدہ نواب زینت محل سے خط لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا:-

"شاہنشاہ (احمد شاہ) قلعہ میں آگئے ہیں آج تک کہ ۲۰ رجب ہے میں کئی مرتبہ اُن سے ملی ہوں۔ وہ تمہارے آنے کے بے حد منتظر ہیں ..... میرے بیٹے! تم یقین رکھو کہ تمہارے آنے پر سب معاملات طے ہو جائیں گے ..... تیمور شاہ نے خلوص و محبت سے مجھے تحفے بھیجے ہیں، تمہارے بدخواہ بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرینگے تم ان کے کہنے میں نہ آنا۔ میرے بیٹے تم جلد آجاؤ، اگر خدانخواستہ شاہ چلے گئے تو پھر تم نئی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے"۔[2]

---

[1] ISLAMIC CUTURE VOL XI P. 503-504

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی نے انگریزوں کو بھی لکھا کہ وہ شاہ عالم کو دہلی پہنچنے کے لیے ہر قسم کی سہولت دیں۔ وینسی ٹارٹ احمد شاہ کو لکھتا ہے[۱]:-

"IF IT SHOULD BE SHAHENSHAH (ABDALIS) PLEASURE, (SHAH ALAM) WILL BE ESCORTED BY SOME (BRITISH) TROOPS TO DELHI."

شاہ عالم کو وہاں سے بلانے کی کوشش اس لیے تھی کہ وہ انگریزوں کے اثر سے نکل آئے اور دہلی آکر احمد شاہ کی موجودگی میں اپنی طاقت کا استحکام کرلے۔

شاہ ولی اللہؒ کی سیاسی تحریک کی اصلی نوعیت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی تحریک کو فرقہ وارانہ قرار دینا اُن کی اساس فکر کو غلط سمجھنے کے مترادف ہوگا۔ شاہ صاحب کی تحریک بہت ہمہ گیر تھی وہ ہندوستان میں رہنے والے ہر طبقہ کی فلاح و بہبود کے خواہاں تھے اور چاہتے تھے کہ عام ماحول ایسا پر سکون اور پر امن ہو کہ ملک کی معاشی حالت سُدھر جائے، اور اقتصادی توازن جو مغلیہ دَور کے آخری حصّہ میں بگڑ گیا تھا، صحیح طور پر قایم ہوسکے۔ اس سلسلے میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے خیالات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا محمد سرور لکھتے ہیں: "شاہ صاحبؒ نے خوب سمجھ لیا تھا کہ شاہنشاہیت کا دور ختم ہوچکا، اب اگر کوئی حکومت بنے گی تو اس کا اساس کوئی اور ہوگا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے جس تحریک کی داغ بیل ڈالی وہ ہمہ گیر تحریک تھی اُن کے پیش نظر پورا ہندوستان تھا۔ چونکہ مرکزی ہندوستان کی قیادت اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی اس لیئے لامحالہ شاہ صاحبؒ نے عام مسلمانوں سے خطاب کیا۔ لیکن شاہ صاحبؒ کی دعوت کے اصول عام انسانیت کے اصول تھے، ان کا زور مذہب کی رسوم پر نہیں، بلکہ مذہب کی روح پر تھا قانون کی ظاہری شکل پر نہیں بلکہ قانون کی جان یعنی عدل و انصاف پر تھا۔ چنانچہ وہ تمام مذاہب کی اصل یہ چار اصول بتاتے ہیں:- اوّل خدا پرستی۔

ISLAMIC CUTURE VOL XI P. 503-504 [۱]

دوم ۔ عدل وانصاف ۔

سوم ۔ صحت وصفائی

چہارم ۔ تربیتِ نفس

اُن کے نزدیک ہر مذہب کا فرض یہ ہے کہ ان چار مقاصد تک انسانوں کی رہنمائی کرے، گو مذاہب کے طریقے الگ الگ ہیں لیکن ہر مذہب کی کوشش یہی ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب نے سیاسی عدم مساوات کی بھی بڑی خرابیاں گنائی ہیں، اور شہنشاہیت اور اُس سے پیدا ہونے والے مفاسد کو تفصیل سے بیان کیا ہے ..... شاہ صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قیصرو کسریٰ نے متمدن دنیا کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا تھا، اور قدرتِ الٰہی مجبور ہوئی تھی کہ اسلام کے ذریعہ اس روگی نظام کو ختم کر دے، اسی طرح آج کی حکمراں سوسائٹی بھی ان اجتماعی بیماریوں سے کھوکھلی ہو چکی ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کا مٹنا بھی اب یقینی نظر آتا ہے ۔ الغرض مرہٹوں، جاٹوں، سکھوں اور اس عہد کی دوسری چھوٹی تحریکیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہوں گی لیکن ان میں سے کسی تحریک میں اتنی وسعت اور ہمہ گیری نہ تھی کہ وہ ہندوستان کی مرکزیت اور وحدت کو بحال رکھ سکنے کی مرکزیت اور وحدت کو بحال رکھ سکنے کی تدبیر سوچتی، شاہ صاحب اپنے مجوزہ نظام میں اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے زمانہ کی مرکزیت، اور سلطنتِ ہند کے اقتدارِ اعلیٰ کو بحال دیکھنا چاہتے تھے، لیکن اس طرح سے کہ مطلق العنان بادشاہوں کے بجائے انصاف کی حکومت ہو۔

" اب اگر کہا جائے کہ اگر شاہ ولی اللہ کے فکر کا دامن اتنا وسیع تھا اور ان کے اجتماعی اور سیاسی نظام میں سارے انسانوں کو بلا تفریقِ مذہب وملت ایک سے سلوک کا مستحق سمجھا جاتا تھا تو پھر شاہ ولی اللہؒ کی تحریک نے فرقہ وارانہ حیثیت کیوں

اختیار کی۔ بات یہ ہے کہ پنجاب میں سکھوں نے صرف مغلیہ حکومت سے جنگ شروع نہیں کی تھی بلکہ وہ کل مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تھے، اسی طرح مرہٹوں نے بادشاہی نظام کے اہل کاروں کو قتل نہیں کیا بلکہ عام مسلمان اُن کے مظالم کا نشانہ بنے ان حالات میں مسلمانوں کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ خود اپنی حفاظت کرتے قوموں اور جماعتوں کی زندگی میں یہ منزل ایسی نازک ہوتی ہے کہ حضرت عیسٰی ایسے صلح کل اور سرتاپا مہر و محبت پیغمبر بھی اپنے حواریوں کو تلوار سنبھالنے کا مشورہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی جماعت کا مرہٹوں اور سکھوں کے خلاف معرکہ آرا ہونا نتیجہ تھا اُن خاص حالات کا جن سے اس وقت مسلمانوں کو پالا پڑا۔ جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے شاہ ولی اللہؒ کی جماعت مغلوں کے تاج و تخت کے لیے نہیں لڑی تھی وہ تو اُن عام انسانی اصولوں کو جن پر اُن کے تاج کی بنیاد تھی زندہ کرنا چاہتے تھے یہی وہ اصول تھے جن کے ذریعہ ہمارے خیال میں ہندوستان نیا جنم لے سکتا تھا۔ بہرحال انگریزی تسلط نے نہ تو سکھوں کو چھوڑا اور نہ مرہٹوں کا راج رہا۔ زمانہ بدل گیا اور زمانہ کے ساتھ ہندوستان کے حالات بدل گئے، جب دشمنیوں کے اسباب نہ رہے تو اب پرانی دشمنیاں بھی بے معنی ہیں[۱]"

مکتوبات پر ایک نظر

پیش نظر مکتوبات شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مکتوبات کے ایک ایسے نادر مجموعے سے منتخب کیے گئے ہیں جو ان کے عزیز شاگرد شیخ محمد عاشق پھلتیؒ اور ان کے صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن کا مرتب کیا ہوا ہے، یہ مجموعہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں ۲۸۱ مکتوبات ہیں، دوسری جلد ۷۷ مکتوبات پر مشتمل ہے، پہلی جلد شیخ عبدالرحمٰن نے مرتب کی تھی، جوانی میں اُن کا انتقال ہو گیا، ان کے والد ماجد شیخ محمد عاشق پھلتیؒ نے اس کام کو جاری رکھا، اور دوسری جلد میں ۷۷ مکتوبات جمع کر دیئے، دیباچہ میں فرماتے ہیں :-

[۱] شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۲۶-۲۹

امابعد ! فقیر کثیر التقصیر احقر عباد اللہ الخالق محمد عاشق مینماید کہ ولدی مرحوم عبدالرحمٰن عفرہ اللہ اشارۃ وادخلہ دار الجنان بجمع تالیف مکتوباتِ مبارکات حضرت مرشد الانام قطب العصر فرد الزمان حضرت شیخ ولی اللہ مدظلہ العالی فی الدوران احرازِ سعادت دوجہانی می کرد چوں تحریر بہ مکتوب اثنین وثمانین بعد المائتین رسید درسنہ یک ہزار ویک صد وشصت وہشت داعی اجل رالبیک گفتہ سفرِ آخرت گزید رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ واعطاہٗ کرامۃ سابقۃ۔ پس ایں فقیر آں جلد بہماں مکتوب تمام کردہ جلد ثانی شروع نمود حسبی اللہ ونعم الوکیل وفی کل الامور علیہ التوکل والتعویل۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ان ۳۵۸ خطوط میں سے ۸۲ بیاسی مکتوبات منتخب کر کے پیش کیے جا رہے ہیں۔ میں اپنے ماموں جناب مولوی نسیم احمد صاحب قبلہ فریدی امروہوی کا ممنون ہوں جن کے ذریعہ سے یہ مکتوبات مجھے حاصل ہوئے اور جنہوں نے ان کی تصحیح میں میری امداد و اعانت فرمائی۔ ان مکتوبات میں پہلا خط مغل بادشاہ وزراء اور امراء کے نام ہے۔ اس میں شاہ صاحبؒ نے سیاسی زوال اور انتشار کے اسباب پر بصیرت افروز گفتگو کی ہے اور ملک کے " اقتدارِ اعلیٰ" کو بتایا ہے کہ کس طرح حالات کی درستگی کی کوشش بار آور ہو سکتی ہے، فرماتے ہیں کہ " خالصہ " کا علاقہ بڑھایا جائے تاکہ بادشاہ کو صوبہ داروں اور جاگیرداروں کی اقتصادی غلامی سے نجات ملے، جاگیریں عطا کرنے میں احتیاط اور دوربینی سے کام لیا جائے۔ چھوٹی چھوٹی جاگیریں، سیاسی اور اقتصادی انتشار کا سبب بن جاتی ہیں۔ چھوٹے جاگیردار اپنی جاگیروں پر پوری طرح قابو نہیں پاتے۔ مجبور ہو کر ٹھیکہ دیدیتے ہیں، اس طرح اگر ایک طرف بدنظمی میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری جانب کاشتکاروں پر مظالم ہوتے ہیں، ضروری ہے کہ جاگیر صرف بڑے بڑے امیروں کو دی جائے تاکہ

وہ اپنی طاقت اور شوکت کے ذریعہ اپنے علاقوں کو قابو میں رکھ سکیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے بلا استثنار جاگیرداری کی مخالفت کیوں نہیں کی۔ اس سلسلہ میں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں :-

(۱) قرونِ وسطیٰ کے سیاسی نظام اور حالات میں جاگیرداری ایک حد تک ضروری تھی، اور اس کو اس وقت تک قطعی نہیں مٹایا جاسکتا تھا جب تک پورے سیاسی نظام کی بنیادیں نہ تبدیل کردی جائیں، سیاسی نظام کی بنیادیں تبدیل کرنا ان فرمانرواؤں کے بس کی بات نہ تھی، چنانچہ شاہ صاحبؒ نے ایسی انقلابی تجویزان کے سامنے پیش کرنی لایعنی خیال کی جو اُن کے امکان سے باہر ہو۔

(۲) اس وقت ملک کا عام سیاسی ماحول حد درجہ خراب تھا، بدنظمی اور انتشار نے حالات کو حد درجہ بگاڑ دیا تھا، اگر جاگیرداری کو بالکل ہی ختم کیا جاتا تو جاگیرداروں کا ایک بڑا طبقہ بغاوت پر آمادہ ہوجاتا اور اس طرح بدنظمی اور بڑھ جاتی، شاہ صاحبؒ نے پوری حقیقت بینی کا ثبوت دے کر صرف اُن خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش فرمائی ہے جن کی موجودگی میں حکومت کی مشینری بالکل حرکت ہی نہیں کرسکتی تھی۔

علاوہ ازیں اسی مکتوب میں شاہ صاحبؒ نے غدار لوگوں کو سزا دینے اور فوجوں کو صحیح اصولوں پر منظم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، انھوں نے بادشاہ کو خاص طور سے اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ سپاہیوں کی تنخواہیں وقت پر دی جائیں اور ان میں نظم وضبط کا اعلیٰ معیار قائم رکھنے کی سعی کی جائے۔ مقروض سپاہی فوج کے لئے لعنت، اور قوم کے لیے ایک بوجھ ہے وہ اس وقت تک اپنی خدمات بجا طور پر انجام نہیں دے سکتا جب تک کہ اس کو مستقل "اقتصادی طمانیت" حاصل نہو۔

آخر میں شاہ صاحبؒ نے بادشاہ اور وزرار کو متنبہ کیا ہے کہ غفلت اور سُستی سے حالات خراب سے خراب تر ہوجائیں گے، انھیں چاہیے کہ عیش ونشاط کو ختم کریں اور ہمت و

جرأت کے ساتھ بقائے سلطنت کے لئے کوشاں ہوں، ایسی صورت میں تائیدِ الہٰی بھی اُن کو حاصل ہوگی اور فتح و نصرت اُن کے ہم رکاب ہوگی۔

اس مجموعے کا دوسرا خط احمد شاہ ابدالی کے نام ہے، یہ خط شاہ صاحبؒ کے دیدانہ کمال، تاریخ دانی اور سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے، شروع میں ہندوستان کے تاریخی واقعات مختصراً اس طرح بیان کیے ہیں کہ ان کو سمجھ لینے کے بعد ملک کی سیاسی نبض شناسی کا کام ایک غیر ملکی کے لیے بھی آسان ہوجاتا ہے۔ فتنہ اور فساد کے زمانہ میں انتشار کے حقیقی اسباب کا تجزیہ بہت مشکل کام ہے، عموماً انسان کی نظر ظاہری حالات سے اس درجہ متاثر ہوجاتی ہے کہ اصلی سبب تک پہنچنے میں ناکام رہتی ہے، لیکن شاہ صاحبؒ نے سیاسی انتشار اور زوال کے اسباب کو حیرت انگیز سیاسی بصیرت کے ساتھ سمجھا اور سمجھایا ہے۔ راجپوتوں، مرہٹوں اور جاٹوں وغیرہ کے تاریخی حالات پر روشنی ڈالی ہے ان کی اصلی قوت کا اندازہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح حالات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ چوتھ کی نوعیت بتائی ہے اور مرہٹوں کے با اقتدار ہوجانے کے اسباب پر مؤرخانہ نظر ڈالی ہے۔ نظام الملک کے مرہٹوں اور انگریزوں سے تعلقات پر اشارہ کرتے ہوئے دکن کے سیاسی حالات کو بیان کیا ہے، پھر بتایا ہے کہ مرہٹے ظاہر میں کثیر تعداد میں معلوم ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ قلیل ہیں، ان کے ساتھ جو لوگ شریک ہوجاتے ہیں، اُن کی تعداد دیکھ کر یہ غلط فہمی پیدا ہوجاتی ہے کہ خود ان کی تعداد بہت زبردست ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اُن کے ایک دستہ کو شکست دیدی جائے تو ساری جماعت میں انتشار پیدا ہوجائے فرماتے ہیں :-

"دراصل قوم مرہٹہ قلیل اند ملحق بایں طائفہ کثیر، در برہم زدن یک صف جماعہ کہ ملحق بہ ایشاں اند از ہم می پاشند و اصل قوم مرہٹہ بہ ہمیں شکست ضعیف می شود"

پھر فرماتے ہیں کہ جاٹوں کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ دلی اور اکبر آباد کے درمیان اُن

لوگوں کی "گڑھیاں" ہیں۔ مرکزی علاقہ کے قلب وجگر میں ایسی مخالف طاقتوں کا وجود سیاسی اعتبار سے سخت خطرناک ہے، شاہانِ مغلیہ نے اکبر آباد اور دہلی کو "بمنزلہ دو حویلی" اس لیے رکھا تھا تاکہ جاٹ اور راجپوت دونوں ان کی شوکت وسطوت سے مرعوب رہیں، دہلی کا اثر سہرند وغیرہ پر پڑے اور اکبر آباد سے راجپوتانہ متاثر ہو۔ شاہ صاحبؒ نے یہاں GEO-POLITICS کا ایک دلچسپ راز بیان کر دیا ہے۔

اس کے بعد جاٹوں کی طاقت کی نوعیت واضح کرتے ہیں، اور اُن کی جمعیت کو منتشر کرنے اور طاقت کو توڑنے کا طریقہ بتلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جاٹوں کے قبضہ میں جو علاقے ہیں وہ اُن کے اپنے نہیں ہیں، انھوں نے دوسروں سے غصب کیے ہیں، ان علاقوں کے اصلی مالک ابھی موجود ہیں، اگر کوئی اُن مالکوں کو مدد دیدے تو وہ خود جاٹوں کو ان کے مقبوضہ علاقوں سے نکال کر پھینک دیں اور اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جاٹوں اور مرہٹوں کی حالت بیان فرمانے کے بعد شاہ صاحبؒ نے امرار اور وزرار کی سازشوں اور غداریوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک غیر ملکی جو ملک کے حالات سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتا امرار پر بلا سوچے اعتماد کرلے اور پھر ان کی غدّاری سے حالات اور زیادہ ناگفتہ بہ ہو جائیں۔

ان سب حالات کو بتا دینے کے بعد شاہ صاحبؒ نے اقتصادی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے محصولات ۷، ۸ کروڑ سے کم نہیں۔ لیکن اُن کو وصول کرنے کے لئے غلبہ اور شوکت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ایک کوڑی بھی حاصل نہیں کی جا سکتی، جس علاقے پر جاٹوں کا تصرف ہے اُس کے محاصل ایک کرور سے کم نہیں۔ راجپوتانہ کا خراج ۲ کرور ہے، بنگال سے ایک کرور روپیہ سالانہ وصول ہوتا تھا۔ پھر اودھ کے حالات بیان کیے ہیں، اور بتایا ہے کہ صفدر جنگ کی اقتصادی حالت ہی نے اُس کو

بادشاہ کے خلاف عَلمِ بغاوت اُٹھانے کی ہمت دلائی تھی، ۲ کرور روپیہ اودھ کے محاصل تھے، صفدر جنگ ایک کرور روپیہ صرف کرتا تھا اور ایک کرور جمع کرتا تھا، اس "اقتصادی فراغت" نے بغاوت کی راہیں دکھادیں۔

سلطنتِ مغلیہ کی اقتصادی بربادی کا ذکر کرتے ہوئے شاہی ملازمین کی زیادتی، جاگیرداروں کی کثرت اور خزانہ کی قلت کے اثرات بیان کرتے ہیں، اور پھر بتاتے ہیں کہ ان سب باتوں نے سوداگروں اور صنعت پیشہ لوگوں کو تباہ کردیا ہے اور وہ،

"بانواعِ ظلم وضیقِ معیشت گرفتار شدہ اند۔"

شاہ صاحبؒ کو جس طبقہ کی تباہی اور بربادی کا سب سے زیادہ خیال تھا وہ سوداگروں اور اہلِ حرفت ہی کا تھا وہ اس طبقہ کو ملک کی اقتصادیات کا مرکزی نقطہ سمجھتے تھے، ملک کی عام اقتصادی حالت پر ان کے خیالات اور بنیادی تصورات پر مجموعی حیثیت سے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اس طبقہ کی بربادی کو ملک کی بربادی سے تعبیر کرتے تھے۔

غرض اس طرح ملک کے سیاسی، اور اقتصادی حالات بیان کرنے کے بعد شاہ صاحبؒ نے مسلمانوں کی غربت اور کس مپرسی پر نہایت غمگین لہجے میں گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ افلاس اور تباہی نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ:۔

"دریں زمانہ پادشاہے کہ صاحب اقتدار و شوکت باشد
وقادِر بر شکستِ لشکر کفار و دور اندیش، جنگ آزما،
غیر ملازماں آنحضرت موجود نیست لاجرم برآں حضرت فرضِ عین

است قصدِ ہندوستان کردن و تسلط کفار مرہٹہ برہم زدن و ضعفائے مسلمین را کہ در دست کفار اسیر اند، خلاص فرمودن۔"

اس خط کے نتیجہ میں پانی پت کا میدان کارزار سجا۔ اس جنگ کی تاریخی اہمیت سے تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے لیکن یہ حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مدرسہ رحیمیہ کا ایک مدرس اس تاریخی جنگ کے نقشے تیار کر رہا تھا۔ اس خط کے مطالعہ کے بعد شاہ صاحبؒ کی سیاسی خدمات کا ایک اہم پہلو روشن ہو جاتا ہے۔

تیسرا خط شاہ عالم کی والدہ نواب زینت المحل کے نام ہے۔ اور غالباً اس زمانہ میں لکھا گیا ہے جب شاہ عالمؒ عالی گہر خانہ بدوشی کی زندگی گزار رہا تھا۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ معلیٰ کی بیگمات بھی شاہ صاحب سے عقیدت اور ارادت رکھتی تھیں اور پریشانی کے موقعوں پر ان کی دعا اور روحانی امداد کی طالب ہوتی تھیں۔

اس کے بعد سات خطوط (مکتوب چہارم تا دہم) نجیب الدولہ کے نام ہیں۔ ان مکتوبات سے اگر ایک طرف شاہ صاحبؒ اور روہیلہ سردار نجیب الدولہ کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف یہ چیز بھی پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحب کس طرح اس زمانہ کے حالات کا مطالعہ کر رہے تھے اور کس جذب و انہماک کے ساتھ "امیر الغزاۃ" "رئیس المجاہدین" کے خطاب سے مخاطب کر کر اُس کے مذہبی جذبہ کو متاثر کرتے تھے، اور کامیابی کی بشارتیں دے دے کر اس کی ہمت اور جرأت کو بڑھاتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

"در پردۂ غیب برانداختن ایں دو فرقۂ ضالہ یعنی مرہٹہ و جٹ مصمم شدہ است۔"

لہ عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا مرزا عبداللہ اپنے القاب عالی گہر (۱۴ر اگست ۱۷۵۴ء کو ملا تھا) اور شاہ عالم (۲۴ر اپریل ۱۷۵۶ء کو ملا تھا) سے مشہور ہے۔ باپ کی زندگی ہی میں کافی دنوں تک عسرت اور پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو :۔
FALL OF THE MUGAL EMPIRE VOL II CHAPTER XXV

پھر فرماتے ہیں جوں ہی تم کمر ہمت باندھو گے اُن کا طلسم پارہ پارہ ہو جائے گا بعض خطوط کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ابدالی فوجوں کی نقل وحرکت کا بھی علم رہتا تھا اور حالات وضروریات کو ملحوظ رکھ کر وہ لوگوں کو ہدایات دیتے رہتے تھے نجیب الدولہ بھی شاہ صاحب سے مشورہ لیتا تھا اور مشکلات میں اُن سے رجوع کرتا تھا، ایک خط میں لکھتے ہیں کہ جب جنگ کے لیے گھر سے روانہ ہو تو فقیر کو اطلاع دے دینا تاکہ وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق دعا کرتا رہے۔

جب صفدر جنگ نے جاٹوں سے سازباز کر لیا تو نجیب الدولہ نے گھبرا کر شاہ صاحبؒ کو خط لکھا۔ جواب میں ارشاد فرمایا کہ عزیز من! جاٹوں کی شکست عالمِ بالا میں طے ہو چکی ہے، تمہیں بالکل گھبرانا نہ چاہیے، اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اُن کی شریک ہو گئی ہے تو ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

"خدائے تعالیٰ دستِ آں جماعۂ مسلمین بند خواہد کرد، قتال نخواہند کرد"

نجیب الدولہ کے بعد ۱۶ خط شیخ محمد عاشق پھلتیؒ کے نام ہیں، ان مکتوبات میں شاہ صاحبؒ نے بادشاہ سے اپنی ملاقات کا حال لکھا ہے، ملک کے عام حالات پر جگہ جگہ تشویش اور پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ ابدالی کے حملوں کی اطلاعیں ان خطوط میں اکثر جگہ ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے پھلت اور بوڑھانہ کی سلامتی اور فوجوں کی پامالی سے بچنے کے لیے بہت ہی خلوص سے دعائیں مانگی ہیں، آنیوالے حوادث سے اکثر موقعوں پر آگاہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ رمضان کے موقعہ پر پھلت میں اعتکاف کے لیے شیخ محمد عاشق نے لکھا تو شاہ صاحب نے جواب دیا:

"دریں حالت خانہ را گذاشتن ..... از آدابِ مصالح ظاہر دور می نماید"

مکتوب بستم غالباً ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۴ء میں لکھا گیا ہے، جب صفدر جنگ کا انتقال ہوا ہے۔ اس زمانہ میں بقول شاہ صاحبؒ اربابِ حل وعقد کی تلون مزاجی کا یہ عالم تھا کہ صبح کو ایک رائے قائم کرتے تھے اور شام کو توڑ دیتے تھے، روپے کی کمی تھی اور ساتھ ہی جنگ کے

طول پکڑ جانے کا ڈر دامن گیر تھا۔

مکتوب بست و دوم میں شیخ محمد عاشقؒ کو (جنھوں نے حالات کے پیش نظر دہلی سے منتقل ہو جانے کا مشورہ دیا ہوگا) لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم یہاں اور وہاں یکساں ہے، پھر خواہ مخواہ کہیں منتقل ہو جانے کی تکلیف ہم کیوں اٹھائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"ویحتمل کہ بودن بعض نفوس اینجا سبب حوادث اینجا باشد۔"

اسی نوعیت کی بات دوسرے خط میں دہراتے ہیں۔ مکتوب سیزدہم میں لکھتے ہیں:۔

"امروز افواہ شنیدہ شد کہ تشویشِ خواطر آورد کہ افواج درانیہ بہ طرف بارہہ می رود۔ ازیں جہت تشویش خاطر پیدا شد۔ ہر چند ظنِ غالب است کہ طرف پھلت و بوڈھانہ کارے نداشتہ باشند، بالجملہ از فضل الٰہی امید قوی داریم کہ خدائے تعالیٰ شمارا از جمیع آفات سلامت دارد و ایں معنی از دل می جوشد، ہر چند بحسب ظاہر تشویشے می آید و تدبیر اصلاح کردہ می شود۔"

قول الجلی کی یہ عبارت اس سلسلہ میں قابلِ غور ہے:۔

"ہم دراں ہنگامہ بایں خاکسار سرفراز نامہ ارشاد فرمودہ بودند کہ افواہ آنست کہ افواج درانیاں بطرف بارہہ می رود۔ ازیں جہت تشویش پیدا خاطر شد۔ ہر چند ظن غالب آنست کہ بطرف پھلت و بڈھانہ کارے نداشتہ باشند بالجملہ از فضل الٰہی امید قوی داریم کہ خدائے تعالیٰ شمارا و مارا از جمیع آفات سلامت دارد و ایں معنی از دل می جوشد، ہر چند بحسب ظاہر تشویشے می آید..... پس ہم چناں کہ ارشاد شدہ بود بظہور رسید کہ افواج درانیہ بمسافت سہ چہار کوردہ از قریہ پھلت رسیدہ تاخت و تاراج کردہ، ہر دو قریہ مذکورہ بہ ہمہ وجوہ سلامت ماندند و ہمچنیں قصبہ بڈھانہ بہمہ جہات محفوظ ماند و در بلدہ شاہ جہاں آباد محلہ کشک نرور کہ مسکن حضرت ایشاں است ہم از جہت دستبرد غارتیان و ہم از جہت مصادرہ کہ بر سرِ خانہ ہائے شہر

مقرر شدہ بود محفوظ ماند و اذیتی نرسید۔" (ص ۲۲۶)

آخر میں متفرق خطوط ہیں جو سید احمد روہیلہ، آصف جاہ، تاج محمد خاں بلوچ نواب مجد الدولہ، نواب عبد اللہ خاں کشمیری اور حافظ جار اللہ کے نام لکھے گئے ہیں، ان خطوط کا مقصد ملک کے مختلف سیاسی لیڈروں کو اپنا ہم خیال بنا کر حالات کی درستگی کے لیے تیار کرنا ہے ۔

گوئے توفیق و کرامت در میاں افگندہ اند

کس بمیداں نمی آید سواراں را چہ شد

کہہ کہہ کر عمل کی ترغیب دیتے ہیں، وزیر الممالک آصف جاہ کو لکھتے ہیں کہ آں عزیز القدر کا ہندوستان میں کافی اقتدار ہے، ہم فقیر اس بات کے امیدوار ہیں کہ آں عزیز "رفعِ مظالم" اور "تغیرِ رسومِ بد" کے لیئے کوشاں ہوں۔

شاہ صاحبؒ کے یہ مکتوبات ادبی حیثیت سے بھی بہت اعلیٰ ہیں، انھوں نے صاف لیکن بامحاورہ اور پُرزور زبان میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ اپنے مدّعا کو بیان کیا ہے، عبارت کی شگفتگی زور اور قدرت حیرت انگیز ہے، شاہ صاحب نے ایسے مدلل انداز میں گفتگو کی ہے کہ ناممکن ہے کہ پڑھنے والا اُن سے متاثر نہ ہو اور اُن کے نقطۂ خیال سے ہمنوائی نہ کرے۔

جامع مکتوبات

شیخ عبد الرحمٰن بن شیخ محمد عاشق پھلتی کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حیات ہی میں شیخ کے مکتوبات کے جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ انھوں نے ۲۸۱ مکتوبات جمع کر لیے محمد عاشق حضرت شیخ کے عزیز ترین مرید تھے، اس لیے شیخ عبد الرحمٰن کو ان خطوط کے حاصل کرنے کے بہترین مواقع حاصل تھے ۱۱۶۸ھ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تعزیت کا خط لکھا۔

"خبرِ وحشت اثر رسید۔ ندانم کہ در برابر آں چہ نویسم زیرا کہ حادثہ واقع شدہ است

"کہ در عالم بشریہ حادثہ شدید تر ازاں نمی باشد"

شیخ محمد عاشق نے اسی تعزیت نامہ کو دوسری جلد کا پہلا خط بنا کر اپنے مرحوم بیٹے کے عظیم الشان کام کی تکمیل کی کوشش کی۔ شاہ صاحبؒ کے مکتوبات کو جمع کرنے کے سلسلے میں جو کوشش انھوں نے کی اس کا کچھ اندازہ شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلویؒ کے نام ان کے خطوط[1] سے بھی ہوتا ہے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

" دیگر التماس آنکہ خطے کہ حضرت میاں صاحب بایشاں نوشتند نقل آں برداشتہ بایں فقیر عنایت فرمایند وہم چنیں نقل خطوط سابقہ نیز مرحمت فرمایند ودریں باب ہرگز تغافل تجویز نہ نمایند"[1]

دیگر التماس یہ ہے کہ وہ خط جو حضرت میاں صاحب (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے آپ کو لکھا ہے، اس کی نقل کر کے اس فقیر کو عنایت فرمائیں۔ اسی طرح خطوط سابقہ کی بھی نقل مرحمت فرمائیں اس بارے میں تغافل کو ہرگز جائز نہ رکھیں۔

دوسرے ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

" از مژدہ آنکہ مکاتیب فیض اسالیب حضرت قبلہ ام رضی اللہ عنہ ہمراہ آوردہ اند بغایت شادی روئے آورد"[2]

اس خوش خبری سے کہ آپ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) کے مکتوبات بھی اپنے ہمراہ لائے ہیں بہت ہی خوشی رونما ہوئی۔

شاہ ولی اللہ کے انتقال پر مولانا سید محمد نعمان حسنیؒ نے شاہ ابوسعید صاحبؒ کو جو خط لکھا تھا[3] اس میں شاہ محمد عاشق صاحب کی جانب سے لکھتے ہیں :۔

" دیگر آنکہ میاں محمد عاشق صاحب بعد سلام فرمودہ اند کہ میر ابوسعید جیو را بنویسید کہ ہر مکاتیب حضرت ایشاں کہ بجانب آں صاحب شرف صدور یافتہ باشند نقل

[1] "حضرت شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی کے روابط حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان سے مراسلات کی روشنی میں" از مولانا نسیم احمد صاحب قبلہ فریدی (الرحیم، جولائی ۱۹۶۵ء ص ۹۸)

[2] ایضاً ص ۱۰۴۔ [3] یہ خط ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔

آنہا البتہ بقرلیسند کہ داخل مکاتیب نمودہ شود۔"

شیخ محمد عاشق کو شاہ ولی اللہؒ سے وہی نسبت ہے جو مولانا حسام الدین کو اپنے مرشد مولانا جلال الدین رومیؒ سے، اگر مولانا حسام الدین کا اصرار مثنوی لکھنے کا باعث ہوا تو شیخ محمد عاشق کے پیہم تقاضہ نے شاہ صاحبؒ سے حجۃ اللہ البالغہ جیسی عظیم الشان کتاب لکھوائی، خود شاہ صاحبؒ تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔

هو بحمد الله نصحي ووعاء علمي وحافظ اسراري وناظور كتبي بل هو كان الباعث على تسويد كثير منها والمباشر لتبييضه واظن ان علومي تبقى في الناس من جهته۔ (تفہیمات ص ۲۵)

وہ سراپا میری نصیحت اور میرے علم کا خزانہ ہیں میرے اسرار و معارف کی نگہداشت اور میری کتابوں میں غور و فکر ان کا مشغلہ ہے بلکہ میری اکثر کتابیں ان ہی کی تحریک سے لکھی گئی ہیں اور انھوں نے ان کی تبییض کی ہے اور مجھے توقع ہے کہ لوگوں میں میرے علوم اُن ہی کے ذریعہ سے محفوظ رہیں گے۔

ایک موقع پر شاہ صاحبؒ نے اپنے اس عزیز شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

هٰذا الامر منكم بدأ واليكم يعود، وتلك كلمة كنتم احق بها واهلها وحق الرب المعبود،

"(میرے علمی افادات کے) اس سلسلہ کا آغاز بھی تم ہی سے ہوا اور تم ہی پر اس کا انجام بھی ہوگا اور ربّ معبود کی قسم کہ تم ہی ان "معارف" کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل ہو"

(مقدمہ خیر کثیر ص ۱۶)

شیخ محمد عاشق، شاہ ولی اللہؒ کے ماموں شیخ عبید اللہ صدیقی کے لڑکے تھے۔ پھلت ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے، اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے اور ایک ایسے گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو عرصہ سے سلوک و احسان میں ممتاز رہا تھا، شاہ صاحبؒ کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور ان کی فطری صلاحیتیں پوری طرح اُجاگر ہوگئیں، انھوں نے اپنے استاد کے افکارِ علمی کو اس طرح سے جذب کیا کہ شاہ صاحب سے پوری ذہنی

ہم آہنگی پیدا ہوگئی اور اُن کی زبان کو حکمتِ ولی اللّٰہی کے اسرار بیان کرنے میں کمال حاصل ہوگیا۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم

جب شاہ صاحبؒ ۱۱۴۳ھ میں حجاز گئے تھے تو شیخ محمد عاشق اُن کے ہمراہ تھے[1] شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ رفیع الدینؒ نے اُن کے سامنے زانوے ادب تہ کیا اور اپنے باپ کے معارف کو ان کے شاگرد کی زبانی حاصل کیا اور سمجھا!

شیخ محمد عاشقؒ نے مندرجہ ذیل تصانیف چھوڑی تھیں :۔

۱۔ سبیل الرشاد۔

۲۔ القول الجلی

۳۔ شرح دعا الاعتصام

شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "لوگوں میں میرے علوم ان ہی کے ذریعہ سے محفوظ رہیں گے"۔ عجیب اتفاق ہے کہ مکتوبات کا بیش بہا ذخیرہ بھی ان ہی کے ذریعہ محفوظ ہوا۔

---

[1] ۱۱۸۷-۸۹ھ میں شیخ محمد عاشقؒ کا انتقال ہوا۔ اسی سال شیخ اہل اللہ، شیخ نور اللہ، خواجہ محمد امین اور حاجی محمد سعید بریلویؒ نے وصال فرمایا۔ (مکتوب شاہ عبدالعزیز بنام شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی الرحیم اگست ۱۹۶۵ء ص ۲۱۷) ان پانچوں حضرات نے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیم اور افکار کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔

مکتوباتِ فارسی

(۱)

مکتوبِ اوّل

به جانب

بادشاه و وزیر و اُمراء

الحمد للّٰه وحدہٗ والصّلوٰۃ والسلام علی نبیّہ الّذی لانبی بعدہٗ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امابعد۔ ایں کلمہ چند است کہ باعثِ بر تحریر آں نصیحت وخیر خواہی بادشاہِ اسلام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ووفقہ بما یُحب ویرضیٰ وخیر خواہی امراء کبار وجمہور مسلمین احسن اللّٰہ تعالیٰ الیہم، شدہ است، کما قال رسولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الدین النّصیحۃ[۱]

امیدواری از فضلِ حضرت باری آن ست کہ اگر بموجب ایں کلمات عمل کنند تقویتِ امورِ سلطنت وبقائے دولت ورفع منزلت بظہور می رسد۔ ؎ فرد

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — اُنچہ اُستادِ ازل گفت بگو می گویم

کلمۂ اوّل اصل اصول در کہ اصلاحِ دولت و رونقِ ملت ہماں تواند بود
آن ست کہ الحال برائے رضائے خدائے تعالیٰ و بہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم لازم گردانند کہ چون فتح میسّر می شود و عدو مخذول، مطرود گردد اوّل
چیزے کہ بقصدِ موکد امضائے آں کنند جہادِ بلاد جات و فتح قلاعِ وے
باشد۔ دریں کار فائدہ است دینی و دنیوی۔ ازاں جملہ سرزنش ملاعین تا بعدازیں
زمینداری ایں قسم شوخی و بیباکی نہ اندیشد۔

کلمۂ دوم آنکہ خالصہ را کشادہ تر باید ساخت، خصوصاً انچہ گرداگرد
شاہ جہاں آباد است، تا اکبرآباد و تا حصار و تا دریائے گنگ تا حد حدود
سہرند، ہمہ اش یا اکثرش خالصہ شریفہ باشد کہ موجب ضعف امورِ سلطنت
کمی خالصہ و قلّتِ خزانہ است۔

کلمۂ سوم آنکہ جاگیر دادن مخصوص بامرائے کبار باشد۔ منصب دارانِ ریزہ
را نقد باید داد، چنانکہ در عصر شاہ جہاں پادشاہ مقرر بود۔ زیرا کہ منصب دارانِ
ریزہ بر جاگیرات عمل نمی یابند، و محتاج اجارہ می باشند۔ و در اکثر حال مفلس
و بے خبر می شوند و تن بہ کارہائے بادشاہی نمی دہند۔

کلمۂ چہارم آنکہ جمعے کہ دریں فتنہ با غنیم رفیق شدند، لازم و واجب است
کہ ایشاں را بے جاگیر و منصب و بے خدمت سازند، تا گوشمالی باشد و دیگراں
در مثل این حادثہ از جادۂ حق نمک نہ گذرند۔

کلمۂ پنجم: آنکہ ترتیبِ افواج بادشاہی بہ اسلوب شائستہ باید کرد
و این ترتیب سہ وجہ تواند بود۔ یکے آن کہ داروغہ ہا متصف بہ سہ صفت
باشند۔ برائے ایشاں منصوب باید ساخت۔ اوّل آنکہ نجیب باشد، دوم
آنکہ شجاع و شفیق بر ہمراہیان خود باشد۔ سوم آن کہ خیرخواہ بادشاہ

از تہ دل باشد دوم آنکہ (از ایشاں کہ) درین فتنہ بے حمیتی و حرام نمکی روئے داده آنہا معزول ساختہ گروہے کہ درینِ ایام مصدر تردد شده اند ایشاں داخل رسالہ ہا باید نمود۔ سوم آنکہ مواجب ایشاں بغیر تعویق بہ ایشاں رسیده باشد۔ زیرا کہ در صورتِ تعویق محتاج بہ قرض سودی می شوند واکثر مالِ ایشاں ضایع می شود مفلس و بے چیز باشند۔

کلمۂ ششم آنکہ رسم اجاره از خالصہ باید برانداخت۔ امین متدین کارشناس را در ہر محلے نصب می باید نمود۔ در اجاره دادن ملک خراب شود و رعیت پائمال و بدحال۔

کلمہ ہفتم آنکہ قاضی و محتسب جمعے را باید ساخت کہ متہم بہ رشوت نباشد و تدین و مذہب اہلِ سنت و جماعت داشتہ باشد۔

کلمۂ نہم آنکہ بائمہ مساجد روزمرّه معہود بر وجہ نیک می داده باشند و تاکید حضور جماعت و منع از ہتک حرمتِ رمضان و غیر آن بوجہ بلیغ کرده شود۔

کلمۂ دہم آنکہ بادشاه اسلام و اُمرار کبار بہ عیش حرام مشغول نشوند، از گذشتہ توبہ نصوح بجا آرند و آئنده اجتناب نمائند۔

بالفعل اگر این ده کلمہ عمل نمایند امیدست کہ بقائے سلطنت و تائید غیب و نصرتِ الٰہی نصیب گردد۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب۔

(۲)

مکتوب دوم

به بعضے سلاطین

الحمد للہ ربّ العلمین والصّلوٰۃ والسّلام الاتمان الاکملان علیٰ رسولہٖ شفیع المذنبین یوم الدین وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امّا بعد، این کلمہ چند است کہ حمیّتِ اسلام حامل برعرضِ آنہا شدہ، حق عزّ وعلا آں را بر مسامع علیہ برساناد: وجودِ پادشاہانِ اسلام نعمتے است بغایت عظیم۔ باید دانست کہ ولایت ہندوستان ملکے ست وسیع، اوائل ملوکِ اسلام در مدّت بسیار، بہ مجاہدہ بے شمار، بہ دفعات ایں ولایت را مسخر ساختہ اند۔ سوائے دہلی کہ جائے نشستِ پادشاہان صاحب اقتدار بودہ است در ہر ناحیہ فرمانروائے علاحدہ بود، مثل گجرات، احمدآباد کہ تعلق بہ والئ جدائے داشت و تتّہ را بادشاہے دیگر، و بنگالہ در تحت و تصرّف حاکمے دیگر، و اودھ محل سلطنت شخصے دیگر کہ اورا سلطان الشرق می گفتہ اند، و ملک دکھن عبارت از پنج سلطنت است، برہان پور، و برار، و اورنگ آباد، و حیدرآباد، و بیجاپور، کہ در ہر ولایتے ازیں ہا بادشاہ

مستقل بوده است، و در مالوه حاکمے جدا فرمان روا۔ ہر یکے ازین مواضع کہ نام کردہ شد، پادشاہے علیحدہ صاحبِ فوجے و صاحبِ خزانہ می داشت۔ و ہر کدامے در مملکت خود مسجد ہا بنا نمود، و مدرسہ ہا ساختہ و مسلمانان از اطرافِ عرب و عجم انتقال نمودہ درین مواضع مروّج اسلام شدند و تا حال اولاد ہماں مردم بر طورِ اسلام قایم اند۔ و ملک دیگر است کہ ہیچ گاہ محلِ نشست پادشاہے از پادشاہانِ اسلام نشد، و بر کفر صرف باقی ماندہ، اِلّا آن کہ پادشاہان از اُنچہ کہ نزدیک حدودِ ایشاں بود باج می گرفتند، و آں ملک راجپوتانہ است، طول او از حدودِ تہتہ گرفتہ تا حدود بنگالہ و بہار قریب چہل منزل و عرضِ او از نزدیک دہلی و اکبرآباد تا حد گجرات و اُجین بیست منزل، این ہمہ ملکے با وسعت است کہ گاہے نشست گاہ ملوکِ اسلامیہ نشد۔ قصّہ کوتاہ پادشاہانِ تیموریہ آہستہ آہستہ ہمہ این از جانبِ خود منصوب ساختند با قوم راجپوت معاہدت و مناسبت بہ میان آوردہ اند و آن جماعہ را نوکرِ خود نامیدہ از شرآن ہا مامون شدند۔ و دست از جہادِ مطلق باز داشتند، واقفان فن تاریخ تمام این ماجرا مفصّل بعرض خواہند رسانید۔ بالجملہ مرہٹہ نامی قومے از کفار، کہ رئیسے دارند، در اقصائے دکن از چندگاہ سر بر آوردند و جمیع ولایتِ ہندوستان را احاطہ کردہ اند۔ متاخرانِ ملوک تیموریہ از جہت عدم دور اندیشی و کثرتِ غفلت و اختلاف فکر بدستِ خود ملکِ گجرات بہ مرہٹہ دادند، باز بہ ہماں سست اندیشی و اسبابِ غفلت ملک مالوہ را بہ آنہا سپردند، و نام صوبہ داری آنجا نہادند، رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر شدند و اکثر بلادِ اسلام را متصرف گشتند و از مسلمانان و ہنود باج گرفتند و آن را چوتھ نام نہادند، یعنی ربع حاصل، اِلّا دہلی

و نواحی وے تنہا چوں رؤسای این شہر اولادِ پادشاہانِ قدیم اند و وزرای و اُمراء اولادِ امرائے قدیم، لابد مرہٹہ باایشاں نوعی از مروت بکار بردہ، عہود درمیان آوردند و سلسلۂ سلوک از طرفین جنبانیدہ از انواعِ تملق مستامن کردہ گذاشتند، والا دکھن کہ اولادِ نظام الملک مرحوم گاہے بانواع حیل میانِ قوم مرہٹہ جنگ انداختہ و گاہے فرنگیانِ را باخود رفیق گرفتہ، شہرہای عظیم را مثل برہان پور و اورنگ آباد و بیجاپور متصرف ماندند و اطراف و نواحی را بہ مرہٹہ گذاشتند، غیرایں دو موضع، خالص تصرفِ مرہٹہ است بالجملہ، براندا ختن قوم مرہٹہ آسان کاریست۔ اگر غازیانِ اسلام کمرِ ہمت بربندند دو سہ صف آنہا بشکنند۔ دراصل قوم مرہٹہ قلیل اند و ملحق بہ این طائفہ کثیر، در برہم زدن یک صف جماعہ کہ ملحق باایشاں اند، ازہم می پاشند و اصل قوم مرہٹہ بہ ہمیں شکست ضعیف می شود، چون اقویا نیستند سلیقۂ آنہا فراہم آوردن کثرتِ افواج است کہ از مور و ملخ بیشتر تواں گفت نہ دلاوری و گونہ یراتی ر؟) غرضکہ فتنہ قومِ مرہٹہ در ہندوستانِ اعظم فتنہ ہا استؐ، حق تعالیٰ خیر و ہادکسے را کہ این فتنہ را فرو نشاند۔

قوم دیگر از کفار جٹ است کہ مسکن این جماعہ درمیان دہلی و اکبرآباد واقع ستؑ، ایں ہر دو شہر بمنزلہ دو حویلی بادشاہان بودہ است۔ تیموریہ گاہے دراکبرآباد می ماندند تا دبدبۂ ایشان برراجپوتانہ افتد و گاہے در دہلی تاہیبتِ ایشان بر سہرند و نواحی آں مستولی گردد۔ مزارعانِ مواضع مابین دہلی و اکبرآباد قوم جٹ بودند۔ پس احکام بریں قوم در زمانِ شاہ جہاں پادشاہ آں بود کہ کسے ازیں ہا براسپ سوار نشود، و بندوق باخود ندارد

و قلعہ برائ خود بنا نہ کنند۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ پادشاہان از حالِ آنہا غفلت نمودند و آں ہا فرصت یافتہ قلعہ ہا بنا ساختند۔ و بندوق باخود گرفتہ قطع طریق آغاز کردند۔ اورنگ زیب درآں وقت در دکھن مشغولِ فتح قلعہ بیجاپور وحیدر آباد بود۔ از آنجا فوجے برائ تادیب جٹ فرستاد، و نبیرۂ خود را بہ سرداری فوج معیّن نمود۔ رئیسانِ راجپوتانہ با آن شہزادہ نقار ورزیدند و مخالفت پیش کردند۔ و اختلافے در لشکر واقع شد و باندک فروتنی آنہا اکتفا نمودہ فوجِ پادشاہی بازگشت و نیز در زمانِ محمد فرخ سیر شورش ایں جماعت بجوش آمد، قطب الملک کہ وزیر بود، افواجِ قاہرہ فرستاد، و چورامن کہ رئیس آں قوم بود بعد محاربات و مقاتلات راضی بہ صلح شد و اورا پیش پادشاہ آوردند و عفو تقصیرات نمودند۔ و این نیز در حقیقت خلافِ مصلحتِ اسلام بہ عمل آمد۔ باز در عہدِ محمد شاہ طغیان و سرکشی ایں قوم زیادہ از حد بظہور آمد و ابنِ عم چورامن کہ سورج مل است رئیسِ این جماعۃ شد و راہِ فساد پیش گرفت۔ چنانچہ شہر بیانہ را کہ شہر قدیم اسلام بود و علماء و مشائخ از مدت ہفت صد سال درانجا اقامت داشتند، قہراً و جبراً متصرف گشتہ، ہمہ مسلمانان را بخواری اخراج نمودند۔ ازان باز ہر روز سرکشی ایشان زیادہ تر شد و بسبب اختلاف و غفلتِ ملوک و اُمراء کسے باں نہ پرداخت۔ اگر بالفرض یکے قصدِ تنبیہہ او بخاطر می آرد وکلائے سورج مل بہ امرائے دیگر رجوع نمودہ بادے درساختہ مشورۂ پادشاہ را بر می گردانند۔ تا آنکہ در زمانِ پسر محمد شاہ، صفدر جنگ ایرانی خروج نمود و با سورج مل متفق شدہ بر شہر دہلی کہنہ تاخت آورد۔ جمیع اہلِ شہر کہنہ را غارت نمود۔ پسر محمد شاہ، در شہر نو خزیدہ دروازہ ہا محکم بستہ جنگ توپخانہ سر کردند۔ بمحض فضلِ الٰہی صفدر جنگ

وسورج مل بعد دوسہ ماہ خائب وخاسر بازگشتہ؁ طرح موافقت انداختند۔ چوں مردم پادشاہ از جنگ عاجز شدہ بودند، موافقتِ آن اعداء، غنیمت باردہ شمردند۔ ازاں باز شوکت سورج مل افزونی یافت۔ و از دو کروہ دہلی گرفتہ تا اقصیٰ اکبرآباد طولاً و از حدودِ میوات تا فیروزآباد و شکوہ آباد عرضاً متصرف شد، و اذان وصلوٰۃ مقدور کسے نہ کہ برپا دارد۔ یک سال می شود کہ قلعۂ الور کہ مشرف بر جمیع میوات است، سورج مل در تصرفِ خود آوردہ ہیچ کس از ارکانِ سلطنت را مقدور نہ شد کہ ممانعت نماید۔

محصولاتِ ہندوستان کم از ہفت ہشت کرور نیست، لیکن بشرطِ غلبہ و شوکت۔ و الّا درمی بدست نمی آید، چنانچہ الحال دیدہ می شود جائیکہ جٹ تصرف دارد محلِ وصول یک کرور است، و راجپوتانہ باآں وسعتِ خود اگر بر سرِ ہر راجہ خراج وضع کردہ شود کم از دو کرور نیست۔ در عہدِ محمد شاہ ہر سال از بنگالہ یک کرور مقرر بود و ہمیشہ صوبہ دار آنجا بلا توقف می فرستاد، با وصف ادائے این مبلغ مالدار ترین اُمرائے ہندوستان صوبہ دار بنگالہ بود، چنانچہ باوجود بے نسقی دریں ایام ہم سفیہے کار نادیدہ نوجوانے کہ مسلط است بر بنگالہ و آں نبیرۂ ناظم قدیم آنجا است؁، صاحبِ خزائن بے شمار است۔ د سعادت خان ایرانی و بعد از وے صفدر جنگ داماد او صوبۂ اودھ را متصرف بودند۔ دو کرور ازیں صوبہ عائد داشتند۔ یک کرور خرچ می کردند و یک کرور جمع می ساختند، و ہمیں مالداری حامل شد صفدر جنگ را کہ بر بادشاہ خروج کرد۔

و بہم زدن شوکتِ جٹ نیز نزدیک تدبیر آسان است۔ ملکہائے کہ در تصرفِ جود گرفتہ است از خودش نیست، بلکہ از دیگراں غصب کردہ است۔

هنوز مالکانِ آں مواضع موجود اند ـــــ اگر بادشاہے صاحبِ شوکت و عدالت دستِ مرحمت بر سرِ اینہا گذارد ہمہ با سورج مل بہ مخالفت برخیزند و بمیانِ خویش در آویزند۔ این است حالِ کفّارِ ہندوستان۔

امّا ماجرائے حال مسلمانان این است کہ نوکرانِ بادشاہ کہ زیاد از لکھ آدم بودند، پیادہ و سوار، بعضے اہلِ نقدی و بعضے جاگیردار از غفلت پادشاہاں (نوبت) بجائے رسید کہ جاگیرداران بر جاگیرات عمل و دخل نیابند و کسے غور نمی فرماید کہ باعثِ بے عملی است و چوں خزانہ پادشاہ نماند، نقدی ہم موقوف شد۔ آخر حال ہمہ از ہم پاشیدند و کاسۂ گدائی در دست گرفتہ اند۔ و از سلطنت بجز نامی باقی نماند[الخ]۔ چوں حالِ نوکرانِ پادشاہ بایں حد کشید، تباہی حال سائرِ اہلِ بلدان کہ وظیفہ خواران بودند یا سوداگران یا محترفہ، قیاس باید کرد کہ بچہ حد رسیدہ باشد۔ بانواع ظلم و ضیق معیشت گرفتار شدہ اند۔ علاوہ ازیں ہمہ ضیق و عسرت چوں قوم سورج مل و صفدر جنگ بر شہر کہنہ دہلی تاخت کرد ہمہ[تماما] بے خانماں و پریشان و بے مایہ گشتند، باز قحط متواتر از آسمان نازل شد، بالجملہ ایں جماعۂ مسلمین قابلِ ترحم اند۔ دریں وقت ہر عملے و دخلے کہ در سرکار پادشاہی جاری است بدستِ ہنود است کہ متصدیان و کارکنان غیر ایں طائفہ نیست۔ ہر دولت و ثروتے کہ ہست درخانہائے اینہا جمع شدہ و ہر افلاسے و مخمصۂ کہ ہست بر مسلمانان۔

سخن دراز شد و از قاعدۂ اختصار بیرون رفت۔ حاصل کلام آنکہ در ملکِ ہندوستان غلبۂ کفار بایں صورت است کہ در بیان آمد و ضعفِ مسلماناں بایں صفت دریں زمانہ پادشاہے کہ صاحبِ اقتدار

وشوکت باشد وقادر بر شکستِ لشکرِ کفار ودور اندیش، جنگ آزمائی غیر از ملازمانِ آنحضرت موجود نیست۔ لاجرم بر آں حضرت فرضِ عین است قصدِ ہندوستان کردن وتسلّط کفار مرہٹہ برہم زدن وضعفائے مسلمین را کہ در دستِ کفار اسیر اند خلاص فرمودن، اگر غلبۂ کفر معاذ اللہ بہمین مرتبہ ماند، مسلمانان اسلام فراموش کنند، و اندکے از زماں نگذرد کہ قومے شوند کہ نہ اسلام را دانند نہ کفر را۔ ایں نیز بلائے عظیم است کہ قدرت بر دفع آں بہ فضلِ ایزد منان غیر آں حضرت را میسّر نیست۔

ما بندگانِ الٰہی رسولِ خدا را صلے اللہ علیہ وسلّم شفیع می آریم، وبنام خدائے عزّ وجل سوال می نمائیم کہ ہمت بانہمت را بجانب جہادِ کفار ایں نواحی مصروف فرمایند تا در پیش خدائے عزّ وجل ثوابِ جمیل در نامۂ اعمال آن حضرت ثبت شود، ودر دیوانِ مجاہدین فی سبیل اللہ نام نامی نوشتہ شود ودر دُنیا غنایم بے حساب بدستِ غازیانِ اسلام اُفتد و مسلمانان از دستِ کفار نجات یابند ـــــ بخدا می پناہم از انکہ بدستور نادر شاہ بعمل آید کہ مسلمانان را زیروزبر ساخت ومرہٹہ وجٹ را سالم و غالم گذاشتہ رفت، ازاں باز دولتِ کفار قوت یافت وجنود اسلام ازہم پاشید وسلطنت دہلی بمنزلہ لعب صبیان گشت[۱۸]۔ معاذ اللہ۔ اگر آں قوم کفار مُسلّم مانند ومسلمانان ضعیف، نام اسلام ہم جائے نخواہد ماند۔ اللہ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

خدائے عزّ وجل در صفتِ مجاہدین می فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔ الآیۃ[۱۹]۔ یعنی سخت دل اند بر کافراں، مہربان اند بر مسلمانان و

در وصفِ جمعے کہ با مرتدان جہاد کنند، فرمود۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكَافِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔

یعنی خدائے عزوجل دوست می دارد ایشاں را و ایشاں دوست می دارند خدا را و متواضع اند برائے مسلماناں سخت دل اند بر کافراں، ازیں جا معلوم می شود کہ فتح اسلام نصیبِ ہماں جماعت است کہ ہر جا مسلمانے ہست اورا بمنزلہ فرزندان و برادران عینی دوست می دارند و ہر جا کہ کافر حربی است مانندِ شیر ژیان۔

پس واجب است کہ دریں مجاہدات نیت تقویۂ اسلام بخاطر مستقر شود، چون افواجِ قاہرہ درجائے رسند کہ مسلمانان و کافران آنجا بہم آمیختہ باشند، باید کہ تنقیحیان بہ استقلال آنجا تعین شوند و باآنہا تاکید شود کہ جماعت از ضعفائے مسلمین کہ در قریات ساکن اند ایشاں را در قصبات و امصار در آرند و باز تنقیحیاں در قصبات و امصار گرفتہ استادہ مانند تا بہ ہیچ وجہ مالِ مسلمانے غارت نشود و ناموس مسلمانے خلل نہ پذیرد۔ در حدیث شریف وارد شدہ کہ زَوَالُ الدُّنْیَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُسْلِمٍ۔ سرورِ انبیاء علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات اکملہا ہنگامے کہ حدیبیہ شدند بقصد عمرہ و کفارِ قریش از دخولِ مکہ مانع آمدند۔ آخر حال با کفار صلح درمیان آمد۔ بعض کبار صحابہ را حمیتِ دین بجوشید و راضی بآن صلح نگردند۔ حضرت سرورِ انبیاء

صلی اللہ علیہ وسلّم بقولِ ایشاں التفات نہ فرمود و صلح نمود۔ چوں ازیں سفر باز گشتند در راہ سورۂ اِنَّا فتحنا نازل شد، حق سبحانہ، حکمتِ وجود صلح و تاخیر فتح آنجا آشکارا فرمود۔ وَلَوْلَا رجال مومنون ونساءٌ مومنات لم تعلموھم ان تطؤھم فتصیبکم منھم معرۃ بغیر علم لیدخل اللہ فِی رحمتہ من یشاء لو تزیلوا لعذّبنا الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْھُمْ عذَابًا اَلِیْمًا[۲۲]

یعنی چوں مسلمانان را مضرتے می رسید حکمتِ الٰہی تقاضا فرمود کہ ایں مقصد را بہ مہلت سرانجام یابد و کافران بطوع یا بکرہ قبول اسلام کنند و مسلمانان از گیرودار مجاہدین محفوظ مانند بعد ازاں بعد دو سال فتح مکّہ صورت گرفت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با دوازدہ ہزار کس قریبِ مکّہ رسیدند و اہلِ مکّہ بہ لطف وعنف داخل ربقۂ اسلام شدند و دستِ بیعت بآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دادند۔ دریں قصّہ پادشاہانِ دور اندیش و دانا دل، صائب تدبیر را تعلیم حکمتے است غریب، وآں آنست کہ در محلِ اختلاط مسلمانان با کافراں حِلم وتانی را کار فرما شوند و نخست کافرانِ بدکیش را کہ بر مسلمانان تسلط یافتہ انداز ہمہ متفرق سازند۔ بعد ازاں مسلمانان خود بخود دست در دستِ پادشاہ عادل، دور اندیش خواہند داد ؎

وکم للہ من لطف خفی
یدق خفاہ عن فہم الذکی

چنانکہ دوائے تلخ ہرچند سودمند باشد مذاقِ مریض بآں رغبت نمی نماید طبیب حاذق آں را با شہد می آمیزد و ہمچناں پادشاہانِ عادل کہ

بقصد جہادِ اعداء اللہ متوجہ شوند و آں جا مسلمانانِ خُرد و ریزہ متفرق باشند و بر جان و آبروئے خود ترساں و ہراساں و بحسبِ طبیعت آں گیرو دار را ناخواہاں۔ ہر جا کہ بر سند فقراء و غربا و سادات و علمائے آں شہر را بہ الطافِ خسروانہ و انعام پادشاہانہ و انواع دلاسا و مدارا محفوظ سازند تا آوازۂ لطفِ ایشاں بہ اطراف بلاد دور و نزدیک برسد و ہمہ با جمعہم دستِ دُعا برائے فتح بادشاہ عدالت پناہ بکشایند و از خدائے عز و جل شب و روز ہمیں استدعا نمایند کہ ایں آیتِ رحمت بہ شہر ما فرود آید۔ اہم فالاہم را تقدیم باید نمود، و ہر جا احتمالِ شکستِ مسلمانے باشد توقف باید فرمود غلبۂ کفار را اوّل برہم باید زد۔ وگرد اگرد آں جماعہ کہ کفار اند در جہاد مقدم باید داشت تا بے تردد و احتمال قتل مسلمانے مدعا بحصول انجامد انتہائے کلام می باید کہ بہ وصیت حضرت خاتم انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقِ پادشاہانِ اسلام و نصائح خلفائے راشدین در بابِ حفظِ آدابِ بادشاہی واقع شود۔

اخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما استخلف خلیفۃ الا لہ بطانتان بطانۃٌ تأمرہ بالخیر وتحضہ علیہ وبطانۃ تأمرہ بالشرّ وتحضُّہ علیہ والمعصوم من عصم اللہ۔ و اخرج ابو یوسف رحمہ اللہ عن ابن سابطٍ قال لما حضرت ابا بکر رضی اللہ عنہ الوفاۃ ارسل الی عمرؓ لیستخلفہ ثم قال لہ انی اوصیک بوصیۃ ان حفظتہا لم تکن شیءٌ احبّ الیک من الموت وان ضیعتہا لم یکن شیءٌ ابغض الیک من الموت ولن تعجزہ انّ اللہ تعالیٰ علیک حقا

فی اللیل لا یقبلہ فی النہار وحقا فی النہار لا یقبلہ فی اللیل وانہ لا یقبل نافلۃ حتی تودی الفریضہ وانما خفت موازین من خفت موازینہ یوم القیامۃ باتباعھم الباطل فی الدنیا وخفتہ علیھم وحق المیزان لا توضع فیہ الا الباطل ان یکون خفیفا دائما وانما ثقلت موازین من ثقلت موازینہ یوم القیامۃ باتباعھم الحق فی الدنیا وثقلہ علیھم حق المیزان لا یوضع فیہ الا الحق ان یکون ثقیلا فان انت حفظت وصیتی ھذہ فلا یکونن غائب احب الیک من الموت ولا بد لک منہ فان انت ضیعت وصیتی ھذہ فلا یکونن غائب ابغض الیک من الموت ولن تعجزہ۔

واخرج ابو یوسف عن زبید الیامی قال لما اوصی عمر قال أوصی الخلیفۃ من بعدی بتقوی اللہ واوصیہ بالمھاجرین الاولین ان یعرف لھم حقھم وکرامتھم واوصیہ بالانصار الذین تبوؤا الدار والایمان ان یقبل من محسنھم ویتجاوز عن مسیئھم واوصیہ باھل الانصار فانہ رؤس الاسلام وغیظ العدو وحیاۃ المال ان لا یوخذ منھم الا فضلھم عن رضی منھم واوصیہ بالاعراب فانھم اصل العرب مادۃ الاسلام ان یاخذ من حواشی اموالھم لیرد علی فقرائھم واوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ان یولی لھم بعھدہ ان یقاتل من ورائھم ولا تکلفوا فوق طاقتھم واخرج ابو یوسف عن ھانی مولی عثمان بن عفان قال کان عثمان رضی اللہ عنہ اذا وقف علی قبر بکی حتی یبل لحیتہ فقیل لہ تذکر الجنۃ والنار فلا تبکی وتبکی من ھذا

قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال القبر اوّل منازل الاخرة فان نجا منه فما بعده ایسر منه وان لم ینج منه فما بعده اشد منه.

واخرج ابو یوسف عن عطاء بن ابی رباح قال کان علی بن ابی طالبؓ اذا بعث سریة ولّٰی امرها رجلاً ثمّ قال له اوصیک بتقوی اللّٰہِ الذی لا بد لک من لقائهٖ ولا منتهیٰ لک دونه یملک الدنیا والاٰخرة. علیک بالذی بعثت له وعلیک بالذی یقربک الی اللّٰه فان فیما عند الله خلفا من الدنیا۔

این است انچه بطریق اعتجال به تسوید در آمد واگر توجه خاطر باین کلمات مفهوم شد بعض مطالب تفصیلاً خواهد رسانید. والحمد لِلّٰہِ اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً۔

(۳)

مکتوب سوم

بجانب

نواب زینت المحل والدہ شاہ عالم عالی گہر

خدای عز وجل بہ مرادات فائز گرداناد۔ بانجاحِ (بہ) مطالب آں برگزیدگان
انواعِ برکات بر کافۂ انام مفتوح سازد۔ رقیمۂ کریمہ در احسن ازمنہ ورود فرمود۔
الحق ظلمی کہ بر دودمانِ رفعت نشان گزشتہ شرارہای (او) از افق تا افق
رسیدہ است۔ امید قوی آنست کہ عدل الٰہی بشارت وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا
مستحق گرداند۔ فقیر بدعوات مشغول است و باستجابت مترصد۔ سروشِ غیب
حصولِ مراد افادہ فرمودہ است بلکہ تدبیری کہ صاحب امر را در مدت سہ چہار
سال می باید کرد، و تدبیری کہ بعد ہفت ہشت سال مطلوب خواہد بود نیز در
گوش ہوش دمیدہ، ان شاء اللہ بروقت نوشتہ خواہد شد۔ بالفعل بود در
ہماں سرزمین کہ آنجا ہستند مقرون لصلاح است آیۂ رفیع الدرجات
ذوالعرش تا قہار یازدہ بار خواندن بعد ہر نماز مکتوبہ دریں باب
نافع خواہد بود۔ والسلام

(۴)

مکتوب چہارم

بجانب

نجیبُ الدّولہ

خدائے عز و جل آں امیر المجاہدین را بنصر ظاہر و تائیدِ باہر مشرف کناد، و ایں عمل را بعزِ قبول رسانیدہ ثمراتِ عظیمہ و برکاتِ جسیمہ برآں مرتب گرداناد۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبّت مشام واضح آنکہ دعائے نصر مسلمین کردہ می شود، و از سروشِ غیبی نفحات قبول شنیدہ می شود، اُمید آنست کہ خدائے تعالیٰ بر دستِ ایشاں احیار طریقۂ جہاد فرمودہ برکاتِ آن عاجلاً و آجلاً نصیب کند۔

اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ!

(۵)

مکتوبِ پنجم

بجانب

نجیب الدولہ

خدائے عزّ و جل آں امیر الغُزَاۃ ، رئیس المجاہدین را بفتوح تازہ و تشریفِ بے اندازہ معزز و ممتاز ساختہ ابوابِ برکات بر مسلمین بکشاید۔ بکمال کرمہ، اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ، در اکثر اوقات مرجوہ وظیفہ دعائے خیر ادا کردہ می شود و بعض احیان نوید غلبۂ اسلام بگوشِ ہوش می رسد اگرچہ ایں معنی بعد انتظار و پس از کوشش ظاہر شود۔ بے دل نباید شد۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ والسلام۔

(۶)

مکتوبِ ششم

بطرف

نجیب الدولہ

خدائے عزّ و جل آن امیر الغزاۃ، رئیس المجاہدین را محفوظ و محظوظ بہ عین عنایت ملحوظ داراد۔

بعد سلام واضح آنکہ رقیمہ کریمہ رسید، حمدِ الٰہی بر صحت و سلامتِ ذاتِ سامی بجا آوردہ شد، در پردۂ غیب بر انداختن ایں دو فرقۂ ضالہ یعنی مرہٹہ و جٹ مصمم شدہ است۔ موقوف بر وقت است ہمیں کہ عزیزاں کمرِ ہمت بستند و در صددِ قتال آمدند، طلسمِ کفر، اِن شاءاللہ تعالیٰ، می شکنند۔

باقی ماند مطلبے دیگر، چوں عبورِ افواجِ شاہیہ بہ دہلی واقع شود، اہتمامِ کلی باید کرد کہ مثلِ سابق پامالِ ظلم نگردد، اہلِ دہلی چندیں دفعہ نہبِ اموال و ہتکِ ناموس دیدہ اند و بہ ہمیں سبب در کارہائے مطلوبہ شاہی توقف افتاد، آخر آہِ مظلوماں کارہا دارد، ایں بار اگر می خواہند کہ کارِ دست بستہ میسّر شود قدغن بلیغ باید نمود کہ کسے با مسلماناں و ذمیانِ دہلی کار نداشتہ باشند۔ والسلام۔

(۷)

مکتوب ہفتم

بطرف

نجیب الدولہ

خدائے عزّ وجل آن منبع الحسنات، امیرالمجاہدین، رئیس الغزاۃ را بہ فتوحِ تازہ و برکاتِ بے اندازہ مشرف وممتاز گرداناد۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، ملتمس آنکہ اکثر اوقات بجناب مجیب الدعوات دعا کردہ می شود کہ فرقِ کفار منہزم و مستاصل سازد، امید واری از فضلِ او تعالیٰ آنست کہ عنقریب بوجود آید، در ہندوستان سہ فرقہ از کفار بہ شدّت و صلابت موصوف اند، تا وقتیکہ استیصالِ ایں سہ فرقہ نمی شود نہ بادشاہے مطمئن شدہ می نشیند، نہ اُمرار و نہ رعیّت بفراغِ خاطر می تواند زلیست، مصلحتِ دینی و دُنیوی ہر دو دراں منحصر است کہ بعد فتح مرہٹہ بیدرنگ متوجہ قلعجاتِ جت شوند و آن را بہ نیروے برکاتِ غیبیہ بیُسر فتح نمایند، بعد ازاں نوبتِ سِکھ است، آنجماعہ را نیز زیر و زبر باید ساخت، ومنتظرِ نفحات الٰہیہ باید بود۔

مقدمہ مہم تر آن است کہ مسلمانانِ ہندوستان چہ دہلی وچہ غیرِ آن چندیں صدمات دیدہ اند و چند بار نہب و غارت

آزموده، کارد به استخواں رسیده است جائے ترحم است، برائے خدا و برائے رسولِ خدا تاکیدِ بلیغ باید کرد کہ متعرض مال مسلمانے نشود، دریں صورت امید آنست کہ ابوابِ فتوح پے درپے کشادہ گردد۔ اگر دریں امر تغافل شود بترسم کہ آہِ مظلوماں سدِّ راہ مقصود گردد۔ والسلام۔

(۸)

مکتوب ہشتم

بطرف

نواب نجیب الدولہ بہادر

خدائے عزّ و جل آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرار بہادر را بہ فتوحاتِ تازہ و ترقیات بے اندازہ مشرف گرداناد۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام مودّت التزام واضح باد کہ فقیر زادہ ازاں عالی مرتبہ پیغامِ زبانی بابت غلبۂ جت بر نواحی دہلی و سرکشیِ او نقل کرد و جوابِ آں مفصل در آں مقدمہ درخواست نمود، بنائً علیہ ایں چند کلمہ مرقوم می شود، حقیقت این است کہ فقیر در واقعہ استیصال قومِ جت بہ ہماں صفت کہ قومِ مرہٹہ مستاصل شدہ اند، دیدہ است و نیز در واقعہ دید کہ مسلمین بر دیہات و قلاعِ جت مسلط شدہ اند و مسکن و ماوائے مسلمین شدہ است۔ اغلب رائے آنست کہ روہیلہا در قلعہائے جات اقامت کنند، این قدر در غیب الغیب مصمم و مقرر است، فقیر را دریں مقدمہ شک و شبہ نیست، امّا ہنوز در عالم ملکوت صورتِ فتح ظاہر نشدہ است، محتاج توجہ و ہمّتِ بندگانِ خدا کہ دریں کارِ ایشاں را قائم ساختہ اند ہست، چوں ایں مقدمہ

واضح شد صلاح دید ایں فقیر آنست کہ آں عالی مقام عزیز القدر نیت اعلاء کلمۃ اللہ و تقویتِ ملتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات در خاطر مصمم کنند و جہادِ آں ملاعین شروع نمایند۔ روزیکہ از خانہ بقصدِ جہاد کوچ کنند، فقیر را اطلاع دہند، تا بطوریکہ خدا تعلیم کردہ است متوجہ شود۔ امیدواری از فضل حضرت کریم آنست کہ فتح عجیب دست دہد، و افواجِ آں ملاعین برہم خورد، ایں قدر خود ہموار باید ساخت کہ جنگِ اعدا نشیب و فراز دارد۔ بہ اندک خبر بد دل نباید۔ از ابتداء آفرینش حضرت آدم تا الیوم کدام فتح بودہ است کہ نشیب و فراز نداشت، زیادہ مبالغہ دریں مقدمہ عادت فقیر نیست، امّا یک نکتہ را خاطر نشان خود بکنند کہ بعض مردم ہنود کہ بظاہر نوکرِ شما و دولتِ شما اند و بہ باطن میل بجانب آں ملاعین دارند نمی خواہند کہ قوم کفرہ مستاصل شوند، ہزار حیلہ دریں مقدمہ خواہند انگیخت و بہر نوع صلح را در نظر آن عزیز القدر خواہند آراست، در دل می باید نیت مصمم ساخت کہ سخن آن جماعۃ نشنوند و ہرگز بسخنِ ایشاں میل ننمایند اگر میل بسخن آں جماعۃ نمودند نصرت متاخر می شود، فقیر ایں مقدمہ را ہمچناں می داند کہ گویا کسے بہ چشمِ خود می بیند۔ و السلام۔

(۹)

مکتوب نہم

بجانب

نواب نجیب الدولہ بہادر

خدائے عزّ وجل راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرار بہادر را بہ فتوحاتِ تازہ و ترقیاتِ بے اندازہ مشرف گرداناد۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت التزام واضح باد، مکتوبِ محبت اسلوب متضمن استعداد جہاد جات و استفسارِ آنکہ جماعہ مسلمین باجات موافق شدہ اند، باآنجماعہ چہ نوع سلوک باید کرد، رسید۔

عزیز القدرِ من! فتح جات در غیب الغیب مصمم است، دریں باب ہیچ وسواس بہ خاطر نہ رسد، انشاء اللہ تعالیٰ بدستور مرہٹہ ہمیں کہ ہر دو صف برابر شدند مانندِ طلسم خواہد شکست، اگر جماعۃ از مسلمین ہمراہ جات باشند ہیچگونہ وسواس نکنند، امید وارم کہ غیر آنکہ بظاہر کثرتِ دشمناں بہ نظر آید، ہیچ تشویش نخواہد پیش آمد۔ خدائے تعالیٰ دستِ آں جماعتِ مسلمین بند خواہد کرد قتال نخواہند کرد انشاء اللہ تعالیٰ، بمثال آنکہ شیراں در رمہ گوسفنداں در آیند، ہزیمت برآں جماعت خواہد اُفتاد، از کثرتِ اعدار اندیشہ نکنند، و نہ از رفاقتِ مسلمین

با اعدار ـــــ ارادۂ خدا تعالیٰ بر ہمہ غالب است سخن صلح اگر کافراں بخدمت شریف بہر حیلہ عرض کنند، گوش بسخن ایشاں نباید داشت، و اگر بعض مسلمانان کہ نیتِ ایشاں در اعلائے دینِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات ضعیف است اندیشہ ہا، دور و دراز مستولی کنند، آں را نیز استماع نباید نمود، غیر استعداد حرب وغیر شدۃ دریں کار ملحوظِ خاطرِ شریف نباشد۔ میاں فقیر گل بعض گفتگوئے مسلمانان و اندیشہار باطل التماس نمودن مفصل بیان کردند۔ لہذا بتاکیدِ تمام نوشتہ می شود تا وقتیکہ برائے جہاد جات کوچ کنند، فقیر را اطلاع دہند، انشاء اللہ تعالیٰ ازاں وقت تا وقتِ فتح بدعائے دلی مشغول خواہد بود۔ والسلام

(۱۰)

مکتوب دہم

بطرف

نجیبُ الدولہ

حق جل و علیٰ آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیرالامرار را بر مسند عزت متمکن داشتہ انواعِ خیرات بر منصۂ ظہور آرد۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام محبت التزام مکشوف باد، انچہ معلوم می شود آنست کہ امروز تائید ملت و امتِ مرحومہ در پردۂ آن مصدرِ خیر ظہور می کند، از ہیچ ہمر وسواس بخاطر شریف راہ نیابد ہمہ کارہا ان شاء اللہ تعالیٰ بر مُرادِ دوستان است، و ہمہ دشمناں پامال سطوتِ الٰہی ثانیاً واضح آنکہ حافظ جواہر خاں مردِ نیک نفس است، خراش وتراش کہ اقبح عیوب ندیمان پادشاہان تواند بود، در نفس او نیا فریدہ اند بن مومی الیہ (را) ازاں باز کہ در کنف تربیتِ جواہر خاں مرحوم بود می شناسم توجہے کہ در باب بقائے خدمت مومی الیہ مبذول شدہ و می شود بر بجا ست سابق اشارتے بایں مضمون مرقوم شدہ بود۔ والسلام۔

(۱۱)

مکتوب یازدہم

بنام

بندۂ مولّف (یعنی شیخ محمّد عاشق)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجّادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ دی روز کہ فقیر از نمازِ جمعہ پیش از وقت معتاد برخواست و زود آں عزیز القدر را رخصت نمود، سببِ آں ہمیں بود، کہ از دحام تشویش خاطر ندہد۔

پادشاہ و والدہ او معز آبادی آمدند نخست در مسجد بند و بست زنانہ کردند، غرض ایں صورت آں بود کہ بے تکلّف نشستہ ساعتے توقف کنند، قریب یک پاس نشست وطعام ہم خوردو اکثر کلامِ او استمداد در امور رفاہِ خلق اللہ بود و تاسف بر آنکہ انچہ در ایّامِ اعتکاف یعنی حبس برخود التزام نمودہ بود، بظہور رسید و آنکہ کدام زلت از من صادر شدہ بود کہ صفاءِ قلب متغیر شد، پیش ازیں در مقام رویا بہ مشاہدۂ جمال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرف می شدم، الحال میسر نمی آید، درآں میاں

سہ رویا ذکر نمود۔

اوّل وقتیکہ رفیع الدولہ را[۳] بہ پادشاہی منصوب ساختہ بودند، گفت پرسیدم کہ بعد رفیع الدولہ کدام بادشاہ خواہد شد فرمودند روشن اختر[۴]، گفتم بعد از وے، گفت دیگرے ہست گویا نیست[۵] گفتم بعد از وے، فرمودند تو[۶]، نہ پُرسیدم تا کے این معنی ممتد شود۔

و دیگرے وقتے کہ قتلِ عام وقتِ نادرشاہ واقع شد، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب دیدم گویا حصار می کنند و بہ انگشت اشارت می کنند۔ پُرسیدم ایں چیست؟ فرمودند آتشے عظیم واقع شدہ حصار کردم تا قلعہ محفوظ ماند۔

دیگر وقتے بخواب دیدم گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبۂ در دستِ مبارک دُرست می کنند، فرمودند برائے تو می سازم، فقیر طریقۂ بیعت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خواب بیان کردم و بہ ملاحظۂ صورت مبارک آن حضرت اشارت نمودم، گفت صورتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ در رویار رفیع الدولہ و روشن اختر دیدہ بودم حاضرِ ذہنِ من ست، فقیر گفت، ہماں را پیشِ خاطر مستحضر باید ساخت، بعد ازاں نماز در مسجد با فقیر خواندہ رُخصت شد۔ والسّلام۔

(۱۲)

مکتوب دوازدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشقؒ)

حقائق و معارف آگاہ و عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہٗ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد از سلام محبت مشام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں حادثۂ عامہ عافیت نصیب شد، ایں محلہ را معلوم نشد کہ فوجِ مخالف آمدہ بود یا نہ از جہت دستبرد غارتیاں و ہم از جہتِ مصادرہ کہ بر سر حویلی ہا مقرر شدہ بود اذیتے نہ رسید، عالمگیر را سابق انچہ گفتہ شدہ بود کہ دریں فتنہ شمارا سلامت خواہد بود آں ہم بوقوع رسید، آل تمغائے اکثرے ضبط شد، الا آل تمغائے اینجانب کہ دستخط کردہ دادہ اند۔ الحال احمد شاہ درّانی متوجہ غزوہ جٹ است، انچہ بوقوع خواہد آمد، نوشتہ خواہد شد، اہلِ شہر از قتلِ خود بسلامت ماندند امّا مواد فاسدہ دراہم و دنانیر کہ در مزاجِ ایشاں جمع شدہ بود، ہمہ را تنقیہ کلی بہم رسید چنانچہ جائے عبرت است کہ ہر قدر کہ بجاہ و حشمت بیشتر بودند، در قید و ضرب و چوب کاری پیش قدم شدند، الا ما شاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام۔

(۱۳)

مکتوب سیزدہم

بنام

مؤلّف (یعنی شیخ محمّد عاشق رح)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجّادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام مطالعہ نمایند، الحمد للہ علی العافیہ، امروز افواہ شنیدہ شد کہ تشویشِ خواطر آورد کہ افواجِ دُرّانیہ بہ طرفِ بارہہ می روند، ازیں جہت تشویشِ خاطر پیدا شد، ہرچند ظن غالب است کہ طرف پھلت و بودہانہ کارے نداشتہ باشند، بالجملہ از فضلِ الٰہی امیدِ قوی داریم کہ خدائے تعالیٰ شمارا از جمیع آفات سلامت دارد و ایں معنی از دل می جوشد ہرچند بحسبِ ظاہر تشویشے می آید و تدبیر اصلاح کردہ می شود۔

(۱۴)

مکتوب چہاردہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول من اللہ الکریم ان یدیم العافیۃ لنا ولکم، رقیمہ کریمہ رسید، آمدن بہ موضع پہلت بعافیت و سلامت معلوم شد، الحمد للہ علی ذالک موافق معہود در اعتکاف داخل شدیم، الحمد للہ علی التوفیق و علی فتح ابواب المزید انچہ از قبیل واردات احوال است نوشتن آں چنداں مزہ ندارد، وانچہ از قبیلِ معارف است انشاء اللہ تعالیٰ بعد فراغ برحسب تیسّر نوشتہ خواہد شد۔

انچہ فقیر را معلوم می شود آنست کہ ابدالی باز خواہد آمد۔ برائے کبت کفار و ازالۂ دولتِ آں فریق و بعد اتمام موعود در ہمیں سر زمین ودیعت حیاتِ ما دامی نماید و بقا امر باوجود کثرتِ اوزار و تراکم لعن بجہت ہمیں کبت دولتِ کفار بودہ است۔ والسلام

(۱۵)

مکتوب پانزدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ علیٰ نعمائہٖ والمسئول من کرمہٖ العافیۃ والمعافاۃ والعفو فی الدنیا والاٰخرۃ، نامۂ مشکینِ شمامہ رسید و حقیقت مرقومہ بوضوح پیوست تبدلِ دول و جنبیدن افواج وزیر و زبر ساختن بلاد بہ نظر می آید، مسئول دریں حادثہ آنست کہ دائرہ سوء بر قدم کفار افتد و یک مشت مسلمانان کہ درین بلاد غربار افتادہ اند در کنفِ عافیت مانند اِنہٗ قریبٌ مُجیبٌ[۲]، ہرچہ قضائے الٰہی است بعزّ عزیز او ذلِ ذلیل البتہ منتشی است، طوبیٰ مرآں جماعت را کہ تسلیم و رضا شعارِ ایشان است مقالاً و حالاً طوبیٰ مرآنجماعت را کہ بعد تسلیم و رضا نفحہ از نفحاتِ قدس کہ از کمن تدلیٰ گل بوزد حافظ آں جماعہ و ناصر آں قوم باشد۔ اِنَّ وَلِیّٖیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ[۳] والسلام

(۱۶)

مکتوب شانزدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیہ۔ خط سید فتح اللہ خاں رسید۔ یا حفیظ، بعددِ جمل برائے خواندن نوشتہ شد۔ ختم سورۂ فیلؑ یک ہزار و یکبار چند بار قبل و چند بار بعد درود باین لفظ اللّٰھم صلّ علیٰ سیّد القاہرین علیٰ اعداء رب العالمین، و چند تعویذ سلاح فرستادہ شد، و ایں فقرہ در خطِ ایشاں مندرج شدہ ــــ بخاطر فقیر می رسد کہ اگر این مسلمانان از دریا عبور کنند و یک بار حملہ بر جماعہ مرہٹہ جست نمایند نشانہ از نشانہائے خدائے تعالیٰ مشاہدہ افتد، آن ملاعین مانند طلسم از ہم پاشند۔

والسلام

(۱۷)

مکتوب ہفت دہم

بنام

شیخ محمدّ عاشق

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد سلام محبت مشام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول من جنابہ ان یدیم العافیۃ لنا ولکم۔

نامۂ مشکینِ شمامہ رسید و تہلکہ کہ بسبب قربِ افواج کفرہ فجرہ دراں نواحی واقع ست، معلوم گشت، از جناب رب العزّت مطلوب آن ست کہ قریۃ الصالحین راز جہنم آفات نگہدارد۔

(۱۸)

مکتوب ہشت دہم

بنام

مؤلّف (یعنی شیخ محمد عاشق)

..... نوشتہ بودند کہ چہ خوب باشد اگر اعتکافِ رمضان در پہلت واقع شود، فقیر را ایں معنی بغایت مرغوب است۔ امّا اختلالِ حال شہر کہ ہر روز فتنہ تازہ گل می کند و ترسے دیگر در خواطر مردم می نشنید، دریں حالتِ خانہ و کس و کوئے را گذاشتن از آدابِ مصالح ظاہر دور می نماید ہماں مصرع مشہور مناسبِ حال می یابد ع

تجری الریاح بما لا تشتھی السفن[۱]

(۱۹)

مکتوب نوازدہم

بنام

مؤلّف (یعنی شیخ محمّد عاشق)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ، بعد از سلام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول منہ، ان یدیمہا لنا ولکم رقیمۂ کریمہ رسید۔ حقایق مندرجہ بوضوح انجامید نوشتہ بودند اگر قصدِ ہجرت و رفتن منظور باشد سواری فرستادہ آید۔

..... اصل قصّہ آنست کہ وقوعِ فتنہ ازانچہ واقع شد مجمع التحقیق است۔ چوں آمد آمد افواجِ ابدالی بجانبِ کشمیر مسموع گشت، آں خطرہ کامنہ گل کرد، و مشاورت دراں باب درمیان آمد، بعد مشاورت مقرر کردیم کہ چوں کشاکش تا بہ لاہور رسد، درہماں وقت قبیلہ را بہ طرفِ پھلت روانہ کنیم کہ حرکت قبل حدوث انذارات از قبیل طیش است و توقف الیٰ ما بعد ہجوم از بابِ رعونت تا حال ہم ہماں اندیشہ مصمم است۔ نمی دانیم آں معنی قریب الوقوع است یا

متاخرتا میعادے۔ اِن اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ اَمَدًا۔ بالجملہ الحال خود تشویشے بظاہر نیست کہ سلسلہ جنبان آن حرکت تواند شد وچون بظہور رسد ہماں خواہیم کرد کہ اندیشیدہ ایم۔ والسلام

(۲۰)

مکتوب بستم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق پھلتیؒ)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ علی العافیۃ۔ مکتوب بہجت اسلوب رسید و سبب توقف در ایام عرس معلوم شد خدا تعالیٰ تدارکِ مافات باحُسن وجوہ کُناد۔ کفار از ہر جہت محیط۔ ہرچند ولاۃ امر را عجزے ظاہر نیست مگر کمی زر و خوفِ امتداد مہم، ہرچند با وزیر مکرر بابلغِ وجوہ نوشتہ شد کہ جماعتِ مرہٹہ ملعون شدہ اند و عنقریب بعقوباتِ شدیدہ گرفتار خواہند شد اگر الحال کمرِ ہمت بر بندند فتحِ ظاہر بدست می آید امّا تا حال صبح، مشورتے [(خود) (مقرر) ....] میکنند و شام آنرا می شکنند و متیقن بہ، نصر مسلمین و غلبۂ پادشاہ و وزیر و انہزامِ جیوشِ کفر است۔ قصۂ مُلکِ موکل بامر حرب یاد داشتہ باشند صفدر جنگ را حالتے پیش آمد کہ آکلہ در پائے او اُفتاد۔ ہرچند گوشت پائے (می بریدند گوشت) فاسد می شد و محتاجِ

بریدن می شدند اِلیٰ ان قضی با سوءِ حال ۔ ہمچنیں الحال درحق مرہٹہ و جٹ یعنی متوجہ شد دور ملکوت ، ہلاکِ این جماعت مصمم شد ہم نحوست زحل و ہم نحوستِ مریخ ۔

واللہ غالب علیٰ امرہٖ

(۲۱)

مکتوب بست ویکم

بجانب

حضرت والدہ بزگوار ایں خاکسار (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق ومعارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد از سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول من فضلہ العظیم ان لنا ولکم۔ رقیمہ مشتمل بر اخبار آنکہ ظلمۂ فجرہ بعد از آنکہ سرکشیٔ تمام کردہ بودند و باس ربامی) ازکف ایشاں ازظلم حاصل شدہ بود تائیدِ الٰہی در رسید وازظلم باز ماندند واظہار انقیاد نمودند رسید وحمد الٰہی بجا آوردہ شد۔ بدو وجہ یکی ارتفاع تعدی ایشاں، دیگر آنکہ خدای تعالیٰ آں عزیز القدر رامصدر استجابت دعا ورفع بلا گردانید۔

فجعلکم من قوم یستجاب دُعاءُھم ویُرَدّ بھم البلاءُ وہٰذا مصداق قولہ تبارکٌ وتعالیٰ:

وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَعَلٰی آلِ یَعْقُوْبَ کَمَا اَتَمَّھَا عَلٰی

اَبَوَیكَ مِن قَبلُ اِبْرَاھِیمَ وَاِسْحٰقَ۔

ایں دولت فخیمہ مبارک باد و ہر لحہ خدای تعالیٰ آنرا مزید گرداناد۔
ہر چند ہر چہ در خارج می شود از معاملات با بندہ آں را اسباب می باشد
از ہمّت ارواح طیبہ احیار و اموات امّا چوں سلسلہ جنبان آں ہمت
شخصی باشد آں صورت منسوب باہماں شخص خواہد بود۔ وتلك
سُنّۃُ اللّٰہِ ولن تجد لسنۃِ اللّٰہ تحویلا۔ والسلام۔

(۲۲)

مکتوب بست و دوم

بجانب

حضرت والد بزرگوار (یعنی شیخ محمدؒ عاشق)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول من کرمہ العظیم ان یعافینا ویعافیکم فیما یاتی من الزمان۔ رقیمۂ گرامی رسید و حقیقت مندرجہ بظہور پیوست۔ در مجازی احوال غیر اعتمادِ فضل الٰہی تکیہ نداریم، در عین حال رفاہیت بدل راسخ است کہ ظلمہ انس وجن بسیارند و در خویش طاقت دفع عشر عشیر از تعدیہای ایشاں نداریم محض فضل الٰہی است کہ روز را بہ شب می رسانیم و شب را بروز ایں معنی نصب العین در ہر لمحہ از لمحات رفاہیت شدہ است و ہماں معنی الحال کہ تلاطم امواج فتن مشہود می شود بغیر تفاوت نقیر و قطمیر۔ امید واریم کہ ما و جمیع دوستان ما درینجا محفوظ باشیم و ہم چناں آں عزیز القدر با جمیع دوستانِ آنجا محفوظ باشند مدبر السموات والارض را ہماں نظر کرم و لطف کہ اینجا است آنجا ہم ہست۔ دیگر تصدیعہ حرکت چرا کشیم۔ و یحتمل کہ بودن بعض نفوس اینجا سبب حوادث اینجا باشد ہر گز خاطر خود را بہ نسبت احوال ایں جا مشوش نسازند، الحال نہ بعد ہذا۔ والسلام والاکرام۔

(۲۳)

مکتوب بست وسوم

بجانب

حضرت والدِ بزرگوار این خاکسار شیخ محمد عاشق رح

حقایق و معارف آگاه سجاده نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد از سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔

رقیمۂ گرامی رسید، نوشتہ بودند کہ ہنگامۂ افغان مسموع می شود دریں وقت مناسب است کہ آں طرف رفتہ اید۔ دریں ایام خود چناں مشہور شدہ است کہ مدتی در لاہور توقف می کند و انچہ مردم می ترسیدند از نہب و غارت چنداں بوقوع نیامدہ بلکہ دلاسای رعیت و سپاہ می کند و ایں بار صورت حال ایں فریق برخلاف گذشتہ ملک داری است نہ غارت۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ معہذا اچناں بخاطر می رسد کہ شاید وجود بعض نفوس دریں حادثہ مجمعہ علی الوقوع دریں بلد ضروری است و نظر رحمت الٰہی متوجہ باں نفس است۔ حضرت حکیم می تواند کہ در عین تلاطم فرحی پیدا سازد

وعین آتش گلزار گردد کماء النیل بلاءٌ للمحجوبین ونعمةٌ للمحبوبین۔ دل تسکین تمام دارد وازیں غوغا حسابی نمی گیرد۔

لطف علی خاں دیوان نواب بہادر پیغام آقای خود آوردہ بود درباب استمداد دفع ایں بلیہ۔ فقیر گفت: اللّٰھُمَّ اصلح امۃ محمدٍ اغفر لامۃ محمدٍ دعای ماست۔ گفت ہمت خاصہ می خواہم برای نصرت بادشاہ بر افغانان۔ گفتم دعای زبانی مبذول است ودعای از تہ دل موقوف بر داعیہ الہیہ است وآں داعیہ در دل نمی یابم۔ ہرچند ایں سخن برایشاں شاق شد اما اظہار واقع کردہ آمد۔

سید محمد نعیم دریں تلاطمِ فتن درخانہ نشستن لازم دانند۔

والسلام۔

(۲۴)

مکتوب بست وچہارم

بجانب

حضرت والد بزرگوار (یعنی شیخ محمد عاشق ؒ)

حقایق و معارف آگاه سجاده نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ بعد از سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔ الحمدللہ علی العافیۃ والسلامۃ۔

حقیقت حال از مکاتیب بہجت اسالیب روشن گشت۔ خدای تعالیٰ ہمیشہ نگاہداشتہ بہ راحت و اطمینان خواطر و یُسر و نصرت معاملہ فرماید۔ انہ قریبٌ مجیب۔

دل بسبب استیلا (کہ از) گسائیں ؎ است و ناحیہ سہارن پور را تردد داشت آخر برجوع ایں کلمہ کہ تقدیم ذکر یافت آں تردد (دفع) کرد۔ والسلام۔

(۲۵)

مکتوب بست و پنجم

بجانب

شیخ محمدؒ عاشق

حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد از سلام محبت مشام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ علی العافیۃ و نسئل ان یعافیکم من جمیع الآفات و البلایا۔ رقیمۂ کریمہ رسید و اضطرابی کہ بہ سبب انتشار فساد گسائیں بران ناحیہ نوشتہ بودند معلوم شد۔ امید قوی است کہ خدائے تعالیٰ من حیث لایحتسب الناس آں اضطراب را با طمینان مبدل سازد وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔ و السلام۔

(۲٦)

مکتوب بست و ششم

بجانب

حضرت والد بزرگوار (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاه عزیز القدر سجادہ نشینِ اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ، بعد سلام محبت التزام مطالعہ فرمایند۔

صحیفۂ شریفہ رسید و سوالات مندرجہ معلوم گردید۔ حدیثِ جبریل در بابِ فضلِ جمعہ کہ مرأتے بیضاء آورد و وسط او نکتۂ سیاہ صاحب صراطِ المستقیم از صحیح ابن حبان نقل کرد (کہ) بالفعل صراط المستقیم پیشِ فقیر حاضر نیست ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعدِ احضارِ آں بلفظہٖ نقل کردہ خواہد فرستاد۔

روز پنجشنبہ بادشاہ برائے زیارتِ قبور حضرت نظام الدین اولیاءؒ وغیر ایشاں از قبورِ سلف سوار شدہ بود بغیر سابقۂ خبر از کابلی دروازہ بر تختِ سادہ سوار شدہ بفقیر خانہ آمد فقیر را ہیچ اطلاع نہ ۔ در مسجد بر بوریا ہا نشست ایں قدر توقیر سلطان لازم شد کہ مصلّے کہ فقیر برآں می نشیند و نماز میکند فراخ تر گستردہ

شد یکجانبِ آن فقیر نشست و جانبِ دیگر پادشاه۔ اوّل مصافحہ کرد بتعظیمِ تمام، بعد ازاں گفت کہ از مدّتے مشتاق بودم لیکن امروز بدلالتِ ایں جوانؒ اینجا رسیدم اشارہ بہ وزیر کرد۔ آنگاہ گفت غلبۂ کفر و تفرق رعیت بدرجہ رسیدہ است کہ معلوم است چنانچہ خواب و خور برمن تلخ شدہ است درین باب دعا مطلوب است گفتم سابق ہم دعا میکرد الحال ان شاء اللہ تعالیٰ زیادہ تر مشغول بدعا خواہم شد دریں حالت وزیر گفت کہ ایشاں غائبانہ درامر جہاد و غلبہ بر کفار ہمّت دارند۔ باز گفتم کہ الحمد للہ، غایت اہتمام پادشاہ بامر جہاد و غمِ رعیت معلوم شد ایں معنیٰ علامت افاضۂ فتوحات است (چند انکہ) نیت پادشاہاں برخیر محکم تر ابواب فتوح کشادہ تر۔ دریں حالت وزیر گفت کہ حضرتِ بادشاہ بر اقامتِ صلواتِ خمس اہتمام تمام دارند گفتم الحمد للہ ایں حرفیت بعد مدتے مسموع شد والّا دریں نزدیکی ایں معنیٰ از پادشاہاں مسموع نمیشد پادشاہ گفت۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ در مثلِ ایں امور تا ہمّتِ اہلِ دل مصروف نشود کار از نیش نرود زیرا کہ پادشاہانِ دیں ایشانند بلکہ پادشاہان دین و دنیا کہ کار دینا ہم بغیر توجہ ایشاں تمام نمیشود — دریں گفتن انکسارِ تمام و عجزِ عظیم ظاہر کرد۔ گفتم ظاہر است کہ در کلبۂ گدائے فقیرے اگر پادشاہ در آید غرض جز تواضع (برائے) خدائے عزّ وجل نخواہد بود در حدیث آمدہ کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ بایں کلمۂ جامعہ بشارتمند باید بود — بعد ازاں فقیر گفت کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ در وقتِ

استخلاف، حضرت عمرؓ را وصیت کردند باین کہ خلیفہ را عجب ترددہا در پیش است ہم از جہت اعدائے دین وہم از جہتِ موافقین۔ علاج ایں ہمہ راست نظر دوختن در مرضیاتِ حق و بوئے استعانت کردن واز غیراو قطعِ نظر نمودن آنگاہ تسبیحے منا دلت کردم بتعظیمِ تمام گرفت۔ بعدازاں گفتم آیۃ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ الآیۃ۔

صد صد بار بعد نماز باید خواند کہ دریں امر نافع خواہد بود قبول کرد بعدازاں باز دست بمصافحہ دراز کردم مصافحہ کردم برخاست وسوار شد بالجملہ خوش نیت وجواد وملازم بر صلوٰت خمس (است) و فسقے بروے ظاہر نیست ریش وبروت ہمہ بر قاعدۂ اسلام۔ زبانِ ہندی وفارسی درست درعربی مہارتے ندارد در عقل وتدبیر اگرچہ بمنزلہ عالمگیر نتواں گفت بمنزلہ بہادر شاہ ظاہر آنست کہ باشد واللہ اعلم۔

معرفتے عجیبہ کہ در حدیثِ انّ اللّٰہ تسعۃ وتسعین اسمًا من احصاھا الخ نوشتہ بودند خیلے غامض و محقق کہ ایں اسمار در حقیقت منبع افاضۂ کمالاتِ عالم اند ازیں جہت در حضرتِ شرع تعلیمِ آن وطلب احصارِ آں فائض شد۔ وچوں تہذیبِ نفس باآں اسمار متحقق شود اعتقاداً او تخلقاً کہ احصار آں ہماں است واجب شود جنّت ازاں جہت کہ جنّت تشبحِ تہذیب لطائفِ انسانیہ است۔ ما احسن ہٰذہٖ المعرفۃ وما اعمق محتدہا و ماخذہا۔

در ذیلِ این معرفت این نکتہ ہم باید گفت کہ نورِ اعظم بر احدیت جمع مرتبتی الوہم والخیال فرود آمد۔ بعدازاں تحدیقِ نظر فرمود در صورتِ انسانیہ وآنچہ مقتضائے نوع بود از علوم واعمال او

که در نوع انسان سه قوة بود عقلیه و مجرده و قوة خیالیه و قوة وہمیہ
پس اسمار که برائے تعریف خلق بود بحق منشعب شدند بشعب
بسیار قلّةً وکثرةً ہر شعبۂ اسمے شد در درجۂ که میان تدیٔ کل
و صورت انسانیہ واقع است آں اسمار راہیاکل نورانیہ پدید
آمد۔ چنانچہ اصل صورتِ انسانیہ بجہت فاقہ جبلۂ استطعام این
اسمار نمود ہم چناں چوں ایں ہیاکل متشبحہ (ظاہر) شد ظہورِ آں
در نشار شرع فرمود والسّلام۔

(۲۷)

مکتوب بست و ہفتم

به جانب

سیّد احمد که از دیار مردم روہیلہ ہستند

سیادت مرتبت نقابت منقبت خلاصۂ دودمان نجابت مولانا السید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ، و متع المسلمین بصحبتہ و لقیاہ، بعد از سلام مسنونِ اسلام از فقیر ولی اللہ عفی عنہ مطالعہ نمایند الحمد للہ تعالیٰ علی العافیۃ والمسئول من جنابہ ان یعافینا وایاکم ویدیم العافیۃ لنا ولکم۔ یاران کہ ایں طرف آمدند بشکر جناب آں سیادت مآب رطب اللسان بودند کہ تحریص جیوش روہیلہ بر رفافت پادشاہ اسلام و دفع نہب وقتل از مسلمین بوضعے نمودند کہ زیادہ ازاں متصور نباشد۔ فقیر از استماع ایں حکایات بغایت مبتہج و مسرور شد و دعاء علو مرتبہ ایشان در دنیا و آخرت ادا نمود۔ چرا چنیں نباشد کہ جوہر غیرت دینی و حق شناسی در ضمیر آں دودمان عظیم مودّع است۔

فی الواقع آں جماعۂ اشقیاء بغی و قطع طریق و استمداد کفار و تسلیط ایشاں بر بلادِ مسلمین و رفض غالی ہمہ جمع کردہ اند۔

جزاء ایں جماعت ہمیں است (کہ) از خاطر آں خلاصۂ دودمان سیادت بر انداختہ شوند و ہمت کاملہ بر دفعِ آں ملاعین بر گمارند۔ جمعی کہ ہنوز ایں کلمۂ حقہ بہ خاطر ایشاں مصمم نشدہ امید کہ مکرر ایشاں را تحریص وحثت کردہ شود۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء و احسن عاقبۃ امورکم و امورنا ورقاکم الی مالا عینٌ رات ولا اُذن سمعت۔

محمد وفا از مخلصان صمیمی آں عزیز القدر است توقع کہ (زیر) عاطفت باشد۔ والسلام۔

(۲۸)

مکتوبِ بست و ہشتم

به جانب

وزیر الممالک آصف جاه

الحمد لله و سلامٌ علیٰ عباده الذین اصطفیٰ بر خاطر عاطر از ین فقیر واضح شود که در ملکوت مقرر شده که کفار ذلیل و خوار شوند و بعد ازاں بچند مدت باغیاں رُسوا و خراب گردند و اگر آں شوکت و شہامت مآب بریں ملاعین کمر ہمت بہ بندند ایں ہمہ منسوب بایشاں شود و تمام عالم مسخر ایشاں گردد و سببِ رواجِ ملت و استقامتِ دولتِ ایشاں باشند سعیِ قلیل خواہد بود و عوائدِ جلیل۔ و اگر سعی نکنند ایں جملہ خود بخود بحوادثِ سماویہ ہلاک و مضمحل گردند دریں صورت ایں معنی بایشاں منسوب نگردد ؎

کارِ زلفِ تُست مشک افشانی اماں عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

چوں ایں معنی منقح و موکد معلوم است لہذا باں عزیز القدر بے اختیار گفتہ و نوشتہ می شود، وقت را غنیمت دانند و در جہادِ اعداء اللہ تقاعد و تغافل را کار فرما نشوند بعد چندیں کار واضح خواہد شد ؎

وسوف تریٰ اذا انکشف الغبار أ فرس تحت رجلك أم حمارٌ

چون اظہار اتم مطلوب بود و دوستی و خیرخواہی دامن گیر از مبالغہ احتراز رفت و سخنے ازیں فاش تر متصور نہ شد۔ فرد۔

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں درنمی آید سواراں راچہ شد

سخنے کہ با محرمانِ خود در پردہ ادا می کردیم ایں جا بے پردہ نوشتہ شد تا عذر نماند۔ والسلام والاکرام۔

(۲۹)

مکتوب بست ونہم

بنام

وزیر الممالک آصف جاہ

وفقکم اللّٰہ لما یحبّ ویرضی ووقاکم من جمیع ما یحذر ویخشیٰ

امابعد۔ از فقیر ولی اللّٰہ عفی عنہ واضح شود خدائے عزّ وجل بکرم خود نو بادۂ شجرۂ اقبال را مبارک ومسعود کناد و در پرورش آں دوحۂ سعادت پرور شہاب بے اندازہ دہاد، آمین، بقیۃ الکلام آنکہ حکیم مطلق جل شانہٗ آدمی را بدو وجہ مرکب ساختہ بدنِ عنصری کہ متقاضیٔ شہواتِ حسیہ است وروحِ پاک کہ مستدعی عقائدِ حقہ و اعمالِ نافعہ است، لاجرم سعادتِ آدمی نیز بہ دو قسم باشد، شیمۂ اہلِ فطرۃِ سلیمہ آنست کہ ہر دو سعادت را جمع نمایند نہ آنکہ بریکے اختصار کنند، چنانکہ غذائے روح ہم ضروری ایست کہ بسبب فقدانِ مزاج رُوح ازہم می پاشد" رفع مظالم از مسلمین وترویجِ دین در سوم نیک پیدا ساختن ہم سعادت در سعادت در سعادت است۔ والسلام۔

۳۰

مکتوب سی

بہ جانب

وزیر الممالک آصف جاہ

خدائے عزوجل ترقیاتِ بے نہایت دہاد و بہ نعمِ دارین محظوظ و از نقمِ نشاتین محفوظ داراد۔

امّا بعد! بابا فضل اللہ جانبِ (ما) استفسارِ بعض احوال نمودند بخاطرِ فقیر رسید کہ بلسانِ قلم واضح باید ساخت، این ہمہ شدّت ہائیکہ روئ می دہد باعتقادِ فقیر بسبب تقاعدیست کہ از جنگ مرہٹہ باختیار یا باضطرار واقع شد۔ دراں ایام کہ فقیر آگاہ ساختہ بود عنایتِ عجیب از پیش گاہِ حضور بجلم ان لربکم فی ایام دھر کم نفحات الا فتعرضوا لھا۔ بمشابہ باراں می بارید ہرچند قدر شامل جمیع حوادث اوست در کارخانۂ حکمتِ الٰہی ہر امر وابستہ بخیریست خوب مضیٰ ما مضیٰ امّا قضیۂ قطب خاں افغان پس امیدواری از فضلِ حضرتِ باری آنست کہ عنقریب فرو نشیند و ظاہر آن ست کہ آں شخص سرسبز نشود و مدعای باطل خود را بدست نیارد انچہ فقیر را معلوم می شود آنست کہ آں عزیز القدر منصور و مظفر محفوظ و محظوظ اند، پادشاہ را دریں جا ماندن بہتر ست از

بر آمدن۔ از شاہزادگان ہر کرا خواہند ہمراہ گیرند، بقیۃ الکلام آں کہ
آں عزیز القدر را خدائے عزّ وجل تسلّطِ کلی در ہندوستان دادہ، ما
فقیران امیدِ دراز پیدا کردہ ایم کہ رفع مظالم و تغیر رسوم بد و ترویجِ
دینِ متین و اقامتِ امر ...... و اشاعت علم و نماز و روزہ با حُسنِ
صورت بظہور آید، زیرا کہ در طالع ایشاں فرّے و سعادتے عجیب
مفہوم می شد و مزاجِ ایشاں صلاح و ذکا و رغبت بامور خیر مدرک
می نمود از مقتضیاتِ زمانہ آنکہ تاحال ایں معانی ہیچ گونہ بظہور نہ
رسید، خدا کند کہ من بعد تلافیٔ مافات واقع شود۔ ایں قدر خود البتہ
گذارش می شود کہ ہرچند مقدور باشد در برانداختن گرانیٔ غلّہ
سعیٔ فرمایند و غارت و تاراج کہ در اطرافِ عالم شایع شدہ، بقدر
امکان برانداختن آں اہم مہمات است۔ والسّلام۔

(۳۱)

مکتوب سی و یکم

بجانب

نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی

قادر بیچون آن (عزیز) عظیم القدر عالی مقام را بترقیات ظاہر وباطن بہرہ مند گرداناد۔

مکتوب بہجت اسلوب کہ از مقام سرونج تحریر شدہ بود رسید وچون مُنبی بود از صحت مزاج واستقامت احوال فرحت وسرور داد۔ خدای تعالیٰ اسباب سعادت ظاہری وباطنی بتواتر وتوالی روزی کناد۔

وصیت حضرت صدیق حضرت فاروق را آن بود کہ چوں از خدا ترسیدی ہمہ عالم از تو خواہد ترسید۔ بزرگان گفتہ اند کہ دنیا بمثابہ سایۂ تو است، از وی اگر بگریزی وی در عقب تو بدود واگر بسوی او بدوی وی از تو بگریزد خدای تعالیٰ آں عزیز القدر را امروز پشت وپناہ اہل سنت وجماعت ساختہ است از فرقہ امرا رغیر الیشان ہیچ کس حامی اہلِ سنت نماندہ، توقع کہ در مجامع احوال ترویج سنت منظور نظر دارند۔ بر نصرت اسلام ہمت گماشتن واستیفای مطالب دنیوی را تبیع آں ساختن نافع خواہند دید اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ عُشیر عشیر عمل صالح کہ امروز کردہ می شود بجای مآت والوف از اعمال صالحہ کہ پیش ازیں بودہ است تصور باید نمود۔

والسلام۔

(۳۲)

مکتوب سی و دوم

بجانب

نواب مذکور (یعنی نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی)

خدائے تعالیٰ ترقیات ظاہر و باطن کرامت فرماید و توفیق اعلاء کلمۃ اللہ و نصرتِ دین اللہ عطا نماید۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد سلام واضح آنکہ دعائے خیر برائے ایشاں می کنیم و توقع می داریم کہ تیسیر و معونتِ الٰہی شاملِ حال و مآل ایشاں باشد۔ مشایخ ما قدس اللہ اسرارہم فرمودہ اند کہ نزدیک بر آمدن آفتاب یا عزیز چہل و یک بار خواندن و بعد ازاں یا الٰہ الالہتہ الرفیع جلالہٗ پانزدہ بار خواندن موجب زیادت عزت و غلبہ می شود۔ چوں سہل التناول است البتہ می باید باآں عمل کرد۔ والسلام

(۳۳)

مکتوب سی و سوم

بجانب

عماد الملک وزیر

خدائے عزّ و جل ذات عالیجناب را در کنفِ حمایت خود داراد و در جمیع حالات، بخیر دنیا و آخرت دلالت کناد۔ ازین فقیر بعد سلام محبت التزام واضح آنکہ نامۂ مشکیں شمامہ رسید۔ مُنبی بود بآنکہ سابق نامۂ نوشتہ بودند و جوابِ آں نرسیدہ سابق نامہ نرسیدہ است والا در جواب مقصر نمی ماند۔ شاید از دست قاصد تلف شدہ باشد۔ کلیہ آنست کہ بحقوق دوستی آنعزیزالقدر معترفم کہ اعتراف بحقوق، شرطِ آدمیت است۔ باقی ماند الہامِ محبت بر وضعِ خاص کہ اہل اللہ آں وضع را می شناسند نہ غیرایشاں، بازنزع آں محبت بازعودِ آن در وقتِ خود ازاں قبیل نیست کہ اختیار بندہ را دراں مدخلے باشد۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہرچہ اُستادِ ازل گفت بگو می گویم

صاحبِ من سخنِ پوست کنده باید گفت تا انتظار خاطر (را) ملال ندہد
ہنوز ایّامِ ابتلار منقرض نشده است دریں ایام غیر آنکه در حفظِ جان
سعی کرده شود مقدور نیست و ایں معنی مبذول خواہد شد اغلب که
سلامت مانند ہر چند که ہائے و ہوئے بسیار بینید۔ بعد اتمامِ ایّامِ ابتلار
ترقی که سابق داشته اند آں دفتر راگاؤ خورد که توقعِ آن نباید داشت

ع زمانه با تو نسازد تو با زمانه بساز

کارِ عقلا آنست که آنچه متصور نیست اوقاتِ عزیزِ خود را در فکرِ
تحصیلِ آں صرف نه نمایند واز فقدان، الم خاطر نه کشند۔ ایں قدر
امید ہست که بعد انقضائے ایّامِ ابتلار و استقامتِ سلطنتِ
ہندوستان بعد کوششِ بسیار ظاہراً و باطناً نوکریٔ عمده میسّر
شود۔ دیگر قلمی نموده بودند که پیغام ملاقات بواسطه عزیزِ نام برده
موکد بقسم میرسد مشورت دراں باب چیست۔ صاحبِ من، المستشار
موتمن، چوں مشورت پرسیدند لازم آمد که آنچه در دل افتد بگویم۔ موافقِ
آں کردن نکردن کارِ ایشاں است۔ بر عہودِ ایں قوم اصلا اعتماد
نیست۔ رنگِ مجلس دگر گوں است و نام برده پیشِ رئیس چنداں
اعتبار ندارد که اعتماد تواں نمود مصلحت نزدیک ہجومِ قوم، غیبت د
اختفا است تا آنکه ایّام باصلاح آیند۔ و السلام

(۳۴)

مکتوب سی چہارم

بطرف

تاج محمّد خاں بلّوچ

رفعت و عوالی مرتبت عزیز القدر نواب تاج محمد خاں محفوظ و محظوظ و بعین عنایت ملحوظ باشند۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت التزام واضح آنکہ مکتوب بہجت اسلوب متضمن سرکشی ہائے جٹ رسید، امیدواری از فضلِ حضرت باری آنست کہ آں سرکشِ حربی را مخذول و پائمال گرداند، خاطرِ شریف جمع دارند درین حالت واجب آنست کہ آن عزیز القدر با موسیٰ خاں و دیگر جماعہ مسلمین موافقت نمایند و بایک دیگر مصافاۃ و یک جہتی بہ عمل آرند وصرفِ طاقت در جہادِ اعداء بتقدیم رسانند، اغلب کہ خدائے تعالیٰ بہ برکتِ اجتماعِ مسلمین، وحُسنِ عزیمت ایشاں فتح تازہ نصیب گرداند، خدائے تعالیٰ در قرآنِ عظیم می فرماید اِنْ تَنْصُرُوا اللہَ یَنْصُرْکُمْ، درین زمانہ سببِ غلبۂ کفار و مغلوب بہ شدنِ مسلمین غیرایں علّت نیست کہ مسلمانان ...... اغراضِ نفسانی درمیان آوردند۔ و ہنود را دخیل کاروبارِ خود ساختند، ایشاں البتہ

استیصالِ کفار نخواہند خواست، دور اندیشیہا و تحملہا محمود است، امّا نہ تا
ایں جا کہ کافراں بر بلادِ مسلمانان غالب آیند و ہر روز شہرِ دیگر بدست آرند،
ایں وقت وقت تحمل و دور اندیشی نیست، وقتِ توکل ست و شمشیر بستن
و استعدادِ حرب کردن، و غیرتِ مسلمانی را بجوش آوردن۔ اگر چناں کنند
اغلب کہ نسیمِ نصر وزیدن گیرد، انچہ فقیر می داند جنگِ جٹ مانند طلسمے
است کہ اوّل پُر ہول و سہمگیں می نماید چوں بتوکل و اعتماد بر صنع حضرت
قادر بیچوں باں جانب توجہ واقع شود ظاہر گردد کہ غیر نمودِ بے بود، ہیچ
نبود۔ توقع کہ از چگونگی احوالِ خود و کیفیتِ استعدادِ حرب انچہ میسر
آید، اطلاع می دادہ باشند کہ ایں معنی سلسلۂ جنبانِ دعا و محافظت
و نصرتِ ایشاں خواہد بود۔ والسّلام۔

(۳۵)

مکتوب سی و پنجم

بطرف

نواب مجد الدوله بهادر

خدای عزّ و جل محفوظ و محظوظ و بعینِ عنایت ملحوظ داراد۔ دریں ولا رقیمهٔ کریمه متضمن روئداد لشکر و شرح رائے ضعیف .... که آں را درمیان خود ها پخته کنند رسید، عزیزالقدرِ من! فقیر ایں قدر می داند که ملکوت بر انداختن ایں دو فریق که مرہٹه و جٹ باشد، مصمم است و بعض اشخاص که ہمتِ ایشاں را در حل و عقد مثلِ ایں امور دخل داده اند پیوسته مامور اند به دعائے استیصالِ ایشاناں، اگر ایں تصمیم عزم بر اہلاکِ ایشاں نمی بود، ساعةً فساعةً داعیهٔ ہمت بر استیصالِ ایشاناں در دلِ ایشاں نمی جوشید، اگر آمدنِ آں شقی که مخرّب سلطنتِ تیموریه است متحقق شود۔ یقین که مصداق انّ کیدی متین[1] خواهد بود خاطرِ شریف جمع دارند۔ والسّلام

(٣٦)

مکتوب سی و ششم

بطرف

نواب مجدالدولہ کشمیری

فرزندِ نبیل عزیز القدر مجدالدولہ بہادر محفوظ و محظوظ و بعین عنایت سرمدی ملحوظ باشند۔

از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد سلام محبت التیام واضح باد مدتے است کہ احوال خیر مآل از روئے نامۂ سامی نخواندیم اغلب کہ بکارہا مشغول اند۔ سابق ہم چنیں مرسوم است وقت تشویشہا برائے اظہار حال خود متفرغ باشند، وقت شگفتنِ گلِ مراد بوجہ من الوجوہ بکارہا مشغول، رسم جہاں و جہانیان چنیں است۔

ثانیاً آنکہ درباب حافظ جواہر خاں و فرزند خواندۂ او غلام مصطفےٰ کہ با فقیر اخلاصِ دلی دارد، توجہے کہ مبذول فرمودند و میفرمایند پُر بجاست۔ من آنچہ شناختہ ام جواہر خاں مردِ نیک نفس است، خراش و تراش و موشک دوانی کہ اضرِ اخلاقِ ندیمانِ پادشاہانست درمزاجِ او نیافریدہ اند۔ اغلبکہ متلون الاحوال کہ کل یوم تیحولُ غیر ہذا یک احمل) صفتِ او نیست۔ دریں عرصۂ مثل ہمیں قسم شخصہا باید

کہ ہم کلام پادشاہاں باشند عزیزیکہ موشک دوانی وتلون مزاج دارد، ہرچند اوّل مرّۃ باغنہائے سبزمی نماید ثمراتِ بے مزہ ازو خواہد است دریں دوسہ کلمہ کہ نوشتم تاملِ وافی باید کرد۔ یا با فضل اللہ توجہ سامی درباب غلام مصطفےٰ وبرداشتنِ چوکی از خانہ او نوشت خاطررا سرور داد زیرا کہ غلام مصطفےٰ اخلاص ضمیم دارد، ومرد راست مزاج است۔ والسلام۔

(۳۷)

مکتوب سی و ہفتم

بطرف

نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں

فرزند نبیل رفعت نشاں عزیز القدر مجد الدولہ بعین عنایت ملحوظ و از آفاتِ محفوظ باشد۔ رقیمۂ گرامی متضمن حقایق آنجا و در آمدنِ غرض طلباں و طلب نمودن مشرک (سترک ؟) معلوم شد۔ عزیز القدرِ من! بعض امور چناں می باشد کہ اسباب ارضی آں ضعیف بنظر می آید بلکہ اسبابِ ملکوت نیز ضعیف می باشد، خدائے عزّ وجل در دل بعض بندگان خود القامی فرماید کہ ہمت بآنکار مصمم کنند تا برحسبِ مراد حق کہ در غیب الغیب بودہ است (و) اثرے و نشانے ازاں در خارج و در ملکوت محسوس نمی شد، بوثوقِ تمام متحقق گردد ایں کار از ہماں قبیل است، اگر اسباب ارضی ہمہ برخلاص جبّٰ مجتمع شود امیدِ قوی از سنت اللہ آنست کہ خلاص نشود اما تا وقتِ وجودِ مراد، پست و بلند بسیار پیش می آید غیر اطمینان و رفع خواطر و وسواس چارہ نیست مبالغہ دریں کار فائدہ نمی دہد کل شیٔ لوقتہٖ مرھونٌ۔ والسلام۔

(۳۸)

مکتوب سی و ہشتم

بجانب

نواب مجدالدولہ کشمیری

فرزندِ نبیل عزیز القدر مجدہ اللہ تعالیٰ محفوظ و محظوظ و بعین عنایت سرمدی ملحوظ باشند نامۂ گرامی بعد مدتے رسید آنچہ از مشرکِ معلوم و دخیل شدن او در کارہا ملالِ خاطر دارند۔

الحمد للہ خدائے عز و جل تدارکِ آن باحسن وجوہ کردہ است بالفعل اسم سلطنت برائے شخصے مقرر شد کہ با مشرکِ معلوم و با مسلط سابق کہ رواج لاف و گذاف مشرک بغیر رونقِ حالِ او نتواند بود، ہرگز در نیامیزد۔ نیرنگِ زماں یک چند ویرا بر می دارد و یک چند سر نگوں می افگند۔ و آنچہ از او منازعِ متولیہ امور و سخن شنیدن او از طائفہ کہ بغور مقدمات نمیرسند تشویشہا دارند

ایں تولی و ایں بردوبات ہم عارضی است مکرر مرقوم شدہ است کہ زمانہ بسیار پست و بلند، دارد۔ خاطر را چرا تشویش رمشوش، باید ساخت و آنچہ از انصراف قندہاریان برہم خوردن شکلے کہ بحضور ایشاں متصور بود برقم در آمد نمی توانم شمرد کہ چند بار نوشتہ ام

کہ قندہاریاں مسافرانند خاطر را بر بودنِ ایشاں مطمئن نباید ساخت
الحمد للہ کہ فقیر با احدے غبار ندارد باآں عزیز القدر کہ سالہا اخلاص
مصمم داشتہ اند چرا غبار دارد حرفِ پند برائے آن نوشتہ می شود
کہ علاجِ تشویشِ خاطر ایشاں گردد۔ زمانہ واہلِ زمانہ ہمیں مردم اند
اعتماد بر فضلِ کارساز بندہ نواز باید نمود و از ایشاں ملالے بر خاطر
نباید آورد و احوالِ خیریت مآل خود را ہرگونہ باشد مفصل باید نوشت
مطالعۂ آں سرگذشتہا ملال نمی آرد بلکہ عدمِ اطلاع بر احوالِ ایشاں
ملال می دہد و انتظار تلخ می آرد زیادہ چہ نویسد۔ والسّلام۔

(۳۹)

مکتوب سی و نہم

بطرف

نواب عبید اللہ خاں کشمیری

خدای عزّ و جل محفوظ و محظوظ و بعینِ عنایت ملحوظ داراد۔ رقیمہ سامیہ رسید و استفسار یکہ از اقامت در دیار حبشؔ کردہ بودند۔ معلوم شد، عزیز القدر! از غیب بر دل جمعے مکرر داعیۂ دعا باستیصال ہر دو فریق فرود می آید۔ زنہار درمیانِ ایشاں نباید بود۔ خیر شرط است، اگر دریں ایّام عزم حج کنند، از ہمہ بہتر۔ ہم در دُنیا و ہم در آخرت۔ اگر میسّر شود انتقال از دارالکفر خود ضرور است، اگر حج کنند انشاء اللہ تعالیٰ، بعد عود فائدہ ہا خواہند دید، این ایّام ہرج و مرج است، چرا در سال معطل در خوف و خطر باید بود۔ والسلام۔

(۴۰)

مکتوب چہل

بطرف

حافظ جار اللہ پنجابی

در ایامے کہ برائے حج بدیارِ عرب رفتہ بود

...... وقد وقعت بالدهلی داهیة عظیمة فهب الکفار من قوم جت - البلدة القدیمة من الدهلی وعجزت الدولة عن دفعهم فنهبت الاموال و انتهکت[1] حرقت البیوت و لکن الله تعالیٰ خلصنی مع جمیع اهلی ومالی وبیوتی من ایدیهم فلله الحمد کثیراً طیباً مبارکاً فیه وکذلک کتب اخینا حفظها الله مع کتبنا وکانت الواقعة فی اوائل رجب سنه ۱۱۶۱ه واستمرت الیٰ اواخر شعبان[2]۔

(۴۱)

مکتوب چہل ویکم

بنام

میاں نیاز گل خاں

خلاصۂ دودمانِ مروت میاں نیاز گل خاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ بعد سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔ رقائمِ آں عزیز القدر مکرر می رسد و از فحوای آنہا عافیت و خیریت معلوم می شود۔ خاطر ایں فقیر گل گل می شگفد۔ و حمد الٰہی بجا آوردہ می شود۔ در اکثر اوقات دل بہ جانب ایشان متوجہ می باشد و چشم دل بہ جانب جان و مال و آبروی ایشاں کشادہ می ماند۔ اُمید از فضلِ پروردگار آنست کہ بخیریت جان و مال و آبرو باکمال جمعیت و ترقی معاودت کنند۔ و بجانب نواب نجیب الدولہ نیز چشم دل وامی باشد ان شاء اللہ تعالیٰ ایشاں ہم باکمال عزت و آبرو باشند۔

(۴۲)

مکتوب چہل و دوم

بجانب

ملّا امان اللہ و ملّا شیر محمدؒ

فضائل دستگاہ ملّا امان اللہ و ملّا شیر محمد در حفظِ الٰہی بودہ بنعم دو جہانی مقرون باشند۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد از سلام محبت التیام مطالعہ نمایند۔

الحمد للہ تعالیٰ علی العافیہ والمسئول من فضلہ الکریم اَنْ یُعَافیکم۔

مدتی می گزرد کہ از احوال خیریت مآل ایشان ورقی نخواندہ ایم دل نگراں است و خاطر کشاں، چوں شاہ عازم ہندوستان شود کسی از آشنایانِ مخلصِ ایشاں دکہ، در لشکر باشد اورا تاکید کنند کہ فلانی در شہر است اگر ناگاہ فوج بہ شہر در آید در حفظ کسی و کوئ او (مقرر کردن) و نشاندن نسقچیان ہرچہ ممکن باشد بعمل آرد۔ و اگر طالب علمی را ہمراہ لشکر کنند تا آں مخلص .... را بر وقت بیاگاہاند باحتیاط نزدیک تر خواہد بود و اگر کتابت عزیزی کہ معتقد

شاه باشد در باب ایں جانب بنویسانند وہمراہ آں طالب علم کنند بہتر است اگرچہ ہمہ امور وابستہ تقدیر ازلی اند اما جمع توکل با سبب از سنن مرسلین است۔ خاطر در تفحص سببی کہ ایں چہار صفت بسر داشتہ باشد (متردد شد) سببی بہتر ازیں بخاطر صورت نہ بست کہ بآں فضائل مآب نوشتہ شود والحکم للہ۔

ترجمہ مکتوبات

(۱)

ترجمہ مکتوب اوّل

بجانب

بادشاہ و وزیر و اُمراء

بعد حمد و صلوٰۃ۔ یہ چند کلمات ہیں جن کی تحریر کا باعث بادشاہ اسلام، امراء اور جمہور مسلمین کی خیر خواہی ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے، "خیر خواہی دینؔ ہے"۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ اگر ان کلمات کے بموجب عمل کریں گے تو امورِ سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقاء اور عزّت کی بلندی ظہور پذیر ہو گی۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
اُنچہ اُستادِ ازل گفت بگو می گویم

(یعنی مجھ کو آئینے کے پیچھے طوطی کی مانند رکھا ہے، جو کچھ "اُستادِ ازل" نے کہا ہے وہی کہتا ہوں)

کلمۂ اوّل: اصل اصول جس پر حکومت کی بہتری اور ملّتِ بیضا کی رونق موقوف ہے یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے یہ بات لازم کرلیں کہ

جب فتحیابی نصیب ہو اور مخالف شکست یافتہ ہو تو سب سے پہلی چیز جس کے اجرار کا مضبوط ارادہ کریں، جاٹوں[۱] کے علاقے اور ان کے قلعوں کے فتح کرنے کی جد وجہد ہو۔ اس کام میں دینی و دنیاوی دونوں فائدے ہیں۔ منجملہ ان ضروری کاموں کے "بدمعاشوں کی" سرزنش کرنا بھی ہے، تاکہ کوئی زمیندار اس قسم کی شوخی اور بے باکی کا خیال بھی نہ لائے۔

کلمۂ دوئم: یہ کہ خالصہ[۲] کو کشادہ تر کرنا چاہیے، خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے، آگرہ، حصار اور دریائے گنگ، اور حدودِ سہرند تک سب کا سب علاقہ یا اس میں کا اکثر خالصہ ہو، کیونکہ امورِ سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلّت ہوا کرتی ہے۔

کلمۂ سوم: یہ کہ جاگیر[۳] عطا کرنا، بڑے بڑے امرار کے لیۓ مخصوص ہو چھوٹے چھوٹے منصب داروں[۴] کو نقد دینا چاہیے (جاگیر نہ دی جائے) جیسا کہ عہدِ شاہجہاں میں قاعدہ تھا۔ اس لئے کہ چھوٹے منصب دار جاگیروں پر قابو نہیں پاتے، اس لیے ٹھیکہ دینے کی احتیاج ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ اکثر اوقات مفلس رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کارہائے پادشاہی میں پوری طرح مشغول نہیں کر سکتے۔

کلمۂ چہارم: یہ کہ جو لوگ اس فتنہ میں غنیم کے ساتھی ہوئے ہیں ضروری ہے کہ ان کو جاگیر و منصب اور خدمت سے بے دخل کر دیں تاکہ ان کے لئے یہ چیز سزا کے قائم مقام ہو جائے، اور دوسرے لوگ اس قسم کے مواقع پر "حقِ نمک[۵]" کی ادائیگی کے راستے سے نہ بھٹکیں۔

کلمۂ پنجم: یہ کہ افواجِ بادشاہی کی ترتیب عمدہ طریقے پر کرنی چاہیے[۶]۔

اور یہ ترتیب تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱) وہ داروغہ مقرر کیے جائیں جو مندرجہ ذیل تین صفتوں سے متصف ہوں۔

الف۔ نجیب ہوں۔

ب۔ بہادر ہوں اور اپنے ساتھیوں پر شفیق ہوں۔

ج۔ تہہ دل سے بادشاہ کے خیر خواہ ہوں۔

(۲) جن لوگوں سے اس فتنہ میں بے غیرتی اور نمک حرامی سرزد ہوئی ہے ان کو معزول کر کے دوسروں کو داخل رسالہ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ ملازموں کی تنخواہیں بغیر تاخیر کے ان کو ملنی چاہئیں، اس لیے کہ تاخیر کی صورت میں وہ لوگ سودی قرض لینے پر مجبور رہتے ہیں اور ان کا اکثر مال ضایع ہو جاتا ہے۔

کلمۂ ششم: "خالصہ" سے ٹھیکہ دہندگی کی رسم موقوف کر دی جائے۔ دین دار۔ واقف کار امین ہر جگہ مقرر کر دیئے جائیں، ٹھیکہ دینے میں ملک خراب ہوتا ہے اور رعیت پائمال و بدحال ہو جاتی ہے۔

کلمۂ ہفتم: یہ کہ قاضی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو رشوت ستانی کی تہمت نہ لگائے گئے ہوں اور مذہب اہلِ سنت و جماعت رکھتے ہوں۔

کلمۂ ہشتم: ......

کلمۂ نہم: ائمہ مساجد کو اچھے طریقے پر تنخواہ دی جائے، نماز باجماعت کی حاضری کی تاکید اور ماہِ رمضان کی بے حرمتی کی ممانعت پورے طور پر کی جائے۔

کلمۂ دہم۔ یہ کہ بادشاہِ اسلام اور امرائے عظام ناجائز عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں، گزشتہ گناہوں سے سچّے دل سے توبہ کریں، اور آئندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ بالفعل اگر ان دس کلمات پر عمل کریں گے، مجھے اُمّید ہے کہ بقائے سلطنت، تائیدِ غیبی اور نُصرتِ الٰہی میّسر ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔ یعنی مجھے توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوگی اور اُسی کی ذات پر میرا توکل ہے۔ اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

(۲)

ترجمہ مکتوب دوم

بعض بادشاہوں کے نام[۱]

بعد حمد و صلوٰۃ کے ــــ یہ چند کلمات ہیں جن کے لکھے جانے کا باعث اسلامی حمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو گوشِ مبارک تک پہنچاوے۔

بادشاہانِ اسلام کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست نعمت ہے۔ ..... جاننا چاہیے کہ ملک ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ قدیم اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جد و جہد کے بعد کئی دفعہ میں جاکر اس ولایت کو فتح کیا ہے، علاوہ دہلی کے جو صاحبِ اقتدار بادشاہوں کا مستقر رہی ہے، ہر علاقے میں علیحدہ علیحدہ فرمانروا تھے، مثلاً گجرات، احمد آباد کا علاقہ ایک علیحدہ حکمراں سے تعلق رکھتا تھا۔ ٹھٹہ کا دوسرا بادشاہ تھا، بنگالہ ایک اور حاکم کے زیرِ حکومت تھا، اودھ جدا ایک شخص کے زیرِ اقتدار تھا، جس کو سلطان الشرق یعنی پورب کا بادشاہ کہتے تھے۔ ملکِ دکھن پانچ حسبِ ذیل سلطنوں کا مجموعہ تھا۔

(۱) برہان پور

(۲) برار

(۳) اورنگ آباد

(۴) حیدرآباد

(۵) بیجاپور

ان پانچوں سلطنتوں میں سے ہر سلطنت کا ایک جداگانہ مستقل بادشاہ تھا۔

مالوہ کا بھی حکمراں علیحدہ تھا، اور ان تمام مذکورہ علاقہ جات میں سے ہر ایک علاقے کا بادشاہ مستقل طور پر صاحبِ فوج اور صاحبِ خزانہ ہوتا تھا۔

ہر ایک بادشاہ نے اپنی اپنی مملکت میں مسجدیں تعمیر کرائیں مدرسے قائم کیے، عرب و عجم کے مسلمان اپنے اپنے وطنوں سے منتقل ہوکر ان علاقوں میں آگئے اور یہاں اسلام کی ترویج و اشاعت کا باعث بنے، اس وقت تک اُن لوگوں کی اولاد اسلام کے طور و طریقہ پر قایم ہے، ایک اور ملک بھی ہے جو کبھی کسی بادشاہِ اسلام کے قبضہ میں نہیں آیا اور وہ اپنے خالص غیر مسلمانہ طریقہ پر باقی رہا، اتنا ضرور ہوا کہ بادشاہ ان راجاؤں سے جو اُن کے حدود میں تھے خراج لیا کرتے تھے۔ یہ ملک جس کا تذکرہ ہو رہا ہے راجپوتانہ کا ملک ہے، اس ملک کا طول حدودِ ٹھٹہ سے لے کر حدودِ بنگالہ و بہار تک چالیس منزل ہے اور عرضِ دہلی و آگرہ سے لے کر گجرات و اجین کی حد تک بیس منزل ہے، یہی وہ باوسعت ملک ہے جو کبھی ملوکِ اسلامیہ کی نشستگاہ نہیں بنا۔ قصہ مختصر۔ پادشاہانِ مغلیہ نے رفتہ رفتہ اتنا کرلیا کہ اپنی طرف سے ان کو ریاست پر متعین کرتے تھے اور

انھوں نے راجپوتوں سے معاہدہ کر لیا اور اس گروہ کو اپنا ماتحت قرار دے کر اُن کی مخالفت سے مامون و محفوظ ہو گئے اور جنگ سے دست کشی اختیار کر لی، واقفان فن تاریخ تفصیلی طور پر، ان واقعات کو بیان کریں گے[۲ الف ب]

غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے کہ...... اُن کا ایک سردار ہے، اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطرافِ دکن میں سر اُٹھایا ہے، اور تمام ملک ہندوستان پر اثر انداز ہے۔ شاہانِ مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں نے عدم دور اندیشی، غفلت اور اختلافِ فکر کی بنا پر ملکِ گجرات[۳] مرہٹوں کو دے دیا پھر اسی سست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملک مالوہ بھی اُن کے سپرد[۴] کر دیا اور اُن کو وہاں کا صوبہ دار بنا دیا۔ رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور اکثر بلادِ اسلام ان کے قبضہ[۵] میں آگئے۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں سے باج لینا شروع کر دیا اور اس کا نام چوتھ[۶] (یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ) رکھا۔

دہلی اور نواحِ دہلی میں مرہٹوں کا تسلط اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ دہلی کے روٴسا پادشاہانِ قدیم کی اور یہاں کے وزراء اور امراء، امرائے قدیم کی اولاد ہیں، ناچار مرہٹوں نے اُن لوگوں سے یک گونہ مروت کا معاملہ رکھتے ہوئے عہد و پیمان کر لیا اور رواداری کا سلسلہ جاری کر کے طرح طرح کی چاپلوسی سے دہلی والوں کو اپنی طرف سے امن و امان دے کر چھوڑ دیا۔ دکھن پر بھی مرہٹوں کا قبضہ اس بنا پر نہ ہو سکا کہ نظام الملک مرحوم کی اولاد نے بڑی بڑی تدبیریں کیں کبھی مرہٹوں کے درمیان میں پھوٹ ڈلوا دی، کبھی انگریزوں کو اپنا رفیق بنا لیا۔ اور برہان پور، اورنگ آباد

بیجاپور جیسے بڑے بڑے شہروں پر اولاد نظام الملک قابض رہی، البتہ اطراف و نواحی کو مرہٹوں کے لیے چھوڑ دیا۔ المختصر سوائے دہلی و دکن کے خالص طور پر مرہٹوں کا تسلط ہے۔ قومِ مرہٹہ کا شکست دینا آسان کام ہے، بشرطیکہ غازیانِ اسلام کمرِ ہمت باندھ لیں، حقیقت یہ ہے کہ قومِ مرہٹہ خود قلیل ہیں، لیکن ایک گروہ کثیر ان کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے، اس لیے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہو، دلاوری اور سامانِ حرب کی بہتات اُن کے یہاں نہیں ہے۔

الغرض قومِ مرہٹہ کا فتنہ ہندوستان کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے حق تعالیٰ بھلا کرے اُس شخص کا جو اس فتنے کو دبائے۔

غیر مسلموں کی ایک قوم جاٹ ہے جس کی بود و باش دہلی و آگرہ کے درمیان ہے، یہ دونوں شہر بادشاہوں کے لیے دو حویلیوں کی مانند رہے ہیں۔ مغل بادشاہ کبھی آگرہ میں رہتے تھے تاکہ ان کا دبدبہ اور رعب راجپوتانہ تک پڑے اور کبھی دہلی میں فروکش ہوتے تھے تاکہ اُن کی شوکت و ہیبت سہرند اور نواحی سہرند تک اثر ڈالے۔

دہلی و آگرہ کے درمیان کے مواضعات میں قومِ جاٹ کاشتکاری کرتے تھے۔ زمانۂ شاہجہاں میں اس قوم کو حکم تھا کہ گھوڑوں پر سوار نہوں، بندوق اپنے پاس نہ رکھیں اور اپنے لیے گڑھی نہ بنائیں، بعد کے بادشاہوں نے رفتہ رفتہ اُن کے حالات سے غفلت اختیار کر لی اور اس

قوم نے فرصت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے تعمیر کر لیے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر بٹ ماری کا طریقہ شروع کر دیا۔ اورنگ زیب اس وقت دکھن میں قلعہ بیجاپور و حیدرآباد کے فتح کرنے میں مشغول تھا۔ دکھن ہی سے ایک فوج جاٹوں کی تادیب کے لیے اس نے روانہ کی، اور اپنے پوتے کو فوج کا سردار مقرر کیا، رئیسانِ راجپوتانہ نے اُس شہزادے سے مخالفت کر لی۔ لشکر میں اختلاف واقع ہوا، جاٹوں کی تھوڑی سی عاجزی پر اکتفا کر کے فوج پادشاہی واپس ہو گئی۔

محمد فرخ سیر کے زمانہ میں اس جماعت کی شورش پھر جوش میں آئی قطب الملک وزیر نے زبردست فوجیں ان کی طرف بھیجیں۔ چورامن جو اس قوم کا سردار تھا بعد جنگ، صلح پر راضی ہو گیا، اس کو بادشاہ کے سامنے لائے اور تقصیرات کی معافی دلوائی، یہ کام بھی خلافِ مصلحت عمل میں آیا۔

پھر عہدِ محمد شاہ میں اس قوم کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی، اور چورامن کا چچا زاد بھائی سورج مل اس جماعت کا سردار ہو گیا اور فساد کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ شہرِ بیانہ جو کہ اسلام کا قدیم شہر تھا اور جہاں پر علماء و مشائخ سات سو سال سے اقامت پذیر تھے اس شہر پر قہراً و جبراً قبضہ کر کے مسلمانوں کو ذلت و خواری کے ساتھ وہاں سے نکال دیا، اس کے بعد سے سرکشی برابر بڑھتی رہی، بادشاہوں اور امیروں کے اختلاف و غفلت کی بنا پر کوئی بھی اس جانب متوجہ نہ ہوا۔ اگر بالفرض ایک امیر اس کی تنبیہ کا قصد کرے تو سورج مل کے کارکن دوسرے امراء کی جانب رجوع کرتے ہیں اور اس طرح پادشاہ کے مشورے کو پلٹ دیتے ہیں، پسر

محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ ایرانی نے خروج کیا اور سورج مل سے سازش کر کے پُرانی دہلی پر حملہ کر دیا اور تمام باشندگان شہر کہنہ کو لوٹ لیا۔ پسر محمد شاہ نئے شہر میں دروازے بند کر کے چھپ کر بیٹھ گئے، اور مرہٹوں نے توپوں کے ذریعہ جنگ کی۔ محض خدا کے فضل سے صفدر جنگ اور سورج مل دو تین ماہ کے بعد ناکامیاب واپس ہوئے اور صلح و موافقت کی داغ بیل ڈالی، چونکہ بادشاہ کے آدمی جنگ سے تھک چکے تھے، اس لیے انھوں نے صلح کو غنیمت شمار کیا، اس کے بعد سے سورج مل کی شوکت ترقی پا گئی۔ دہلی سے دو کوس کے فاصلے سے لے کر آگرہ کے آخر تک طول میں اور میوات کے حدود سے فیروز آباد و شکوہ آباد تک عرض میں سورج مل قابض ہو گیا، کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان و نماز جاری کر سکے۔

ایک سال ہوا کہ قلعہ الور جو کہ تمام میوات کی خبر گیری کے لیے ایک جائے بلند تھی، سورج مل اس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا، ارکانِ سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔

ہندوستان کے محصولات سات آٹھ کرور سے کم نہیں ہیں بشرطیکہ غلبہ و شوکت موجود ہو، ورنہ ایک کوڑی بھی ملنی مشکل ہے۔ جیسا کہ اس وقت دیکھا جا رہا ہے، جس علاقہ پر جاٹ قابض ہیں وہ ایک کرور روپیہ محصول کی جگہ ہے۔ راجپوتانہ کا علاقہ اپنی وسعت کے باعث دو کرور روپے سے کم آمدنی کا نہیں ہے۔ بشرطیکہ ہر راجہ پر خراج مقرر کیا جائے۔ عہدِ محمد شاہ میں بنگالہ سے ہر سال ایک کرور کی آمدنی تھی اور وہاں کا صوبہ دار ہمیشہ بلا توقف بھیجتا رہتا تھا۔ اس رقم کی ادائیگی کے باوجود صوبہ دار بنگالہ

ہندوستان کے امرا میں انتہائی مالدار امیر تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی کہ بنگالہ میں بے اطمینانی ہے اور وہاں ایک بیوقوف ناواقف کار نوجوان یعنی ناظم قدیم کا پوتا مسلّط ہے، پھر بھی وہ نوجوان خزائن بے شمار کا مالک ہے۔ سعادت خاں ایرانی اور اس کے بعد اس کا داماد صفدر جنگ صوبہ اودھ پر قابض تھے، دو کرور اس صوبہ سے وصول کرتے تھے۔ ایک کرور خرچ کرتے تھے، اور ایک کرور جمع کرتے تھے، اسی مالداری نے صفدر جنگ کے اندر بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا۔ جاٹ کی شوکت کو درہم برہم کرنا بھی تدبیر کے نزدیک آسان کام ہے، انھوں نے جو علاقے اپنے قبضے میں کر لیے ہیں وہ ان کے نہیں ہیں بلکہ غصب کیے ہوئے ہیں، ان مواضع کے مالک ابھی تک زندہ وموجود ہیں، اگر کوئی صاحبِ شوکت وعدالت پادشاہ مہربانی کا ہاتھ ان مالکوں کے سر پر رکھے تو وہ لوگ سورج مل کے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہندوستان کے غیر مسلموں کا حال تھا۔ رہا مسلمانوں کا حال وہ یہ ہے کہ نوکرانِ بادشاہ جو کہ ایک لاکھ سے زائد تھے، ان میں پیادہ وسوار بھی تھے، اہلِ نقدی وجاگیردار بھی تھے، بادشاہوں کی غفلت سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جاگیردار اپنی جاگیروں پر عمل ودخل نہیں پاتے، کوئی غور نہیں کرتا کہ اس کا باعث بے عملی ہے، جب خزانۂ پادشاہ نہیں رہا، نقدی بھی موقوف ہوگئی، آخر کار سب ملازمین تتر بتر ہوگئے، اور کاسۂ گدائی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سلطنت کا بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ جب ملازمین بادشاہ کا یہ بُرا حال ہے تو تمام دیگر اشخاص کے حال کو جو کہ وظیفہ خوار یا سوداگر یا اہلِ صنعت ہیں

انھیں پر قیاس کر لینا چاہیے کہ کس حد تک خراب ہو گیا ہوگا، طرح طرح کے ظلم اور بیروزگاری میں یہ لوگ گرفتار ہیں، علاوہ اس تنگی اور مفلسی کے جب سورج مل کی قوم نے اور صفدر جنگ نے مل کر دہلی کے پرانے شہر پر دھاوا بولا، یہ غریب سب کے سب بے خانماں، پریشان اور بے مایہ ہو گئے —— پھر متواتر آسمان سے قحط نازل ہوا۔ غرضیکہ جماعتِ مسلمین قابلِ رحم ہے، اس وقت جو عمل و دخل سرکار پادشاہی میں باقی ہے وہ ہنود کے ہاتھ میں ہے، کیونکہ متصدی اور کارکن سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہمہ قسم کی دولت و ثروت ان کے گھروں میں جمع ہے، افلاس و مصیبت کا بادل مسلمانوں پر چھا رہا ہے —— بات طویل ہو گئی اور اختصار کے حدود سے باہر نکل گئی —— حاصلِ کلام یہ ہے کہ ملک ہندوستان میں غیر مسلموں کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معرض بیان میں آئی۔ اور مسلمانوں کا ضعف اس حد تک پہنچ گیا ہے جو لکھا گیا اس زمانہ میں ایسا پادشاہ جو صاحبِ اقتدار و شوکت ہو، اور لشکرِ مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دُور اندیش اور جنگ آزما ہو، سوائے آنجناب کے کوئی اور موجود نہیں ہے، یقینی طور پر جنابِ عالی پر فرضِ عین ہے۔ ہندوستان کا قصد کرنا، اور مرہٹوں کا تسلّط توڑنا اور ضعفائے مسلمین کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرنا۔ اگر غلبۂ کفر معاذ اللہ، اِسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور تھوڑا زمانہ نہ گذرے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائے گی کہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ ہو سکے گی، یہ بھی ایک بلائے عظیم ہے، اس بلائے عظیم کے دفع کرنے کی قدرت بفضلِ خداوندی جناب کے علاوہ

کسی کو میسر نہیں ہے۔

ہم بندگانِ الٰہی، حضرتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع گردانتے ہیں اور خدائے عزّ وجل کے نام پر التماس کرتے ہیں کہ ہمّتِ مبارک کو اس جانب متوجہ فرماکر مخالفین سے مقابلہ کریں، تاکہ خدائے تعالیٰ کے یہاں بڑا ثواب جناب کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے، اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی فہرست میں نام درج ہو جائے، دنیا میں بے حساب غنیمتیں ملیں اور مسلمان دستِ کفار سے خلاصی پا جائیں۔ خدا سے پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو —— کہ وہ مسلمانوں کو زیر و زبر کرگیا، اور مرہٹہ وجٹ کو سالم و غانم چھوڑ کر چلتا بنا۔ نادر شاہ کے بعد سے مخالفین قوت پکڑ گئے اور لشکرِ اسلام کا شیرازہ بکھر گیا، اور سلطنتِ دہلی بچّوں کا کھیل[۲۱] بن گئی۔ پناہ بخدا اگر قومِ کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان ضعیف ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا۔

خدائے تعالیٰ مجاہدین کی صفت میں فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیۃ۔ یعنی وہ غیروں پر سخت دل ہیں اور اپنوں پر مہربان ہیں[۲۲]۔

اُس جماعت کے وصف میں جو مرتدوں سے مقابلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا[۲۳]:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ الخ

(یعنی خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں خدائے تعالیٰ کو۔ وہ مسلمانوں کے سامنے تواضع سے پیش آتے ہیں، اور غیروں پر سخت ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ فتح اسلام اس جماعت کو نصیب ہوتی ہے، جس کی یہ شان ہو کہ اگر کسی جگہ مسلمان ہوں ان کو وہ اپنے بیٹوں اور سگے بھائیوں کی طرح رکھے اور مخالف کے مقابلہ میں وہ شیر نر کی مانند ہو۔

پس واجب ہے کہ ان مجاہدات میں تقویتِ اسلام کی نیت کر لی جائے، جب افواجِ قاہرہ ایسے مقام پر پہنچیں جہاں پر مسلمان اور غیر مسلمان دونوں رہتے ہوں، چاہیے کہ منتظمین خاص طور پر ایسے مقام پر متعین ہوں اور ان کو تاکید کی جائے کہ جو ضعیف مسلمان قریوں میں ساکن ہیں ان کو قصبوں اور شہروں میں لے آئیں پھر کچھ منتظمین قصبوں اور شہروں پر مقرر کیے جائیں، جو اس بات کی کڑی نگرانی کریں کہ کسی مسلمان کا مال نہ لوٹا جائے اور کسی مسلمان کی عزت میں فرق نہ آنے پائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا زوال قتلِ مسلم کے مقابلے میں ہیچ ہے۔" حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ جب حدیبیہ تشریف لے گئے، اور کفارِ قریش مکہ کے داخلہ سے مانع آئے آخر الامر کفارِ مکہ سے صلح ہوئی۔ اگرچہ بعض بڑے صحابہ میں سے ایسے تھے جن کی حمیتِ دینی جوش میں آئی اور اس صلح پر راضی نہیں ہوتے تھے، لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول پر التفات نہیں فرمایا، اور صلح کرلی۔ جب اس سفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو سورۂ انا فتحنا نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں صلح کی حکمت اور تاخیر فتح کی وجہ ظاہر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ ۔۔۔ تا عَذَابًا اَلِيْمًا

(اگر نہ ہوتے (مکہ میں) کئی مرد ایمان والے اور کئی عورتیں ایمان والیاں جن کو تم نہیں جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ان کو پیس ڈالو گے، پس اس کے نتیجہ میں تم کو گناہ ہوتا بغیر دانست کے (تو تصدیق خواب بالفعل ہو جاتی اور جلد فتح میسر ہوتی) (خدا نے فتح کو موخر کیا) تاکہ داخل کر دے جس کو چاہے اپنی رحمت کے سایہ میں۔ اگر ہر دو فریق ایکدوسرے سے جدا ہو جاتے تو ہم منکروں پر (فی الفور) آفت ڈال دیتے۔)

یعنی چونکہ مسلمانوں کو مضرت پہنچ جانے کا اندیشہ تھا، حکمتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ اس مقصد کو مہلت کے ساتھ انجام دیا جائے تاکہ منکرین کسی نہ کسی طرح قبولِ اسلام کر لیں اور مسلمان مجاہدین کے غلبہ سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے دو سال بعد مکہ فتح ہوا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار اشخاص کے ساتھ مکہ کے قریب پہنچے، اور اہلِ مکہ بہر طور داخلِ اسلام ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

اس واقعہ صلحِ حدیبیہ و فتح مکہ میں پادشاہانِ دُور اندیش کو حکمت کی عجیب و غریب تعلیم دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم کے اختلاط کے مقام پر حلم کا معاملہ کرنا چاہیے، پہلے مخالفینِ اسلام کو جو مسلمانوں پر تسلط جمائے ہوئے ہوں متفرق کریں، بعد ازاں مسلمان خود بخود پادشاہِ عادل و دور اندیش کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں گے۔

ترجمہ شعر عربی

(اللہ کی کتنی پوشیدہ مہربانیاں ہیں، جن کی پوشیدگی سے ایک ذکی و فہیم بھی بے خبر ہے)

جیسا کہ دوائے تلخ ہر چند فائدہ مند ہو لیکن مریض کی طبیعت اس کی

طرف رغبت نہیں کرتی۔ طبیبِ حاذق، اس کڑوی دوا کو شہد کے ساتھ ملاتا ہے، اسی طرح پادشاہانِ عادل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف جس جگہ متوجہ ہوتے ہیں اور وہاں پر جو مسلمان متفرق طور پر ہوتے ہیں اور اپنی جان و آبرو کا خوف کرتے ہیں اور اپنی طبیعت سے اس گیر و دار کو نہیں چاہتے، وہاں پہ فقیروں، غریبوں، اور ساداتِ علمار کو اپنے الطاف خسروانہ اور انعام پادشاہانہ سے اور طرح طرح کے دلاسوں اور تسلیوں سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ ان کی مہربانی کا شہرہ دور و نزدیک شہروں تک پہنچ جائے اور سب کے سب ہاتھ اُٹھا اٹھا کر پادشاہِ عادل کی فتح و نصرت کی دعائیں کریں اور خدائے عز و جل سے شب و روز یہی درخواست کریں کہ اللہ یہ رحمت کی نشانی پادشاہِ عادل ہمارے شہر میں فروکش ہو۔

سب سے پہلے اہم اس کے بعد بالترتیب اس کے نیچے درجے کے اہم امور انجام دیئے جائیں، جس جگہ کسی مسلمان کی شکست کا احتمال ہو وہاں توقف کرنا چاہیے۔ جماعتِ منکرین کے گرداگرد جہاد مقدم رکھنا چاہیے تاکہ بغیر احتمال قتلِ مسلم مدعا حاصل ہو جائے۔ آخر کلام میں خاتم الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پادشاہانِ اسلام کے حق میں اور خلفائے راشدین کی نصیحتیں حفظ آدابِ بادشاہی کے باب میں لکھی جاتی ہیں۔

ترجمہ وصایا و نصائح

ارشاداتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔

بخاری نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت لکھی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، ہر وہ شخص جو خلیفہ بنایا جاتا ہے اس کے دو دلی دوست (باطنی قوتیں) ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے اس کو خیر و نیکی کی تلقین کرتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے، دوسرا اس کو شر کا حکم کرتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے اور محفوظ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

وصیتِ صدّیقِ اکبرؓ

امام ابو یوسفؒ نے ابنِ سابط سے روایت کی ہے کہ جبکہ حضرت ابو بکر صدّیق کی وفات کا وقت قریب آیا، انھوں نے حضرت عمر فاروق کو بلایا، پھر ان سے فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اگر تم اس کو یاد رکھوگے تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں محبوب نہیں ہوگی، اور اگر اس وصیت کو تم نے بھلا دیا، تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہارے نزدیک مبغوض و مکروہ نہیں ہوگی اور تم موت کے پنجے سے نکل نہیں سکتے۔ وہ وصیت یہ ہے:۔

"اللہ تعالیٰ کا تم پر رات میں ایک حق ہے کہ وہ اس کو دن میں قبول نہیں کرے گا، اور ایک دن میں حق ہے جس کو رات کو قبول نہیں کرنے کا (یعنی ہر حق کو ادا کرنے کے لیے ایک وقت مقرر ہے) اللہ تعالیٰ نفل اُس وقت تک قبول نہ فرمائے گا جب تک فرض کی ادائیگی نہ ہوگی۔ جن لوگوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی اور باطل کی پیروی کو معمولی چیز تصور کیا اس کی پاداش میں ان کی میزان ہلکی ہو جائے گی، اور میزانِ قیامت کا معاملہ یوں ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی صورت میں ہلکی پڑتی ہے جبکہ اس میں باطل دھرا ہو۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں

حق کا اتباع کیا ہوگا اور اس کو اہم تصور کیا ہوگا ان کی میزان قیامت میں بھاری ہوگی، اور میزان میں جب حق ہوگا اس کا پلہ بھاری ہی ہوگا"
پس اگر تم نے میری اس وصیت کو یاد کر لیا تو کوئی غائب شے موت کے مقابلہ میں محبوب نہیں ہونے کی، اور موت کا آنا یقینی ہے، اور اگر اس وصیت کو ضایع کر دیا (بھول گئے) تو کوئی غائب شے موت سے زیادہ مبغوض نہیں ہوگی۔ اور تم موت کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے (وہ تم پر غالب آکر رہے گی)

وصیّتِ فاروقِ اعظمؓ

امام ابو یوسفؒ نے زبیدؒ سے روایت کی ہے کہ جبکہ حضرت عمرؓ نے وصیّت کی تو فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی، اور وصیت کرتا ہوں مہاجرین اولین کے بارے میں کہ ان کا حق پہچانا جائے اور ان کی کرامت و عظمت ملحوظ رکھی جائے اور وصیت کرتا ہوں انصار کے بارے میں، وہ انصار جنہوں نے دار و ایمان میں ٹھکانہ پکڑا، ان کی خوبیوں کو قبول کرتے ہوئے ان کی لغزشوں سے درگذر کی جائے، اور اولاد انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ وہ اسلام کی جڑ اور عدو کے غصّے کا سبب ہیں کہ ان سے ان کی رضا مندی کے بغیر ان کا زائد مال وصول نہ کیا جائے، اور اعراب کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں، وہ اعراب جو اصل عرب ہیں، اور اسلام کے لئے مرکزِ طاقت ہیں کہ خلیفہ ان کے اموال کو لے کر ان کے فقراء پر تقسیم کر دے۔ اور میں اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی پاسداری کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے عہد کو پورا کیا جائے اور ان کی

حفاظت کے لئے مقاتلہ کیا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ حکم نہ دیا جائے۔

وصیتِ حضرتِ عثمانؓ

امام ابو یوسفؒ نے حضرت عثمانؓ ابن عفان کے آزاد شدہ غلام حضرت ہانیؒ کی روایت نقل کی ہے کہ ہانی نے کہا کہ جب کبھی حضرت عثمانؓ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو زار زار روتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی تھی، ان سے کہا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اس پر تو روتے نہیں، قبر پر کیوں رویا کرتے ہیں، اس کے جواب میں عثمانؓ نے فرمایا، کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے، پس جو اس منزل سے نجات پا گیا سمجھ لو کہ اس کے بعد معاملہ آسان ہے اور اگر یہاں سے نجات نہیں ملی تو اس کے بعد کی منزل اس سے زائد سخت ہے۔

وصیّتِ حضرت علیؓ

امام ابو یوسفؒ نے عطار ابن ابی ریاح سے نقل کیا ہے کہ عطار نے کہا، حضرت علیؓ جب کوئی لشکر روانہ کرتے تو اس لشکر کے ایک شخص کو امیر بناتے پھر اس سے یہ وصیت کرتے تھے کہ میں تجھے اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس کی ملاقات یقینی ہے، اور اس کے علاوہ تیرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے، میں تجھ کو جس کام کے لئے روانہ کر رہا ہوں تیرے اوپر اس کی انجام دہی ضروری ہے اور تیرے اوپر ایسے امور کی پابندی لازم ہے جو باعثِ قربِ خداوندی ہوں۔ اس لیے کہ خدا کے یہاں دنیا کے ہر کام کا بدلہ ہے۔

یہ کچھ چیزیں بطریقِ استعجال تحریر ہوئی ہیں اگر ان کلمات کی جانب آنجناب کی توجہ محسوس ہوئی تو بعض مطالب تفصیلاً پہنچیں گے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ آخراً وظاهراً وَبَاطِناً

(۳)

ترجمہ مکتوب سوم

بجانب

نواب زینت المحل والدہ شاہ عالم عالی گہر

اللہ تعالیٰ مرادوں پر فائز فرمائے اور آپ جیسے برگزیدہ افراد کے مطالب و مقاصد کو پورا فرما کر طرح طرح کے برکات کا دروازہ کھول دے۔

آپ کا خط اچھے وقت میں صادر ہوا۔ حق بات یہ ہے کہ آپ کے خاندان پر جو ظلم ہوا ہے اس کے شرارے ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچے ہیں۔ امید قوی یہ ہے کہ عدلِ الٰہی:

مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا
فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا

(اور جو کوئی ظلم کے ساتھ ناحق قتل کر دیا جائے پس ہم نے اس کے وارث کو (قصاص یا دیت کا) تسلط دیا ہے، پس چاہیے کہ وہ وارث قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے)

فقیر دعاؤں میں مشغول ہے اور قبولیت کا منتظر ہے۔ سروشِ غیب نے حصولِ مراد کا افادہ فرمایا ہے۔ بلکہ وہ تدبیر بھی گوشِ ہوش میں

ڈال دی ہے جو صاحب معاملہ کو تین چار سال کی مدت میں کرنا چاہیے۔
اور وہ تدبیر بھی جو سات سال کے بعد کرنا چاہیے۔
انشاء اللہ ان تدبیروں کو بر وقت لکھا جائے گا۔ اس وقت اسی زمین میں رہنا مناسب ہے جہاں اس وقت ہیں۔ آیۃ رفیع الدرجات ذوالعرش تا قہار بعد نماز فرض گیارہ گیارہ بار پڑھنا اس بارے میں نافع ہوگا۔

(۴)

ترجمہ مکتوب چہارم

بجانب

نجیب الدولہ

خدائے عزّ و جل امیر المجاہدین کو نصرت ظاہر اور تائید واضح کے ساتھ مشرف کرے اور اس عمل کو قبولیت کے درجہ میں پہنچا کر بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں اس پر مرتب کرے۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ، کی جانب سے بعد سلام محبت مشام کے واضح ہو کہ نصرت مسلمین کے لیے یہاں دعا کی جارہی ہے اور سروشِ غیبی سے آثار قبول محسوس ہوتے ہیں۔ امید یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر طریقہ "جد و جہد" کو زندہ کرکے اس کے برکات اس دنیا میں اور آخرت میں عطا فرمائے گا

اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ

(۵)

ترجمہ مکتوب پنجم

بجانب

نجیبُ الدولہ

خدائے عزّ وجل اس امیر الغزاۃ، رئیس المجاہدین کو فتوحاتِ تازہ اور بزرگیٔ بے اندازہ سے معزز و ممتاز فرما کر مسلمانوں پر برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دے ___ اپنے کمالِ کرم سے ___ اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔ اکثر خاص اوقات میں دعائے خیر کا وظیفہ ادا کیا جاتا ہے، اور بعض اوقات غلبۂ اسلام کی خوش خبری ہوش کے کان میں پہنچتی ہے اگرچہ یہ حقیقت بعد انتظار اور پس از کوشش حاصل ہوگی، لیکن مایوس نہ ہونا چاہیے۔ ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ والسلام۔

(۶)

ترجمہ مکتوب ششم

بطرف

نجیبُ الدولہ

خدائے عزوجل امیر الغزاۃ، رئیس المجاہدین کو محفوظ اور بنظرِ عنایت ملحوظ رکھے۔ بعد سلام کے واضح ہو کہ خط مبارک پہنچا، ذاتِ گرامی کی صحت وسلامتی معلوم کر کے شکرِ الٰہی بجالایا۔ "پردہ غیب" میں مرہٹہ اور جٹ کا استیصال مقرر ہوگیا ہے، بس وقت پر موقوف ہے جونہی کہ اللہ کے بندے کمرِ ہمّت باندھیں گے طلسمِ باطل ٹوٹ جائے گا۔

ایک بات اور کہنی ہے وہ یہ کہ جب افواجِ شاہیہ کا گذر دہلی میں واقع ہو تو اس وقت اہتمامِ کلّی کرنا چاہیے کہ دہلی سابق کی طرح ظلم سے پامال نہ ہو جائے، دہلی والے کئی مرتبہ اپنے مالوں کی لوٹ اور اپنی عزّت کی توہین اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں، اسی وجہ سے کارہائے مطلوبہ کے حصول میں تاخیر ہو رہی ہے۔

آخر مظلوموں کی آہ بھی تو اثر رکھتی ہے ــ اگر اس بار آپ چاہتے ہیں کہ کار بستہ جاری ہو جائے تو پوری پوری تاکید کرنی چاہیے کہ کوئی فوجی دہلی کے مسلمانوں اور غیر مسلموں سے جو ذمی کی حیثیت رکھتے ہیں، ہرگز تعارض نہ کرے۔ والسّلام۔

(۷)

ترجمہ مکتوب ہفتم

بطرف

نجیب الدولہ

خدائے تعالیٰ اُس منبع الحسنات، امیر المجاہدین، رئیس الغزاۃ کو فتوحِ تازہ اور برکاتِ بے اندازہ سے مشرف و ممتاز کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی طرف سے التماس یہ ہے کہ اکثر اوقات مجیب الدعوات کی درگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ مخالفین اسلام کے فرقوں کو "شکست خوردہ" کردے۔ فضلِ باری سے امید یہ ہے کہ یہ بات عنقریب وجود میں آئیگی، ہندوستان میں تین فرقے شدّت و صلابت کی صفت سے موصوف ہیں، جب تک ان تینوں کا استیصال نہ ہوگا، نہ کوئی بادشاہ مطمئن ہو کر بیٹھے گا، نہ امراء چین سے بیٹھیں گے۔ اور نہ رعیت خاطر جمعی سے زندگی بسر کرسکے گی۔

دینی و دنیاوی مصلحت اسی میں ہے کہ مرہٹوں سے جنگ جیتنے کے بعد فوراً قلعجاتِ جٹ کی جانب متوجہ ہو جائیں اور اس مہم کو بھی برکاتِ غیبیہ کی مدد سے آسانی کے ساتھ سر کرلیں۔ اس کے بعد نوبت سکھ کی ہے۔ اس جماعت کو بھی شکست دینی چاہیے، اور رحمتِ الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانِ ہندوستان نے خواہ وہ دہلی کے ہوں،

خواہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ کے ـــــ کئی صدمات دیکھے ہیں، اور چند بار لوٹ مار کا شکار ہوئے ہیں۔ "چاقو ہڈی تک پہنچ گیا ہے" رحم کا مقام ہے، خدا کا اور اس کے رسول کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی مسلمان کے مال کے درپے نہ ہوں، اگر اس بات کا خیال رکھا، تو امید یہ ہے کہ فتوحات کے دروازے پے درپے کھلتے چلے جائیں گے اگر اس امر سے تغافل برتا گیا تو میں ڈرتا ہوں کہ "آہِ مظلوماں" سدِّ راہ مقصود نہ بن جائے۔

(۸)

ترجمہ مکتوب ہشتم

بطرف

نجیب الدولہ بہادر

خدائے عزّ و جل آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ امیر الامرار بہادر کو فتوحاتِ تازہ اور ترقیاتِ بے اندازہ سے مشرف و ممتاز کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی جانب سے بعد سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ فقیر زادہ نے آنجناب کا ایک زبانی پیغام نواحی دہلی پر جاٹوں کے غلبہ اور ان کی سرکشی کی بابت مجھ کو سُنایا اور اس بارے میں مفصل جواب کی درخواست کی۔ بنا ر بریں یہ کلمات لکھے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے عالم رؤیا میں قوم جاٹ کا استیصال اسی قسم کا دیکھا ہے جس طرح قوم مرہٹہ کا استیصال ہوا ہے اور یہ بھی خواب میں دیکھا ہے کہ مسلمان جاٹوں کے دیہات اور قلعہ جات پر مسلّط ہو گئے ہیں اور وہ دیہات و قلعے مسلمانوں کی جائے بود و باش بن گئے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ روہیلے جاٹوں کے قلعوں میں اقامت گزیں ہوں گے یہ چیز غیب الغیب میں مصمم و مقرر ہے، فقیر کو اس بارے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں ہے لیکن ابھی تک عالم ملکوت میں صورتِ فتح ظاہر نہیں ہوئی ہے، جن خدا کے خاص بندوں کو اس کام پر قائم کیا گیا ہے ان کی توجہ اور دعا کی

ضرورت ہے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی، تو اب فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ جناب عالی اعلاء کلمۃ اللہ اور تقویت ملتِ محمدیہؐ کی نیت مضبوط طریقے پر کرلیں، اور مخالفین سے مقابلہ شروع کر دیں۔ جس دن گھر سے بقصدِ جنگ کوچ کریں فقیر کو اطلاع دیں تاکہ فقیر اس طور پر کہ جس طور پر خداوند کریم نے اس کو تعلیم دی ہے متوجہ ہو۔

امید فضلِ خداوندی سے یہ ہے کہ فتح عجیب رونما ہوگی اور افواج مخالفین درہم برہم ہو جائیں گی۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ جنگ اعدار اتار چڑھاؤ رکھتی ہے کہیں ذرا سی خبر سے بد دل نہ ہوجانا۔ پیدائشِ حضرتِ آدم سے لے کر تا ایں دم کونسی ایسی فتح ہوئی ہے جو نشیب و فراز نہیں رکھتی تھی۔ اس بارے میں مبالغہ کرنا فقیر کی عادت میں داخل نہیں ہے۔ لیکن ایک نکتہ اور خیال میں رہے وہ یہ کہ بعض مردم ہنود جو بظاہر تمہارے اور تمہاری حکومت کے ملازم ہیں اور باطن میں ان کا میلان مخالفین کی جانب ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ مخالفین کی جڑ کٹ جائے، وہ ملازمین ہزار جتن اس معاملے میں کھڑے کریں گے اور ہر طریقے سے آں عزیز القدر کی نظر میں صلح کو آراستہ و پیراستہ کر کے دکھلائیں گے۔

دل میں یہ ٹھان لینا کہ اس جماعت کی بات نہ سنوں گا اور ان کی باتوں کی طرف میلانِ طبع ہو گیا تو نصرت میں تاخیر ہوگی۔ فقیر اس چیز کو اس طرح جانتا ہے گویا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ والسلام۔

(۹)

ترجمہ مکتوب نہم

بجانب

نجیب الدولہ بہادر

اللہ تعالیٰ راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرار بہادر کو فتوحات تازہ اور ترقیاتِ بے اندازہ کے ساتھ مشرف کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ آپ کا مکتوبِ گرامی جنگ کی استعداد کے بارے میں اور اس بات کے استفسار کے سلسلہ میں پہنچا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جاٹوں کے ساتھ مل گئی ہے، ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے۔

میرے عزیز! جاٹوں پر فتح غیب الغیب میں مقرر ہو چکی ہے اس بارے میں کوئی اندیشہ دل میں نہیں لانا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مرہٹوں کی طرح جوں ہی کہ مقابلہ ہوگا یہ طلسم ٹوٹ جائے گا۔ اگر مسلمانوں کی ایک جماعت جاٹوں کے ساتھ ہے تو اس کا کوئی خیال نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ بجز اس کے کہ ظاہر میں دشمنوں کی کثرت نظر آئے۔ اور کوئی تشویش پیش نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے ہاتھوں کو (جو دغیرہ ان کے ساتھ ہیں) روک دے گا، وہ جنگ نہ کر سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بس یوں سمجھ لو کہ جس طرح شیر بکریوں

کے گلّے میں آجاتے ہیں اور بکریاں بھاگ جاتی ہیں، اسی طرح مخالفین کو بھاگتے بنے گی۔ دشمنوں کی کثرت سے اور دشمنوں کے ساتھ مسلمانوں کی رفاقت سے ڈرنا نہ چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب پر غالب ہے، اگر مخالفین مکر و حیلہ کے ساتھ صلح کی گفتگو کریں تو ان کی باتوں پر کان نہ دھرنا، اگر بعض ایسے مسلمان جن کی اعلاء دینِ محمدیؐ کے سلسلے میں نیت کمزور ہے، لمبے چوڑے خطرے سامنے لاکر پیش کریں تو ان کی بھی نہ سننا چاہیے۔

اس کام میں بس آپ کی توجہ استعدادِ حرب کے بہم پہنچانے اور شدت کی طرف منعطف ہونی چاہیے۔ میاں فقیر گل نے مسلمانوں کی بعض باتیں اور غلط اندیشے مفصل بیان کیے۔ تاکیدِ مزید کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جس وقت جنگِ جاٹ کے لیے نکلیں، فقیر کو اطلاع دیں، انشاء اللہ تعالیٰ روانگی کے وقت سے لے کر فتح کے وقت تک دعائے دلی میں مشغول رہوں گا۔ والسلام۔

(۱۰)

ترجمہ مکتوب دہم

بطرف

نجیب الدولہ

اللہ تعالیٰ آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامراء، کو مسندِ عزت پر برقرار رکھ کر طرح طرح کی بھلائیاں ظہور میں لائے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ، کی جانب سے بعد سلام محبّت التزام کے واضح ہو کہ — جو کچھ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس دور میں تائیدِ ملّتِ اسلامیہ و امّتِ مرحومہ آپ (جو مصدر خیر ہیں) کے پردے میں ظہور کر رہی ہے۔ کسی طرح کا وسوسہ قلبِ گرامی میں نہ آنے پائے۔ تمام کام انشاء اللہ تعالیٰ دوستوں کی مراد کے مطابق ہوں گے۔ اور تمام دشمن قہرِ الٰہی سے پامال ہو جائیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ جواہر خاں بہت نیک خصلت آدمی ہیں خراش و تراش اور لگانا بجھانا جو کہ بادشاہوں کے مصاحبوں کی بُری عادت ہے ان کے اندر نہیں ہے۔ میں موصوف کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ وہ جواہر خاں مرحوم کی تربیت میں تھے۔ آپ کی توجہ جو اُن کی ملازمت کے برقرار رکھنے کے لیے اُن کے حال پر رہی، اور اب بھی ہے، صحیح و درست ہے .... پہلے بھی اس مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ والسلام۔

(۱۱)

ترجمہ مکتوب یازدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق پھلتی)

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر و عافیت دے رکھی ہے۔ دیگر آنکہ کل میں بعد از نماز جمعہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے مجلس سے اُٹھ گیا تھا اور آں عزیز کو جلد رخصت کر دیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ہجومِ خلق پریشان نہ کر دے۔ پادشاہؒ اور اس کی والدہؒ آئے تھے۔ پہلے مسجد میں زنانہ کا انتظام کیا گیا، اس صورت سے بادشاہ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ بے تکلف ہو کر کچھ دیر ٹھہرے، تقریباً تین چار گھنٹے وہ بیٹھا، کھانا بھی کھایا، اس کی زیادہ تر باتیں مخلوقِ خدا کی بھلائی کے کاموں میں مدد چاہنے سے متعلق تھیں۔ وہ اس بات پر افسوس کرتا تھا کہ اس نے اعتکاف کے زمانے میں جن باتوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا، وہ آشکارا ہو گئیں اور یہ بھی دریافت کرتا تھا کہ آیا مجھ سے کونسی ایسی لغزش ہو گئی، جس کی وجہ سے صفائی قلب جاتی رہی؟ اس نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے میں خواب میں مشاہدۂ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

مشرف ہوتا تھا، اب "زیارت" میسّر نہیں ہوتی۔ درمیانِ گفتگو میں اپنی تین خوابیں ذکر کیں۔

پہلی خواب

اس نے کہا، جس وقت رفیع الدولہؒ کو تختِ شاہی پر بٹھایا گیا تھا اُس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رفیع الدولہ کے بعد کون بادشاہ ہوگا؟ فرمایا کہ روشن اخترؒ (محمد شاہ) مَیں نے عرض کیا روشن اختر کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا ایک اور ہے جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہےؒ۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا "تو"۔ پھر میں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ میری حکومت کب تک چلے گی۔

دوسری خواب

جس وقت نادرشاہ کی طرف سے قتلِ عام واقع ہوا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا ایک حصار کھینچ رہے ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں، مَیں نے عرض کیا حضورؐ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک زبردست آگ لگی ہے، مَیں نے حصار کر دیا ہے تاکہ قلعہ محفوظ رہے۔

تیسری خواب

مَیں نے خواب میں دیکھا، کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کلغی دستِ مبارک سے تیار فرما رہے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے واسطے بنا رہا ہوں۔

بادشاہ سے فقیر نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

دستِ مبارک پر بیعت ہونے کا طریقہ بیان کیا، اور بادشاہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارک کے تصوّر کے لیے کہا، اس نے کہا کہ رفیع الدولہ اور روشن اختر والے خواب میں جو صورتِ مبارک دیکھی تھی وہ میرے ذہن میں حاضر ہے، فقیر نے کہا کہ اسی کو اپنے دل کے سامنے رکھو۔ اس گفتگو کے بعد مسجد میں فقیر کے ساتھ نماز پڑھ کر رخصت ہوا۔

والسلام۔

(۱۲)

ترجمہ مکتوب دوازدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق رح)

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

الحمد للہ کہ اس "حادثۂ عامہ" میں عافیت نصیب ہوئی اس محلہ کو معلوم نہیں ہوا کہ مخالف کی فوج آئی تھی یا نہیں، نہ تو لوٹ ڈالنے والوں کی لوٹ سے کوئی اذیت پہنچی اور نہ اس تاوان (جرمانہ (تعزیری ٹیکس) سے جو حویلیوں پر ڈالا گیا تھا کوئی زیر بار ہوا۔

سابق میں عالمگیر ثانی سے جو کچھ کہہ دیا گیا تھا کہ اس فتنہ میں تم کو سلامتی حاصل رہے گی وہ بھی ظہور میں آیا۔ اکثر کی جائدادوں کی سندیں، (دستاویزیں) ضبط ہوگئیں۔ مگر میری سند کہ دستخط کر کے مجھ کو واپس کردی گئی ہے اس وقت احمد شاہ دُرانی جنگ جاٹ کی طرف متوجہ ہے، جو کچھ وقوع میں آئے گا بعد کو لکھا جائے گا۔ اہلِ شہر اپنے قتل ہونے سے تو محفوظ رہے، لیکن دولت کا مادّۂ فاسدہ "جن لوگوں کے مزاجوں میں پیدا ہوگیا تھا اس کا تنقیہ پورے طریقے پر ہوگیا۔ چنانچہ عبرت کی چیز ہے کہ جو لوگ جاہ و حشمت میں جس قدر زیادہ تھے، قید و ضرب اور سزا بھگتنے میں بھی وہی آگے آگے رہے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھنا چاہا وہ محفوظ رہا۔ والسلام

(۱۳)

ترجمہ مکتوب سیزدہم

بنام

مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق پھلتیؒ)

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد محبت کے مطالعہ کریں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر و عافیت عطا فرما رکھی ہے آج ایک افواہ سنی گئی ہے، جس نے یک گونہ تشویشِ خاطر پیدا کردی وہ یہ کہ درّانی کی فوجیں بارہہؒ کی جانب روانہ ہو رہی ہیں اور یہ بات تشویش کا باعث ہے بھی۔

میرا ظنِ غالب یہ ہے کہ پھلت اور بوڈھانہؒ کی طرف جانے سے ان فوجوں کو کوئی تعلق نہیں ہے، حاصلِ کلام، فضلِ الٰہی سے امیدِ قوی ہے کہ خدا تم کو اور ہم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا۔ اور یہی اطمینان دل میں موجزن ہے، اگرچہ بحسب ظاہر کچھ نہ کچھ تشویش بھی ہوتی ہے اور تدبیر اصلاح کی جاتی ہے۔ والسلام۔

(۱۴)

ترجمہ مکتوب چہاردہم

بنام

مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشقؒ)

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ، کی جانب سے بعد سلام کے مطالعہ کریں۔

خیر و عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں ہمیشہ عافیت سے رکھے، آپ کا مکتوبِ گرامی پہنچا اور آپ کا موضع پھلت میں سلامتی کے ساتھ آنا معلوم ہوا کہ خیریت سے وہاں پہنچے۔

دستور کے موافق امسال بھی اعتکاف میں داخل ہوا، اس توفیق کے ملنے پر اور مزید احسانات کے دروازے کھلنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

جو باتیں "وارداتِ احوال" کے قبیل سے ہیں ان کا لکھنا چنداں لطف نہ دے گا باقی جو "معارف" کے قبیل سے باتیں ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد فراغتِ اعتکاف بشرطِ سہولت

لکھی جائیں گی۔

جو کچھ فقیر کو معلوم ہو رہا ہے یہ ہے کہ احمد شاہ ابدالی مخالفین کی سرکوبی کے لیے پھر آئے گا ۔۔۔ اور بعد تمام ہونے "امر وعدہ شدہ" کے شاید اسی سرزمین میں اپنی ودیعت حیات کو سپرد کر دے گا۔ گناہوں کی کثرت اور لعنتی کاموں کے ہجوم کے باوجود اب تک جو کام کی نوعیت برقرار ہے، غالباً اسی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو طاقتِ مخالفین کو تہس نہس کرنا ہے۔ والسلام۔

(۱۵)

ترجمہ مکتوب پانزدہم

بنام

بندہ مؤلف (شیخ محمد عاشقؒ)

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ، کی جانب سے بعد سلام کے مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور عفو مانگتا ہوں۔

گرامی نامہ مشکیں شمامہ پہنچا، حقیقت مرقومہ واضح ہوئی —— کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ "طوائف الملوکی" ہوگی، فوجیں حرکت میں آئیں گی، اور شہر تہہ و بالا ہوں گے۔

اللہ سے یہ دعا ہے کہ اس "حادثہ" میں مخالفینِ اسلام پر ہی مصیبت پڑے اور "مٹھی بھر" مسلمان جو اِن بلاد میں غربارؒ کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہیں، محفوظ و مامون رہیں۔ "اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے"۔ جو کچھ قضا و قدر میں ہے چار و ناچار ضرور ظہور میں آئے گا۔ اس جماعت کو خوشخبری ہو

جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے، اپنے مقال سے بھی اور اپنے حال سے بھی، ایسی جماعت کو خوش خبری ہو کہ اس کے شیوۂ تسلیم و رضا اختیار کرنے کے بعد جب کبھی "ہوائے قدس" چلے گی، اس کی حافظ و ناصر ہوگی۔

"البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن اُتارا اور وہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔" والسلام۔

(۱۶)

ترجمہ مکتوب شانزدہم

بنام

بندۂ مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشقؒ)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر، سجادہ نشین اسلافِ کرام، فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی طرف سے بعد سلام مطالعہ کریں، خیر و عافیت پر شکر خداوندی ادا کرتا ہوں۔

سید فتح اللہ خاں کا خط پہنچا، ان کو "یا حفیظ" ابجد کے حساب سے (۹۹۸) مرتبہ پڑھنے کے لیے لکھا گیا کہ اس کے اول آخر چند بار بایں الفاظ درود پڑھا جائے، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدِ القاھرین علٰی اعداءِ ربِّ العٰلمین، یعنی اے اللہ رحمت بھیج اُس ذاتِ اقدس پر جو سردار ہے اللہ کے دشمنوں پر قہر کرنے والوں کا۔

چند "تعویذ سلاح" بھی بھیجے گئے اور ان کے خط میں یہ فقرہ بھی تحریر ہوا ہے ـــــ فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اگر یہ مسلمان دریا سے پار ہو کر ایک بار جماعتِ مرہٹہ پر حملہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی مشاہدے میں آئے گی۔ مخالفین طلسم کی طرح منتشر ہو جائیں گے۔ والسلام

(۱۷)

ترجمہ مکتوب ہفت دہم

بنام

شیخ محمد عاشق پھلتیؒ

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر، سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اللہ سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں ہمیشہ عافیت سے رکھے۔ نامۂ مشکیں شمامہ پہنچا، وہ دہشت جو اس طرف مخالفین اسلام کی فوج کے قریب آجانے سے پھیل گئی ہے اس کا علم ہوا، رب العزت کی بارگاہ سے التجا ہے کہ قریۃ الصالحین کو جہنم آفات سے محفوظ رکھے۔

(۱۸)

ترجمہ مکتوبِ ہشت دہم

بنام

مؤلف (یعنی شیخ محمد عاشق پہلتیؒ)

..... لکھا تھا کہ کیا اچھا ہو اگر اعتکافِ رمضان میں پہلت آکر کروں — فقیر یہ بات دل سے چاہتا ہے، لیکن شہر دہلی کے موجودہ ناسازگار حالات کے پیشِ نظر کہ یہاں روز نت نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے اور لوگون کے دلوں میں قسم قسم کا خوف لاحق ہوتا رہتا ہے۔ مناسب نہیں ہے کہ اپنا گھر بار اور اپنے متعلقین کو یونہی چھوڑ دیا جائے۔

وہی عربی کا مشہور مصرعہ مناسبِ حال ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ (کبھی) ہوائیں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف چلتی ہیں۔

(۱۹)

ترجمہ مکتوب نوازدہم

بنام

مؤلف (شیخ محمد عاشقؒ)

حقایق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

عافیت پر خدا کی حمد ہے اور اس سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں ہمیشہ عافیت سے رکھے۔ تمہارا خط پہنچا۔ حقایق مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ تم نے لکھا تھا کہ اگر دہلی سے جانے کا قصد ہو تو سواری کا انتظام کیا جائے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ وقوعِ فتنہ یقینی ہے، جب افواج ابدالی کی آمد آمد کشمیر کی طرف سُنی گئی تو وہ پوشیدہ خطرہ ظاہر ہو گیا، اور اس بارے میں مشورہ کیا گیا۔ بعد مشاورت یہ طے پایا کہ جب نوبت لاہور تک پہنچے اس وقت خاندان کو پھلت کی طرف روانہ کردیں — اس لیے کہ قبل پیدا ہونے فتنہ کے خواہ مخواہ کہیں کو چل پڑنا کم عقلی ہے، اور ہجوم فتنہ کے بعد توقف کرنا، یہ گھمنڈ کی بات ہے،

ابھی تک وہی بات دل میں ٹھان لی ہے جس کو، اوپر ذکر کیا گیا ہے، معلوم نہیں یہ بات جلد پیش آنے والی ہے، یا کچھ مدت کے بعد۔ "میں نہیں جانتا ہوں آیا ہے قریب وہ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے یا مقرر کر دی ہے اس کے واسطے میرے رب نے کوئی میعاد"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فی الحال کوئی تشویش بظاہر نہیں ہے کہ یہاں سے کہیں جانے کی باعث ہو جب وہ وقت ظاہر ہوگا ہم وہی کریں گے جس کو ہم نے سوچا ہے۔ والسلام

(۲۰)

ترجمہ مکتوب بستم

بنام

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ، سے بعد سلام مطالعہ کریں۔

الحمد للہ عافیت سے ہوں۔ مکتوب بہجت اسلوب پہنچا اور ایامِ عرس میں نہ آنے کا سبب معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے تلافیٔ مافات کرے ——

کفار ہر طرف سے احاطہ کیے ہوئے ہیں ارباب حل و عقد کو بظاہر کوئی بے طاقتی و بے بسی نہیں ہے مگر روپیہ کی کمی ہے اور جنگ کے دراز ہونے کا خوف لگا ہوا ہے۔ ہر چند وزیر سے مکرر تاکید کے ساتھ لکھا گیا کہ جماعت مرہٹہ عنقریب عقوباتِ شدیدہ میں مبتلا ہوں گے۔ اگر اس وقت کمرِ ہمت باندھ لیں تو کھلی فتح حاصل ہوگی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ صبح کو ایک رائے قائم کرتے ہیں اور شام کو توڑ دیتے ہیں —— یہ بات یقینی ہے کہ مسلمین کو نصرت،

بادشاہ و وزیر کو فتح اور جیوش کفر کو شکست نصیب ہو گی۔
آپ کو اس فرشتے کا قصّہ تو معلوم ہو گا جو معاملۂ جنگ پر مقرر و متعین ہے۔
صفدر جنگ کی حالت یہ ہوئی کہ آکلہ (کینسر) اس کے پاؤں میں پیدا ہو گیا۔ ہر چند اس کے پاؤں کے گوشت کو کاٹتے تھے اور خراب ہوتا تھا، بالآخر پاؤں کاٹنے پر مجبور ہوئے، یہاں تک کہ بُرے حال میں گذر گیا ــــــ بس اسی طرح اس وقت مرہٹہ و جٹ کے حق میں خدا کی ناراضگی متوجہ ہو گی۔ اور ملکوت میں اس جماعت کی شکست و ہلاکت مصمم ہو گئی ہے ...... واللّٰہ غالبٌ علیٰ امرہٖ۔

(۲۱)

ترجمہ مکتوب بست ویکم

بنام

شیخ محمد عاشق رحمہ

حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کے فضلِ عظیم سے یہی درخواست ہے کہ وہ ہمارے اور تمہارے لیے عافیت کو ہمیشہ قایم رکھے۔ اس خبر پر مشتمل مکتوب پہنچا کہ وہ ظالم وفاجر لوگ جو انتہائی سرکشی اختیار کر چکے تھے اور ان کے ظلم کے ہاتھوں سے کچھ سختی اور شدت بھی سرزد ہوئی تھی، تائیدِ الٰہی کے بروقت پہنچنے کی وجہ سے ظلم سے باز رہے اور انھوں نے اطاعت و انقیاد کا اظہار کیا۔ اس خبر کے پہنچنے پر شکر الٰہی ادا کیا گیا۔ دو وجہ سے، ایک تو اس لیے کہ ظالموں کا ظلم موقوف ہوا، دوسرے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آں عزیز القدر کو استجابت دعا اور دفع بلا کا مصدر و مرکز بنایا۔ اس نے تم کو ان لوگوں میں سے کر دیا جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور جن کی وجہ سے بلائیں دور کر دی

جاتی ہیں۔ اور یہ انعام قرآن مجید کی اس آیت کا مصداق ہے ـــ

وَيُتِمّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ۔

یہ بڑی دولت تم کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اس میں ترقی عطا فرمائے۔ ہر چند جو کچھ خارج میں ہوتا ہے یعنی بندے کے ساتھ اللہ کے جو معاملات ہوتے ہیں، اس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمت ارواح طیبہ احیاء و اموات۔ لیکن چونکہ اس ہمت کا سلسلہ جنباں بھی کوئی شخص ہوتا ہے لہذا وہ کامیاب صورت حال اسی مبارک شخص کی طرف منسوب ہوگی۔

وَتِلْكَ سُنَّةُ اللّٰهِ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا۔

والسلام۔

(۲۲)

ترجمہ مکتوب بست ودوم

بجانب

شیخ محمدّ عاشق رحمۃ اللہ علیہ

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ کی جانب سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کے کرم عظیم سے درخواست ہے کہ وہ مستقبل میں بھی ہم کو اور تم کو عافیت سے رکھے۔

رقیمہ گرامی پہنچا۔ حقیقت مندرجہ واضح ہوئی۔ تمام حالات میں سوائے فضل الٰہی پر اعتماد کرنے کے ہم کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتے ــــ عین رفاہیت وامن کے زمانہ میں یہ بات دل میں راسخ رہتی ہے کہ انس وجن میں سے بہت سے ظالم وسرکش موجود ہیں اور ہم اپنے اندر اتنی طاقت بھی نہیں پاتے کہ ان ظالموں کے مظالم کا دسواں حصّہ بھی دفع کرسکیں۔ بس محض فضلِ الٰہی سے دن کو رات اور رات کو دن تک۔ پہنچاتے ہیں۔ لمحات رفاہیت میں بھی ہر لمحہ یہی حقیقت اپنا نصب العین رہی ہے۔ اور اب بھی جبکہ " امواج فتن " کا تلاطم نظر آرہا ہے۔ بغیر ذرّہ برابر فرق کے یہی

عقیدہ ہے۔

ہم کو پوری امید ہے کہ ہم اور ہمارے رفقاء یہاں (دہلی میں) محفوظ رہیں گے۔ اور اسی طرح آں عزیز القدر مع جمیع احباب واعزاء وہاں (بہلت میں) محفوظ رہیں گے۔ مدبر السموٰت والارض (اللہ تعالیٰ) کی نظرِ کرم یہاں اور وہاں یکساں ہے۔ پھر خواہ مخواہ کہیں منتقل ہو جانے کی تکلیف ہم کیوں اٹھائیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض نفوس کا یہاں رہنا اس جگہ کے (صالح) انقلابِ حالات کا سبب بن جائے۔ لہٰذا تم کو یہاں کے حالات کے بارے میں ہرگز پریشان نہ ہونا چاہیے اب نہ آئندہ —

والسلام والاکرام۔

(۲۳)

ترجمہ مکتوب بست وسوم

بجانب

شیخ محمدؒ عاشقؒ

حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ــ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔

رقیمۂ گرامی پہنچا۔ اس میں لکھا تھا کہ "ہنگامۂ افغان" کی خبر گرم ہے۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ آپ اس طرف (یعنی پھلت) منتقل ہو جائیں۔ ان دنوں یہ بات بھی تو مشہور ہو رہی ہے کہ کچھ عرصہ سے افغان لاہور میں ٹھہرا ہوا ہے اور جس بات سے لوگ ڈر رہے تھے کہ وہ غارت گری کا بازار گرم کرے گا ایسا نہیں ہوا، بلکہ وہ رعیت کو اور (یہاں کے) سپاہیوں کو تسلی دے رہا ہے۔ اس مرتبہ اس گروہ افغانان کے پیش نظر ماضی کے برخلاف ملک داری ہے نہ کہ غارت گری۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اس کے باوجود دل میں یہ بات بھی آتی ہے کہ اس حادثہ میں جس کا وقوع ضرور ہوگا۔ بعض نفوس کا وجود ضروری ہے۔ نظر رحمتِ الٰہی

اس شخص کی طرف متوجہ ہے۔ حضرت حکیم جل مجدہٗ کی یہ بھی طاقت ہے کہ عین تلاطم میں خوشی اور کشادگی پیدا فرماوے اور آگ گلزار ہو جاوے۔ جیسا کہ آبِ نیل، محجوبین کے لیے بلا بن گیا تھا اور محبوبین کے لیے نعمت۔ میرا دل تو بالکل مطمئن ہے۔ میں شور و غوغا کو کسی شمار میں نہیں لاتا۔

لطف علی خاں، دیوان نواب بہادر اپنے آقا کا پیغام میرے پاس لائے یعنی اس بلا (ہنگامۂ افغان) کے دفع کرنے کے لیے میں کوئی دعا کروں۔ میں نے ان کے سامنے یہ دعا کی — "اے اللہ! امتِ محمدیہؐ کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! اُمتِ محمدیہؐ کے گناہ بخش دے"۔

یہ دعا کر کے مَیں نے کہا کہ ہماری تو یہ دعا ہے۔ لطفِ علی خاں نے کہا کہ مَیں تو بادشاہ کے لیے افغانوں پر فتح و نصرت کی دعا کے خاص چاہتا ہوں۔ میں نے کہا دعائے زبانی تو زبانی جمع خرچ کے طور پر ہو سکتی ہے مگر تہِ دِل سے دعا، داعیۂ الٰہیہ پر موقوف ہے اور وہ داعیہ میں اپنے دل میں نہیں پا رہا ہوں۔ ہر چند یہ بات اُن پر شاق گذری، مگر حقیقت کا اظہار کر دیا گیا۔

سید محمد نعیم۔ اس فتنہ کے دوران اپنے گھر میں بیٹھنا لازم جانیں — والسلام۔

(۲۴)

ترجمہ مکتوب بست وچہارم

بجانب

شیخ محمدؒ عاشق رح

حقایق ومعارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام، شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ الحمد للہ علی العافیۃ والسلامۃ — حقیقت حال تمہارے مکاتیب بہجتِ اسالیب سے واضح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رکھے اور راحت واطمینان اور یُسر کا معاملہ فرمائے۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

گسائیوں کے غلبہ سے جو سہارنپور کے نواح میں رونما ہے دل میں تردد تھا۔ آخر اس کلمہ کی طرف رجوع کرنے سے جو ابھی ذکر کیا گیا (اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ) اس تردد کو رفع کیا۔ والسلام۔

(۲۵)

ترجمہ مکتوب بست وپنجم

بہ جانب

شیخ محمد عاشقؒ

حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشینِ اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ ، فقیرِ ولی اللہ عفی عنہ، کی طرف سے بعد از سلام محبت مشام مطالعہ کریں۔ عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تم کو جمیع آفات و بلایا سے محفوظ رکھے۔

رقیمۂ کریمہ پہنچا۔ اور اس کی طرف انتشار فساد گسائیں کے سبب جو پریشانی لاحق ہو گئی ہے وہ بھی معلوم ہوئی۔

امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے طریقے سے جس کا لوگ گمان بھی نہ کر سکیں گے اس اضطراب و پریشانی کو اطمینان و امن سے بدل دے گا۔ " اللہ تعالیٰ پر یہ بات دشوار نہیں ہے "

والسلام

(۲۶)

ترجمہ مکتوب بست و ششم

بنام

شاہ محمد عاشق پھلتیؒ

جمعرات کے دن بادشاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور دیگر مشایخ کے مزارات کی زیارت کرنے کے لیے سوار ہو کر گیا تھا۔ مجھے پہلے سے اطلاع دیئے بغیر کابلی دروازے سے سادہ تخت پر سوار ہو کر غریب خانے پر وارد ہوا۔ فقیر کو کوئی اطلاع ہی نہ تھی۔ مسجد میں بوریوں پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس قدر توقیر سلطان کرنا لازم ہوئی کہ فقیر جس مصلّے پر بیٹھتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے اس کو اس طریقے سے بچھا دیا گیا کہ اس کی ایک جانب فقیر بیٹھ گیا اور دوسری جانب بادشاہ۔ بادشاہ نے اوّل مصافحہ کیا بڑی تعظیم کے ساتھ۔ بعد ازاں کہا۔ میں مدت سے آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا لیکن آج اس جوان کی رہنمائی میں یہاں پہنچا ہوں۔ اشارہ وزیر کی طرف کیا۔ پھر کہا کہ غلبۂ کفر اور رعیت کا تفرق و انتشار اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ سب کو معلوم ہے۔ چنانچہ مجھے تو سونا اور کھانا پینا دوبھر اور تلخ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپ سے دعا مطلوب ہے۔ میں نے کہا کہ پہلے بھی میں دعا کرتا تھا اور اب تو اِن شاء اللہ اور زیادہ دُعا

میں مشغول رہوں گا۔

اسی دوران میں وزیر نے مجھ سے کہا کہ حضرت بادشاہ پانچوں وقت کی نماز کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: الحمد للہ! یہ وہ بات ہے کہ ایک مدت کے بعد سننے میں آرہی ہے ورنہ ماضی قریب کے بادشاہوں میں سے کسی میں یہ نماز کی پابندی سننے میں نہیں آئی تھی۔

بادشاہ نے (مجھ سے مخاطب ہوکر) کہا، علماء انبیاء کے وارث ہیں، جب تک ایسے کاموں میں دعائے اہلِ دل شامل نہیں ہوتی، کامیابی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ پادشاہانِ دین علماء اور اہلِ دل ہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ دین ودنیا دونوں کے بادشاہ ہیں۔ دُنیا کا کام بھی ان کی توجہ کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوتا ہے۔ اس گفتگو میں بادشاہ نے بڑی تواضع اور عاجزی ظاہر کی۔ میں نے کہا کہ ایک فقیر کی جھونپڑی میں اگر کوئی بادشاہ آئے تو اس کی غرض اللہ کے لیے تواضع کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی۔

حدیث شریف میں آیا ہے:—

"جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی اس کو اللہ نے بلند کر دیا۔"

آپ کو اس جامع حدیث کے ذریعہ بشارت مند ہونا چاہیے۔ بعد ازاں فقیر نے (بادشاہ سے) کہا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو خلیفہ بناتے وقت بطور وصیت یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

"خلیفہ کو بھی عجیب عجیب مشکلات درپیش ہوتی ہیں، اعدائے دین کی طرف سے بھی اور موافقین کی طرف سے بھی۔ ان تمام مشکلات

کا بس یہی ایک علاج ہے کہ مرضیاتِ حق کو اپنا نصبَ العین
بنا کر حق تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جائے اور اس کے غیر سے
قطعِ نظر کر لی جائے۔"

اس کے بعد میں نے بادشاہ کو ایک تسبیح دی۔ اس نے "تعظیم تمام" کے ساتھ اس کو لیا۔ پھر میں نے کہا کہ یہ آیت فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ۔ الآیۃ ۔ سوسو بار ہر نماز کے بعد پڑھنی چاہیے۔ آپ کے معاملات میں یہ عمل نافع ہوگا۔ بادشاہ نے قبول کیا۔ اس کے بعد اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیے دراز کیا۔ میں نے مصافحہ کیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور سوار ہو گیا۔

بالجملہ بادشاہ خوش نیت، سخی اور نماز پنجگانہ کا پابند ہے۔ کوئی فسق و فجور کی علامت اس پر نمایاں نہیں تھی۔ اس کی داڑھی مونچھ شریعت کے مطابق تھی۔ زبان ہندی و فارسی درست ہے۔ عربی میں کوئی مہارت نہیں رکھتا۔ عقل و تدبیر میں، اگرچہ عالمگیر اورنگ زیب کی مانند تو نہیں کہا جا سکتا، مگر ہاں بظاہر بہادر شاہ (اوّل) کی مثل تو ہوگا۔ واللہ اعلم ۔

(۲۷)

ترجمہ مکتوب بست وہفتم

بنام

مولانا سید احمدؒ

سیادت مرتبت، نقابت منقبت، خلاصۂ دودمانِ نجابت مولانا السید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ، ومتع المسلمین بصحبتہٖ ولقیاہ

بعد از سلام مسنون اسلام فقیر ولی اللہ کی طرف سے مطالعہ فرمائیں۔ عافیت پر اللہ کی حمد ہے اور اس لیے یہ دعا ہے کہ وہ ہم کو اور آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے ــــ وہ اخبار جو وہاں سے ( ) اس طرف آئے وہ آنجناب سیادت مآب کے شکریے سے تر زبان تھے کہ آپ نے روہیلوں کے لشکروں کو بادشاہ اسلام کی رفاقت کی طرف رغبت دلائی۔ نیز مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظت کی اور اُن کو (حملہ آوروں) کے حملہ وغارت گری سے اس طرح محفوظ رکھا کہ اس سے زیادہ متصور ہی نہیں ــــ فقیر ان سب باتوں کے سننے سے بہت مسرور ہوا اور آپ کے لیے دنیا وآخرت میں بلندی مرتبہ کی دعا بھی کی ــــ آپ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے آپ کے تو ضمیر میں جوہر غیرت دینی وحق شناسی ودیعت کیا گیا ہے۔ فی الواقع اس جماعتِ اشقیار نے بغاوت، قطع طریق، دشمنان

دین حق سے مدد طلب کرنا، اُن کو بلاد مسلمین پر مسلّط کرنا اور انتہائی درجہ کا رفض ان سب باتوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ اس جماعت کی سزا یہی ہے کہ وہ آپ کے دل سے اتر جائیں اور آپ اپنی پوری توجہ ان کے دفع کرنے میں لگا دیں۔ وہ جماعت جس کے دل میں ابھی حق بات نہیں بیٹھی مکرر اس کو ترغیب دی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور ہمارے اور آپ کے امور کا انجام اچھا کرے۔ نیز آپ کو اس مقام بلند تک پہنچائے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سُنا ہو۔

محمد وفا آپ کے مخلصوں میں سے ہیں۔ امید کہ زیر عاطفت ہوں گے۔

والسّلام

(۲۸)

ترجمہ مکتوب بست و ہشتم

بجانب

وزیر الممالک آصف جاہ

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بعد حمد و صلوٰۃ کے اس فقیر کی طرف سے جناب کو واضح ہو کہ عالمِ ملکوت میں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ مخالفینِ اسلام ذلیل و خوار ہوں گے، بعد ازاں باغی لوگ رسوا اور خانہ خراب ہوں گے، اگر جنابِ عالی ان بدمعاشوں کے مقابلہ میں کمرِ ہمت باندھ کر آجائیں تو یہ تمام کارنامے جناب کی طرف منسوب ہوں گے اور دُنیا آپ کی تابعدار ہو جائے گی، اور ملتِ مرحومہ کے رواج اور مسلم حکومت کی استقامت کا باعث جنابِ عالی کو قرار دیا جائے گا۔

کوشش تھوڑی اور فوائد عظیم الشان مرتب ہوں گے، اگر آنجناب کوشش نہ فرمائیں گے تو یہ تمام مخالف عنصر "آسمانی حادثات" سے ہلاک و مضمحل ہو جائے گا۔ اس صورت میں جنابِ عالی کی طرف کوئی نیک نامی کی بات منسوب نہ ہو سکے گی۔

(ترجمہ شعر فارسی) اے محبوب اصل میں تو تیری زلف کا کام مشک افشانی

کرتا ہے، لیکن مصلحت کی بنا پر "آہوئے چین" کی طرف مشک کو منسوب کر دیا گیا ہے"۔

چونکہ یہ حقیقت بالکل یقینی ہے اس لیے آں عزیز القدر سے بے اختیار کہی گئی اور لکھی گئی، وقت کو غنیمت جانیے اور مخالفین کے مقابلہ میں جد و جہد کرنے میں ذرہ برابر کوتاہی جائز نہ رکھیے۔ کچھ عرصہ کے بعد کام خود بخود واضح ہو جائے گا۔

(ترجمہ شعر عربی [۱]) — "جس وقت گرد و غبار ہٹے گا تو عنقریب دیکھ لے گا کہ تیری سواری میں گھوڑا تھا، یا گدھا یعنی عنقریب حقیقتِ حال کھل جائے گی"۔

چونکہ ایک امرِ حقیقت کا اظہار مطلوب تھا، اور درستی و خیر خواہی مقصود تھی، اس لیے کسی قدر مبالغہ سے بھی احتراز نہیں کیا گیا، اس سے زیادہ کھول کر بات کرنا مشکل ہے۔

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند

کس بمیداں در نمی آید سواراں راچہ شد [۲]

یعنی توفیق و کرامت کی گیند میدان میں ڈال دی گئی ہے، سواروں میں سے کوئی بھی میدان میں نہیں آتا، آخر انھیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ بات کہ جو اپنے رازداروں سے در پردہ کہا کرتا ہوں اس مقام پر بے پردہ لکھی گئی ہے تاکہ عذر کا موقع باقی نہ رہے — والسلام والاکرام۔

(۲۹)

ترجمہ مکتوب بست و نہم

بنام

وزیر الممالک آصف جاہ

..... بعد حمد و صلوٰۃ فقیر ولی اللہ عفی عنہ، کی جانب سے واضح ہو کہ ۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے شجرِ اقبال کے نئے میوے کو مبارک و مسعود کرے اور اس درختِ سعادت (آپ) کی پرورش میں بے اندازہ پرورشیں عطا فرمائے، آمین ۔ بقیۃ الکلام یہ ہے کہ حکیم مطلق جل شانہ، نے آدمی کو دو چیزوں سے مرکب فرمایا ہے، ایک بدن عنصری جو کہ حسّی خواہشوں کا متقاضی ہے، دوسرے روح جو کہ عقائدِ حقّہ اور اعمالِ نافعہ کی خواہشمند ہے یقینی طور پر آدمی کی سعادت بھی جسم و روح دونوں سے متعلق ہے، فطرتِ سلیمہ رکھنے والے حضرات دونوں قسم کی سعادتیں جمع کرتے ہیں، فقط ایک ہی قسم پر اکتفا نہیں کرتے جس طرح غذائے روح ضروری ہے (اسی طرح غذائے جسم بھی ضروری ہے) کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے مزاجِ روح درہم برہم ہو جاتا ہے ۔ مسلمانوں سے مظالم کا دفعیہ کرنا اور دین کی اشاعت کرنا، نیز رسوم نیک جاری کرنا سراپا سعادت در سعادت ہے ۔ والسلام ۔

(۳۰)

ترجمہ مکتوب سی

بجانب

وزیر الممالک آصف جاہ

خدائے تعالیٰ بے نہایت ترقیات عطا فرمائے، اور دونوں جہان کی نعمتوں سے خوش اور دونوں جہاں کی مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ بعد اِس دُعار کے واضح ہو کہ بابا فضل اللہ نے ہم سے بعض باتوں کا استفسار کیا، فقیر کے دل میں یہ آیا کہ ان باتوں کا جواب بزبان قلم واضح کیا جائے۔

یہ تمام سختیاں جو ظاہر ہو رہی ہیں فقیر کے اعتقاد میں اس کا سبب وہ کوتاہیٔ عمل ہے جو جنگِ مرہٹہ کے سلسلے میں اختیاری یا اضطراری طور پر واقع ہوئی۔ جن دنوں فقیر نے آگاہ کیا تھا، اس وقت کام ہوتا تو عجیب عجیب رحمتیں پیش گاہ خداوندی سے (وقت کی سازگاری کی وجہ سے) بارش کی طرح برس جاتیں، اگرچہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ تقدیر حوادث کو شامل ہے۔ لیکن کارخانۂ حکمتِ الٰہی میں ہر کام کسی نہ کسی خیر سے وابستہ ہے۔ خیر جو بات گذر گئی وہ گذر گئی۔

قضیہ قطب خاںؒ افغان کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

یہ امید ہے کہ عن قریب ختم ہو جائے گا۔ ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص سر سبز نہیں ہوگا، اور اپنے باطل مدعا کو حاصل نہیں کر سکے گا، جو کچھ فقیر کو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آں عزیز القدر منصور و مظفر اور محفوظ و محظوظ ہیں۔

بادشاہ کا باہر جانا مناسب نہیں، ان کا یہیں رہنا بہتر ہے، البتہ شاہزادوں میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے ہمراہ لے لیں، بقیہ کلام یہ ہے کہ آں عزیز القدر کو خدائے عز و جل نے ہندوستان پر پورا تسلّط بخشا ہے، ہم لوگ بڑی بڑی امیدیں قائم کیے بیٹھے ہیں کہ آپ کے ذریعہ رفع مظالم، تغیر رسوم بد، ترویجِ دینِ حق، اقامتِ امرِ خیر، اشاعتِ علم و نماز و روزہ، یہ سب کچھ عمدہ طریقے پر ہوگا اس لیے کہ آپ کے اندر ایک عجیب شان اور سعادت محسوس ہوتی تھی اور آپ کا مزاج بھی صلاحیت، ذکاوت اور رغبتِ امورِ خیر لیے ہوئے معلوم ہوتا تھا — شاید مقتضیاتِ زمانہ کی وجہ سے ابھی تک مذکورہ بالا امورِ خیر میں کسی کا ظہور نہیں ہو سکا۔ خدا کرے کہ اس کے بعد تلافیٔ مافات ہو جائے۔ اس قدر البتہ گزارش ہے کہ فی الحال جس قدر طاقت ہو گرانیٔ غلّہ دور کرنے میں سعیِ بلیغ فرمائیں، اور اطرافِ عالم میں جو لوٹ مچ رہی ہے اس کو حتی الامکان ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ والسلام۔

(۳۱)

ترجمہ مکتوب رسی وپچم

بجانب

نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی

قادر بیچون آں عظیم القدر کو ترقیاتِ ظاہر و باطن سے بہرہ مند کرے۔ وہ مکتوب جو سرونج سے تحریر کیا گیا تھا پہنچا۔ چونکہ وہ خط صحت مزاج اور درستیٔ احوال کی اطلاع پر مشتمل تھا اس لیے وہ موجب مسرت و فرحت ہوا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تمام عالم تم سے ڈرے گا۔"

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دنیا سایہ کی طرح ہے، اگر تو اس سے بھاگے گا تو وہ تیرے پیچھے پیچھے دوڑے گی اور اگر تو دنیا کے پیچھے دوڑے گا تو وہ تجھ سے گریز کرے گی۔"

اللہ تعالیٰ نے آں عزیز القدر کو اس زمانے میں اہلِ سنت وجماعت کا پشت وپناہ بنایا ہے۔ فرقۂ امراء میں آپ کے علاوہ کوئی حامیٔ اہلِ سنت نہیں رہا۔ اُمید کہ تمام حالات میں ترویج سنّت کو منظورِ نظر رکھیں گے۔ آپ نُصرتِ اسلام کی طرف پوری پوری توجہ کرنے اور مطالب دنیوی کو دوسرے نمبر پر رکھنے کو بہت ہی نفع مند اور مفید پائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے "اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔" آج عملِ صالح کا سواں ($\frac{1}{100}$) حصہ انجام دیا جائے گا اس کو ماضی کے سیکڑوں اور ہزاروں اعمالِ صالحہ کی برابر سمجھنا چاہیے۔ والسلام۔

(۳۲)

ترجمہ مکتوب سی و دوم

بہ جانب

نواب مذکور (یعنی نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی)

خدائے تعالیٰ ترقیاتِ ظاہر و باطن عنایت فرمائے، نیز اعلاءِ کلمۃ اللہ اور نُصرتِ دینِ اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام واضح ہو کہ ہم آپ کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آسانی اور معونتِ الٰہی آپ کے شاملِ حال و مآل ہوگی۔ ہمارے مشایخ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ آفتاب کے نکلنے کے وقت "یا عزیز" اکتالیس بار پڑھنا اور اس کے بعد یا اللہ الاالٰہ الرفیع جلالہ پندرہ بار پڑھنا زیادت عزت و غلبہ کا موجب ہوتا ہے۔ چونکہ آسان وظیفہ ہے اس لیے اس کو پڑھنا چاہیے۔ والسلام

(۳۳)

ترجمہ مکتوب سی وسوم

بطرف

عماد الملک

(ان کی ایک عرضداشت کے جواب میں)

اللہ تعالیٰ عالی جناب کی ذات گرامی کو اپنی حفاظت میں رکھے اور تمام حالات میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کی جانب دلالت فرمائے۔

اس فقیر کی طرف سے بعد سلام محبت التزام واضح ہو کہ آپ کا نامۂ مشکیں شمامہ پہنچا جس میں اس بات کی اطلاع دی کہ آپ نے اس سے پہلے کوئی مکتوب بھیجا تھا، اور اس کا جواب نہیں ملا۔ (درحقیقت) اس سے پہلے آپ کا کوئی خط (یہاں) نہیں پہنچا ہے ورنہ جواب میں کوتاہی نہ کرتا۔ شاید وہ خط قاصد کے ہاتھ سے ضایع ہو گیا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ میں آں عزیز القدر کی دوستی کے حقوق کا معترف ہوں اور یہ شرطِ آدمیت ہے کہ حقوق دوستی کا اعتراف کیا جائے۔ باقی رہا الہامِ محبت، خاص وضع پر، کہ اہل اللہ اس وضع کو پہچانتے ہیں نہ کہ دوسرے لوگ ــــ پھر اس محبت کا نکل جانا، پھر اس محبت کا اپنے وقت پر لوٹ آنا۔ یہ باتیں اس قبیل سے نہیں ہیں کہ بندے کے اختیار کو

اس میں کوئی دخل ہو۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت وطاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

ہرچہ اُستادِ ازل گفت بگو می گویم

صاحبِ مَن! مجھے صاف صاف بات کہنی چاہیے تاکہ (کامیابی کے) انتظار سے آپ کا دل ملول نہ ہو۔ (وہ یہ ہے کہ) ابھی آپ کے آزمائش اور ابتلار کے ایام ختم نہیں ہوئے ہیں۔ ان ایام میں سوائے اس کے کہ حفاظتِ جان کی سعیٔ کرلی جائے اور کچھ بس کی بات نہیں ہے۔ اور یہ بات (جان کی حفاظت) بروئے کار آئے گی۔ اغلب یہ ہے کہ آپ سلامت رہیں گے۔ اگرچہ شور وغل اور ہنگامے پیش آئیں گے۔ آزمائش کے ایام گزرنے پر وہ ترقی جو کہ سابق میں رکھتے تھے اس کی توقع ہرگز نہیں کرنی چاہیے وہ ترقی اب کہاں ع

زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ بساز

عقلمندی کا کام یہ ہے کہ اپنے اوقاتِ عزیز کو ایسے امر کے حاصل کرنے کی فکر میں صرف نہ کریں جو متصور اور متوقع نہیں ہے۔ اور (ترقی سابق کے) فقدان سے رنجیدہ نہ ہوں۔ یہ امید ہے کہ ایامِ آزمائش کے ختم ہونے اور سلطنتِ ہندوستان کی استقامت پر ظاہراً و باطناً پوری پوری کوشش کرنے کے بعد کوئی اچھی ملازمت میسر ہو جائے۔

علاوہ ازیں آپ نے لکھا تھا کہ ایک عزیز کے ذریعے ایسے پیغامِ ملاقات آرہے ہیں جو قسم کے ساتھ موکد ہیں اس بارے میں کیا مشورہ ہے؟

صاحبِ من! جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے جب آپ نے

میری رائے دریافت کی ہے تو مجھے لازم ہے کہ دل میں جو بات آئے اس کو بیان کر دوں۔ اس کے موافق کرنا نہ کرنا آپ کا کام ہے اس قوم کے قول وقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جس عزیز کا آپ نے نام لکھا ہے وہ بھی رئیس کے نزدیک اتنا اعتبار نہیں رکھتا کہ قول وقرار پر اعتماد کیا جائے، ہجوم وغلبہ قوم کے وقت مصلحت یہی ہے کہ غیر حاضر رکھا جائے۔ یہانتک کہ اچھے دن آئیں۔ والسلام۔

(۳۴)

ترجمہ مکتوب سی وچہارم

بطرف

تاج محمد خاںؒ بلوچ

رفعت دعوالی مرتبت عزیز القدر نواب تاج محمد خاں محفوظ و محظوظ اور بہ نظرِ عنایتِ خداوندی ملحوظ رہیں، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ ـــــ آپ کا مکتوبِ گرامی جاٹوں کی سرکشی سے متعلق پہنچا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید یہ ہے کہ وہ مخالف کو پائمال کر دے گا، خاطر جمع رکھیں ـــــ اندریں حالت ضروری ہے کہ :-

آں عزیز القدر، موسیٰ خاں اور دیگر جماعت مسلمین کے ساتھ موافقت کریں اور آپس میں دوستی و یک جہتی کو کام میں لائیں، اور اپنی طاقت کو دشمنوں کے مقابلہ میں صرف کریں۔ غالب اُمید ہے کہ اجتماعِ مسلمین اور اُن کی حسن عزیمت کی برکت سے تازہ فتح نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔ یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

اس زمانے میں دشمنانِ دین کے غالب ہونے اور مسلمانوں کے مغلوب ہونے کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے اغراضِ نفسانی

کو درمیان میں لاتے ہیں، اور ہنود کو اپنے کاروبار میں دخیل بناتے ہیں، ظاہر ہے کہ ہنود غیر مسلموں کا استیصال گوارا نہ کریں گے، دور اندیشی اور تحمل محمود شے ہے لیکن اتنی نہیں کہ غیر مسلم مسلمانوں کے شہروں پر غالب آتے چلے جائیں اور ہر روز ایک شہر پر قبضہ کرتے رہیں، یہ وقت تحمل اور مصلحت اندیشی کا نہیں ہے۔ یہ وقت خدا پر بھروسہ کرنے، اور استعدادِ حرب ظاہر کرنے اور غیرتِ مسلمانی کو جوش میں لانے کا ہے اگر آپ ایسا کریں گے تو اغلب ہے کہ "نسیمِ نصرت" چلنی شروع ہو جائے گی۔ فقیر جو کچھ جانتا ہے وہ یہ ہے کہ جنگِ جاٹ ایک طلسم ہے کہ اوّل اوّل خوفناک وخطرناک معلوم ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر پورا پورا توکل واعتماد کر کے اس جانب توجہ واقع ہوگی تو ظاہر ہوگا کہ سوائے نمائش کے وہاں کچھ نہ تھا، امید کہ اپنے حالات اور استعدادِ حرب کی کیفیت سے اطلاع دیتے رہا کریں گے۔ یہ چیز دعائے محافظت ونصرت میں ممد ومعاون اور سلسلہ جنباں ہوگی۔ والسلام

(۳۵)

ترجمہ مکتوب سی و پنجم

بطرف

نواب مجد الدولہ بہادر

خدائے عزوجل محفوظ و محظوظ اور اپنی چشمِ عنایت میں آپ کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا جس میں روئدادِ لشکر اور اُن ضعیف رایوں کی تفصیل تھی جن کو لوگ اپنے دماغوں میں پکا رہے ہیں۔

عزیز القدرِ من! فقیر اس قدر جانتا ہے کہ عالمِ ملکوت میں مرہٹہ و جٹ کا استیصال مصمم ہے اور وہ بعض اشخاص جن کی توجہ کو اس قسم کے امور کے حل و عقد میں عنایت فرمایا گیا ہے، ان مخالفین کے استیصال کی دُعا کرنے کے لیے برابر مامور ہیں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو دن بدن آپ کے دل میں ان کے استیصال کا جذبہ موجزن نہ ہوتا۔

اگر اس بدبخت کا آنا متحقق ہوا جو کہ سلطنتِ تیموریہ کی تخریب کے درپے ہے تو قولِ خداوندی "اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ" یعنی میری تدبیر بڑی مضبوط ہے ـــــ کا مصداق بھی یقینی طور پر ظاہر ہوگا۔ اطمینان رکھیں۔ والسّلام۔

(۳۶)

ترجمہ مکتوب سی ششم

بجانب

نواب مجد الدولہ کشمیری

فرزندِ نبیل عزیز القدر مجد الدولہ بہادر، محفوظ و محظوظ اور چشمِ عنایت سرمدی میں ملحوظ رہیں —— فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التیام۔ واضح ہو کہ ایک مدت سے آپ کا کوئی مکتوب نہیں آیا جس میں آپ کے حالات ہم پڑھتے۔ غالباً آپ کاموں میں مشغول ہیں۔ پہلے سے آپ کا یہ قاعدہ ہے کہ پریشانیوں کے وقت اپنے حالات کے اظہار کے لئے آپ فارغ ہوتے ہیں اور جب کبھی کسی نہ کسی درجے میں " گلِ مراد " کھلنے کا وقت آتا ہے تو کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رسمِ جہاں اور اہلِ جہاں کچھ ہے بھی اسی طرح کی۔

دوسری بات یہ لکھنا ہے کہ حافظ جواہر خاں اور ان کے لے پالک غلام مصطفیٰ کے بارے میں جو کہ فقیر سے اخلاص کا معاملہ رکھتے ہیں، آپ نے جو توجہ مبذول فرمائی یا فرماتے رہتے ہیں یہ بہت مناسب بات ہے۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں جواہر خاں نیک نفس آدمی ہے۔ خراش و تراش، اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر لگانا اور چغلی کھانا جو کہ بادشاہوں

کے مصاحبوں کی سخت مضرت رساں عادت ہوتی ہے، یہ بات جواہر خاں کے مزاج میں نہیں ہے۔ اغلب یہ ہے کہ جواہر خاں کے مزاج میں تلون اور رنگ برنگی بھی نہیں ہے کہ اُن کا مزاج ہر روز پلٹا کھاتا رہے..... اس زمانہ میں اسی قسم کے اشخاص چاہئیں کہ وہ بادشاہوں کے ہم کلام ہوں — جو شخص لگاؤ بجھاؤ کی عادت اور مزاج میں تلوّن رکھتا ہے، وہ ہر چند اوّل اوّل سبز باغ دکھائے مگر بے مزہ پھل اس سے پیدا ہوں گے۔ یہ دو تین باتیں جو میں نے لکھی ہیں ان میں اچھی طرح غور کرنا چاہیے۔ بابا فضل اللہ نے غلام مصطفیٰ کے بارے میں آپ کی توجہ اور اُن کے مکان سے "چوکی" کے اُٹھا لینے کو لکھا، اس سے میری طبیعت کو مسرت حاصل ہوئی۔ وجہ مسرت یہ ہے کہ غلام مصطفیٰ مجھ سے اخلاصِ صمیم رکھتے ہیں اور اچھی طبیعت کے انسان ہیں۔ والسلام۔

(۳۷)

ترجمہ مکتوب سی وہفتم

بطرف

نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں

فرزند نبیل، رفعت نشان عزیز القدر مجد الدولہ۔ عین عنایت خداوندی میں ملحوظ اور آفات سے محفوظ رہیں۔

آپ کا گرامی نامہ پہنچا جس کے ذریعہ وہاں کے واقعات کا علم ہوا نیز اہل غرض کا آنا اور مشرک کے طلب کرنے کا حال معلوم ہوا۔

عزیز القدر من! بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے اسباب ارضی ضعیف نظر آتے ہیں بلکہ اسباب ملکوت بھی ضعیف ہوتے ہیں۔ (مگر) اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے دل میں اس بات کا القار فرماتا ہے کہ اُس کام کے لئے اپنی ہمت کو مضبوط کر لیں۔ تاکہ اُس مرادِ حق کے مطابق جو غیب الغیب میں ہے ــــ اور جس کا کوئی اثر و نشان خارج میں اور ملکوت میں محسوس نہیں ہوتا۔ وہ کام پورے طریقے سے متحقق ہو جائے۔ یہ آپ کا کام بھی اسی قسم کا ہے۔ اگر تمام اسباب ارضی خلاصئ جٹ پر مجتمع ہو جائیں تب بھی سنت اللہ سے امید قوی یہی ہے کہ یہ لوگ خلاصی نہیں پائیں گے۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ وجود مراد کے وقت تک بہت کچھ نشیب و فراز آئیں گے۔ اطمینان کرنے اور وساوس کو دور کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں مبالغہ کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے۔ ہر شے اپنے وقت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔

والسلام

(۳۸)

ترجمہ مکتوب سی وہشتم

بجانب

نواب مجد الدولہ کشمیری

فرزند نبیل عزیز القدر مجد اللہ تعالیٰ ــــ محفوظ اور چشم عنایت سرمدی میں ملحوظ رہیں۔

نامۂ گرامی ایک مدت کے بعد ملا ــــ مشرک معلوم اور اس کے دخیل کار ہونے کی وجہ سے آپ کو جو ملالِ خاطر تھا الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تدارک اچھے طریقے سے کر دیا ہے۔ بالفعل سلطنت اس شخص کے لیے مقرر ہوئی ہے جو مشرک معلوم کے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ ہرگز موافقت اور سازباز نہ کرے گا جو سابق میں سلطنت پر تسلّط رکھتا تھا اور مشرک معلوم کی ڈینگیں مارنا اور بڑھ بڑھ کر باتیں اس تسلّط والے شخص ہی کے ذریعہ تھیں۔

نیرنگ زمانہ کبھی کچھ دنوں اُس (تسلّط والے) کو اوپر اُٹھاتا ہے اور کبھی سرنگوں کر دیتا ہے۔

متولیہ امور کے اطوار کے بارے میں اور اس کے ناواقف و نادان لوگوں سے باتیں سننے کے سلسلے میں جو آپ کو تشویش ہے (اس کے متعلق یہ لکھا جاتا ہے) کہ یہ تولیت اور برُدوات بھی عارضی ہے۔

مکرر مرقوم کیا جاتا ہے کہ زمانہ اپنے اندر بہت کچھ پست و بلند رکھتا ہے۔ پھر آپ دل کو خواہ مخواہ کیوں پریشان کرتے ہیں۔؟

...... الحمد للہ۔ فقیر کسی سے غبار نہیں رکھتا۔ آں عزیز القدر سے کہ اخلاص مصمم رکھتے ہیں، کس لیے غبار رکھے گا۔

نصیحت کی باتیں اس لیے لکھی جاتی ہیں کہ آپ کی تشویش خاطر کا علاج ہو جائے۔

زمانہ اور اہل زمانہ یہی لوگ ہیں۔ بھروسہ صرف کارساز بندہ نواز کے فضل و کرم پر کرنا چاہیے۔ اور لوگوں کی طرف سے کوئی ملال دل پر نہیں لانا چاہیے۔ اپنی خیریت کو اور حالات کو جیسے بھی ہوں مفصل لکھتے رہیں، آپ کی سرگزشتوں کے مطالعہ سے کوئی زحمت نہیں ہوتی بلکہ آپ کے حالات کے نہ معلوم ہونے سے تکلیف ہوتی ہے اور تلخیٔ انتظار برداشت کرنا پڑتی ہے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام

(۳۹)

ترجمہ مکتوب سی ونہم

بطرف

نواب عُبَیدُ اللہ خاں کشمیری

آپ کو خدائے عزوجل محفوظ و محظوظ اور اپنی چشمِ عنایت میں ملحوظ رکھے۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ نے علاقۂ جاٹ میں اقامت کرنے کے لیے دریافت کیا تھا۔ عزیز القدر! ایک جماعت کے دل پر بار بار ہر دو گروہ کے استیصال کے لیے دُعا کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے، ہرگز ان کے درمیان سکونت پذیر نہ ہونا چاہیے۔ اگر اس زمانہ میں حج کا ارادہ کرلیں سب سے بہتر رہے گا۔ دُنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی۔ اگر ممکن ہو سکے تو وہاں سے منتقل ہونا ضروری ہے۔ اگر حج بیت اللہ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ واپسی کے بعد بہت سے فائدے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کریں گے۔ یہ فتنہ کا زمانہ ہے کیوں دو سال تک خواہ مخواہ خوف و خطر میں اپنے آپ کو رکھا جائے۔

والسّلام

(۴۰)

ترجمہ مکتوب چہل

بجانب

حافظ جار اللہ (پنجابی)

.... دہلی میں ایک حادثۂ عظیم واقع ہوا، قوم جاٹ نے دہلی کے شہر کہنہ کو لوٹا اور حکومت اس فساد و شرارت کو دفع کرنے سے عاجز رہی، انھوں نے مال لوٹے، عزت و ناموس کو برباد کیا، اور مکانات کو آگ لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بمع اہل و عیال و مال و مکانات کے اُن کے دستِ ستم سے محفوظ رکھا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے بھائی کی کتابوں کو بھی ہماری کتابوں کے ساتھ محفوظ رکھا ــــ اور یہ لوٹ مار کا حادثہ اوائل رجب ۱۱۶۱ھ میں ہوا اور آخر شعبان تک باقی رہا۔[۱]

(۴۱)

ترجمہ مکتوب چہل و یکم

بجانب

میاں نیاز گل خاں

خلاصۂ دودمان مروت، میاں نیاز گل خاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ آں عزیز القدر کے خطوط برابر پہنچتے رہتے ہیں۔ ان خطوط سے آپ کی عافیت و خیریت معلوم ہوتی ہے اور فقیر کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے —— حمد الٰہی بجالاتا ہوں۔ اکثر اوقات میرا دل آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور چشمِ دل آپ کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی طرف کشادہ رہتی ہے۔ پروردگار کے فضل سے امید یہ ہے کہ جان و مال اور آبرو کی خیریت کے ساتھ باکمال جمعیت و ترقی معاودت کریں گے۔ نواب نجیب الدولہ کی جانب بھی چشم دل کھلی رہتی ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی باکمال عزت و آبرو رہیں گے۔

(۴۲)

ترجمہ مکتوب چہل و دوم

بجانب

ملّا امان اللہ و ملّا شیر محمد

فضائل دستگاہ ملّا امان اللہ و ملّا شیر محمد، حفظ الٰہی میں رہ کر دونوں جہان کی نعمتوں سے مالا مال رہیں۔ فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد از سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عافیت سے ہوں اور آپ کی عافیت کا خداوند کریم سے طالب ہوں۔ عرصہ ہوگیا کہ آپ کے احوال کا ایک ورق بھی پڑھنے میں نہیں آیا۔ دل، خیریت کا منتظر ہے۔ دیگر آنکہ جب بادشاہ (ابدالی) عازم ہندوستان ہوں تو آپ کے واقف کاروں اور مخلصوں میں سے جو شخص لشکر میں ہو۔ اس کو آپ تاکید کر دیں کہ فلاں شخص (ولی اللہ) شہر (دہلی) میں رہتا ہے۔ اگر ناگاہ فوج شہر میں داخل ہو تو اس کے متعلقین اور علاقے کی ہر ممکن حفاظتی تدبیر کی جائے۔ اگر کسی طالب علم کو ہمراہ لشکر کر دیں تاکہ اس مخلص کو بروقت یاد دلادے تو یہ بہت احتیاط کی بات ہوگی۔ اور اگر کسی ایسے شخص کی تحریر جس سے بادشاہ اعتقاد رکھتا ہو

ہمارے بارے میں لکھوالیں اور اس طالب علم کے ہمراہ کر دیں تو یہ بھی بہتر ہوگا۔

اگرچہ تمام امور وابستہ تقدیر الٰہی ہوتے ہیں لیکن توکل کو سبب کے ساتھ جمع کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔

ایسے شخص کے انتخاب میں طبیعت متردّد تھی جو ان چاروں امور کے سرانجام پانے کا سبب ہو۔ بالآخر آپ حضرات سے بہتر جس کو لکھا جائے کوئی اور سمجھ میں نہیں آیا۔ والحکم للّٰہ۔

حواشی

حواشی

مکتوب اوّل

۱ "الدین النصیحۃ" - حدیث نبوی ہے: "انما الدین النصح" ابو الشیخ فی التوبیخ عن ابن عمر۔ ملاحظہ ہو، جامع الصغیر، سیوطی (مطبع میمنیہ۔ مصر ۱۳۲۱ھ) جلد اول ص ۸۹۔

امام بخاری نے اس حدیث کو بطور عنوان اس طرح درج کیا ہے۔

"الدین النصیحۃ للہ والرسول ولائمۃ المسلمین وعامتھم"

بخاری۔ جلد ا ص ۱۳ (مطبع اصح المطابع، دہلی)

۲ سر جدو ناتھ سرکار کا خیال ہے:-

"اورنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے غیر حاضری کا فائدہ سب سے پہلے جاٹوں نے اٹھایا، انھوں نے سب سے پہلے سلطنت کی فوجوں کا مقابلہ کیا، اور عسکری طرز پر اپنی تنظیم شروع کردی۔ ہر جاٹ کسان کو تلوار چلانی سکھائی جاتی تھی اور اس کو بندوقیں وغیرہ دی جاتی تھیں، جاٹوں نے حملہ کرنے کے لیے جو اڈے، اور لوٹ مار کا مال جمع کرنے کے لیے جو مرکز بنائے تھے وہ گڑھیاں کہلاتی تھیں، یہ چھوٹے چھوٹے قلعے ہوتے تھے جو گھمسان جنگلوں میں بنائے جاتے تھے۔ مٹی کی دیواروں سے ان کو اتنا مضبوط اور مستحکم کرلیتے تھے کہ توپ خانہ کا مقابلہ کرسکتے تھے۔"

ملاحظہ ہو "تاریخ اورنگ زیب" جلد پنجم، ص ۷-۲۹۶

۳؎ خالصہ سے مراد وہ علاقہ ہے جو براہِ راست مرکزی حکومت یعنی بادشاہ کے تحت ہوتا تھا۔اس کے محاصل بادشاہ اپنے افسران کے ذریعہ وصول کرتا تھا۔اس کے برخلاف جاگیر کا علاقہ ہوتا تھا جس کے محاصل جاگیردار وصول کرتے تھے اور جس کا براہ راست مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو:۔

R.P. TRIPATHI, SOME ASPECTS OF MUSLIM ADMINISTRATION, P. 308,

دہلی کے ہر صاحب بصیرت فرمانروا کی یہ کوشش رہی ہے کہ خالصہ کا علاقہ بڑھایا جائے، ایسی صورت میں بادشاہ، صوبائی گورنروں اور جاگیرداروں کے رحم وکرم پر نہیں رہتا اور اور مرکزی دفاتر اور محلاتِ شاہی کے اخراجات کے لیے جس قدر روپے کی ضرورت ہوتی ہے وہ براہِ راست بادشاہ کو ملتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر صوبائی حکومتیں یا جاگیردار بادشاہ کے خلاف بغاوت کریں یا محاصل ادا نہ کریں تو بادشاہ پر فوری اثر نہیں پڑتا۔

ضیاء الدین برنی، مبارک شاہ خلجی کی ایک سیاسی غلطی کا ذکر کرتا ہے۔

"بسے دیہا و زمین ہا کہ در عہدِ علائی بخالصہ باز آوردہ بودند در عصرِ اُو مردمان یافتند"

(تاریخ فیروز شاہی ص ۳ ـ ۳۸۲)

بابر جب ہندوستان آیا تو اس نے اپنے افسران کو جاگیریں ضرور دیں، لیکن خالصہ کا بڑا خیال رکھا، مثلاً بہار کی جاگیر محمد زماں کو دی، لیکن ایک کرور اور ۲۵ لاکھ کے محاصل کا علاقہ خالصہ قرار دیدیا۔

ملاحظہ ہو:۔ MEMOIRS OF BABAR. P. 663.

شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ میں خالصہ کی کمی سے بادشاہ کی زندگی پر جو اثر پڑا تھا، اُس کا حال ایک معاصر مورخ، مصنف تاریخ عالمگیر ثانی کی زبانی سنیے، لکھتا ہے:۔

"صوبہ دہلی کے پرگنے اور چند دیگر صوبوں کے پرگنے جو خالصہ میں شامل تھے اور جن سے بادشاہ کے ذاتی ملازمین کی تنخواہیں ادا ہوتی تھیں، اب ہاتھ سے نکل گئے تھے، سہارنپور جس کے محاصل جاگیرداروں کے حوالے کر دیئے گئے تھے، اب نجیب خاں روہیلہ کے قبضہ میں تھا آگرہ کے قریب کے علاقے جاٹوں کے پاس تھے، جے پور کے مادھو سنگھ نے نارنول وغیرہ کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا، نتیجہ یہ تھا کہ ایک محل بھی خالصہ میں نہ تھا۔ نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ کے دسترخوان کے لیے بھی روپیہ نہ رہا۔ بیگمات بہت سے اخراجات اپنی جیب خاص سے کرتی تھیں۔"

تاریخ عالمگیر ثانی۔ قلمی نسخہ ص ۲۹-۲۸-۲۲)

نیز ملاحظہ ہو SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE II P. 35.

نظام الملک نے اس سلسلہ میں بادشاہ کو جو مشورے دیئے تھے، اُن کا ذکر خافی خاں نے اس طرح کیا ہے :-

"..... روزی نظام الملک بہادر باظہار خیرخواہی بعرض رساند کہ اولا نام اجارۂ محال خالصہ کہ باعث خرابی و ویرانی ملک گردیدہ برطرف باید نمود۔ دوم رشوت کہ بنام پیش کش جاری گشتہ از طریقہ و داب بادشاہان بعید و خلاف رائے سلیم است۔ سوم جزیہ بر کفار بدستور عہد خلد مکان جاری باید نمود۔ چہارم آنکہ چوں در ایام فتور ہمایوں پادشاہ کہ ملک ہندوستان بتصرف شیر شاہ افغان رفتہ بود از شاہ ایران کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی واقعی بعد توجہ ہمایوں پادشاہ طرف ایران بظہور آمدہ اگر درین وقت برای دفع اذیت افغانان کومک فرماں روای ایران نمائند در تواریخ باعث نیکنامی خاندان تیموریہ ثبت خواہد گردید پادشاہ فرمودند کہ کرا داریم کہ بچنیں مہم مامور سازیم۔ فتح جنگ بعرض رساند ہر یکی از بندہ ہای کار طلب حضور کہ بدیں خدمت مامور گردد اطاعت حکم بجا خواہد آورد و الا اگر خانہ زاد را بدیں مہم ماذون فرمایند بدل و جان خواہیم

کوشید ازین مقولہ چند کلمہ از راہ خیر اندیشی وخیر خواہی درخدمت بادشاہی عرض نمود بعد کہ بادشاہ برای این مصلحت کنگاش بادیگر امرای حضور بمیان آورد قسمی از طرف نظام الملک بہادر خاطرنشان پادشاہ نمودند کہ حسن ظن نظام الملک رابسوی ظن مبدل ساختہ درحق چناں وزیر بی نظیر سراپا تدبیر بدمظنہ ساختند۔ واز انکہ آداب تسلیمات عنایات و آداب اطاعت پادشاہ موافق رویۂ سلطنت بالکل نماندہ بود نظام الملک بہادر می خواست کہ درنسق آداب پادشاہی اجرای حکم از سرنو کوشد واین معنی باعث خارخار دل مقربان حضور می گردید لہذا روز بروز از طرف فتح جنگ آنچہ مرکوز خاطر او اصلا نبود خاطرنشان پادشاہ نمود حقوق جانفشانی او بکلمات غرض آمیز حسد انگیز مبدل نمودہ بدمظنہ می ساختند و پادشاہ ناتجربہ کار را بمرتبۂ درحق نظام الملک بہادر بفکر ہای فاسد انداختند۔ (منتخب اللباب جلد دوم ص ۹۴۸ - ۹۴۹)

سے جاگیر کا علاقہ بڑھانے سے مرکزی حکومت کے استحکام میں فرق آجاتا ہے، سلطنت کے اجزاء میں نظم وضبط کا اعلیٰ معیار قائم نہیں رہ سکتا، مرکزی حکومت جاگیرداروں کے رحم وکرم پر ہوتی ہے، فلسفۂ تاریخ کا ایک ناقابلِ تردید اصول ہے کہ:۔

"THE MORE THE JAGIRS, THE MORE UNHAPPY IS THE PEASANT AND UNSTABLE IS THE GOVERN-MENT." — یعنی جتنی زیادہ جاگیریں ہوں گی اتنی ہی حکومت کمزور، اور کاشت کار پریشان ہوں گے۔

شاہ صاحبؒ کی نگاہ حقیقت بیں تھی، انھوں نے جاگیرداری کو بالکل ختم کرنے کا مشورہ نہیں دیا کہ ایسی صورت میں جاگیردار حکومت کے خلاف متحد ہوجاتے اور سیاسی ابتری اور انتشار میں اضافہ ہوجاتا۔ شاہ صاحبؒ مشورہ دیتے ہیں کہ چھوٹے منصب داروں کو جاگیریں نہ دی جائیں اور پھر اس کی وجوہات بتاتے ہیں۔

۵۔ منصب داری کے مختلف پہلوؤں کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو۔

ABDUL AZIZ: "THE MANSABDARI SYSTEM AND THE MUGHAL ARMY". G.S.K. RAO SAHIB: SOME NOTES ON MUGHAL MANSABS, J I.H XVI P.50-62.

۶۔ "حقِ نمک" کو قرونِ وسطیٰ کے سیاسی اور سماجی نظام میں ایک ناقابلِ تردید اخلاقی اصول کی اہمیت حاصل تھی، نمک حرامی کو بد ترین اخلاقی جرم سمجھا جاتا تھا۔ راحت المحبین میں حضرت نظام الدین اولیاء کا قول نقل کیا گیا ہے۔

"بزرگ حقے است حقِ نمک   حقِ آں نگاہ تواند داشت"

قلمی نسخہ ۷ (ب)

برنی (ص ۵۷۵ ـــ ۵۸۳) عفیف (ص ۶۶) تاریخ مبارک شاہی ص ۸۶، تاریخ داؤدی (ص ۳۴۳) (الیٹ) وغیرہ سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پروفیسر محمد حبیب نے خزائن الفتوح کے مقدمہ میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

THE COMPAPAIGNS OF SULTAN ALAUDDIN KHALJI, P. XV,

اٹھارھویں صدی میں نمک حرامی کو ایک آرٹ بنا لیا گیا تھا۔ اس صدی کی ساری تاریخ نمک حرامی اور غداری کی ایک طویل داستان ہے۔ کمزور فرماں روا، ایسے سیاسی اور اخلاقی مجرموں کو سزا نہیں دیتے تھے، اس کے اثرات عوام پر برے پڑتے تھے۔ شاہ صاحبؒ کے خیال میں سیاسی زندگی کی بہتری کا راز "نمک حرامی" کے خاتمہ میں تھا۔

اٹھارھویں صدی میں مغل فوجوں کی حالت انتہائی خراب تھی، نظم وضبط اور فرمانبرداری کے بجائے بدنظمی اور حکم عدولی عام ہو گئی تھی۔ سر وولزلے ہیگ نے لکھا ہے:

"سلطنت کے زوال کا ایک بڑا سبب فوجوں کی بدنظمی اور بے قاعدگی بھی تھی۔۔۔ فوج

کے اعلیٰ افسران آپس میں لڑتے رہتے تھے ..... دشمنوں سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے ..... عام بدنظمی نے فوج کو ایک بے ترتیب ہجوم کی صورت دیدی تھی، نہ کوئی عسکری تربیت تھی نہ نظام ..... غیر حاضری کی سزا بہت دی جاتی تو ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی ..... فوجی جرائم کے لئے کوئی سزا نہ تھی، افسر کبھی بہت ہی زیادہ غصہ ہوجاتا تو گدھے پر بٹھا کر کیمپ میں گھموا دیتا ..... اس فوج میں نہ فاتحانہ عزم تھا نہ کوئی سپاہیانہ جذبہ"

CAMBRIDGE HISTORY OF INDIA VOL IV P. 374-75.

نیز ملاحظہ ہو IRVINE : THE ARMY OF THE INDIAN MUGHALS, P. 296-299.

ﻫ احمد شاہ (۱۷۴۸-۱۷۵۴) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں۔ مجبور ہو کر سپاہیوں نے شورش کی، محلوں کے دروازے روک کر کھڑے ہوگئے۔ ایک امیر کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا اور فوجیوں نے اس وجہ سے دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں۔ شاکر خاں پانی پتی نے لکھا ہے کہ احمد شاہ کے زمانہ میں محلات شاہی کے ساز و سامان کی فہرست بنا کر دکانداروں کو دی گئی تھی، تاکہ اس کو فروخت کر کے سپاہیوں کی تنخواہیں ادا کر دی جائیں۔ (تذکرۂ شاکر خاں قلمی) (ص ۳۴)

نیز ملاحظہ ہو:۔ FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL II P. 346-347

فوجیوں کے افلاس کا اندازہ مصنف تاریخ عالمگیر ثانی کے اس بیان سے ہوتا ہے:۔

"فوجیوں نے افلاس سے تنگ آکر اپنے گھوڑے بیچ دیئے تھے، پیدل فوج کے پاس وردیاں نہ رہی تھیں، جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا اس وجہ سے وہ مرنے لگے تھے، فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے، اور بعض اوقات شاہی سواری کی ہمراہی میں بھی نہ ہوتے تھے"

(تاریخ عالمگیر ثانی (قلمی) ص ۱۵-۲۳ وغیرہ)

نیز ملاحظہ ہو:- FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL II P. 37.

۵ مرکزی حکومت کی نااہلی اور بادشاہوں کی سستی اور عدم توجہی کی اس سے بڑھ کر مثال ملنی مشکل ہے کہ انھوں نے خالصہ کے علاقہ میں بھی ٹھیکہ دینے کی رسم جاری کر دی تھی۔ اول تو اس زمانہ میں خالصہ کا علاقہ تھا ہی کتنا۔ یعنی دہلی سے پالم تک۔ پھر جب اس کے محاصل وصول کرنے میں بھی بادشاہوں کو دقت ہونے لگے تو قبائے جہانداری کو تار تار کر دینا ہی بہتر ہے۔ بابر کے سیاسی تدبر کا ذکر اس سے پہلے (نوٹ ۳۰) میں گذر چکا ہے کہ اس نے بہار میں بھی خالصہ کا علاقہ رکھا، اُسی کے جانشین یہ تھے کہ دہلی کے خالصہ کا انتظام کرنے سے معذور تھے۔

مکتوبِ دوم

۱ گجرات کا صوبہ جغرافیائی، اقتصادی، تجارتی، عسکری اور سیاسی اعتبار سے نہایت اہم تھا، دکن پر تسلط قائم رکھنے کے لیے اس پر اقتدار ہونا ضروری تھا۔ شاہانِ مغلیہ نے اس علاقہ کو اپنے قبضہ سے نکال کر جس سیاسی بصیرت کے فقدان کا ثبوت دیا اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

IRVINE: LATEIR MUGHALS VOL II P. 165-215.

۲ صوبہ مالوہ، جمنا سے نربدا تک پھیلا ہوا تھا، اس کے مغرب میں راجپوتانہ اور مشرق میں بندھیلکھنڈ تھا۔ سلطنتِ مغلیہ کے لیے اس کا محل وقوع اور پیداوار کی خاص اہمیت تھی۔ جنوبی اور شمالی ہندوستان کے درمیان یہ کڑی کی مانند تھا۔ افیون، گنا، انگور، چھالیہ وغیرہ کی زبردست کاشت یہاں ہوتی تھی۔ صنعت و حرفت میں گجرات کے بعد اسی کا درجہ تھا۔ شمالی ہندوستان سے دکن کو جانے والی فوجوں کو مالوہ سے ہی گذرنا پڑتا تھا۔ مرہٹوں اور شمالی ہندوستان کے درمیان اس کی حیثیت پشتے کی تھی اس کے نکل جانے کے بعد

مرہٹوں کا طوفان کف بردہان اُمنڈنے لگا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

RAGHUBIR SINH: MALWA IN TRANSITION P. 107-111.

IRVINE: LATER MUGHALLS VOL II P. 242-245.

۳ے مرہٹوں نے اپنا اقتدار کس طرح بڑھایا؟ اس کے لیے ملاحظہ ہو۔

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL I P. 67-76

"HOW THE MARATHA POWER SPREAD OVER THE MUGHAL EMPIRE" سیکشن

مرہٹوں کے اقتدار کا عوام پر اقتصادی اثر کیا پڑا؟ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے:

"نیتے دارند کہ ہر جا دست یابند وجوہِ معاش جمیع خلق خدا بند کردہ بطرف خود می کشند و زمینداری و مقدمی و عملِ پٹواری گری باقدمین نگذاشتہ، اساسِ وارثان کارہائے مذکورہ را از بیخ و بن برکندہ بنیاد دخل و تصرفِ خود قائم کنند۔"

اس کے بعد ایک زبردست معاشی اور اقتصادی حقیقت کو اس طرح مذہبی انداز میں بیان کیا ہے۔

"رازقِ مطلق تعالیٰ شانہٗ کہ روزی رسانِ ہندو مسلمان است براتِ رزق اصنافِ خلایق بر ہمیں زمین نوشتہ، تمام ایں مملکت بریک قوم چہ طور مسلم توانند ماند۔"	رازقِ مطلق اللہ تعالیٰ جو ہندو مسلمان دونوں کا روزی پہنچانے والا ہے۔ اسی نے ہر ایک کی روزی کا حصہ اسی سرزمین (ہند) میں مقرر فرمایا ہے۔ یہ سلطنت کسی ایک قوم کے فائدہ کے لیے کس طرح مخصوص کی جاسکتی ہے۔

۴ے چوتھ سے مراد لگان کا وہ چوتھائی حصہ ہے جو مرہٹے جبراً مغلیہ سلطنت کے اُن دورافتادہ علاقوں سے وصول کرتے تھے جو ان کے رحم و کرم پر تھے۔

مورخوں نے اس کی نوعیت کے متعلق مختلف رائیں ظاہر کی ہیں، رانا ڈے نے لکھا ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد وہ علاقے کسی تیسری طاقت کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے تھے اور یہ بالکل ولزلی کے SUBSIDIARY SYSTEM کے مانند تھا۔

سرکار کا خیال ہے کہ اس ٹیکس کے دینے کے بعد صرف مرہٹوں کے حملوں سے نجات مل جاتی تھی۔ مرہٹوں پر دوسری طاقتوں کے حملہ سے بچانے کی کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی تھی، چوتھ، ڈاکوؤں کو خریدنے کا ایک طریقہ تھا۔ سارودی سائے نے لکھا ہے کہ یہ خراج تھا جو مفتوحہ علاقوں سے لیا جاتا تھا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:۔

SARKAR: SHIVAJI AND HIS TIMES P. 407-408

SARKAR: HISTORY OF AURANGZEB VOL. IV P. 262-3.

SEN: MILITARY SYSTEM OF THE MARATHAS P. 28-53.

SEN: ADMINISTRATIVE SYSTEM OF THE MARTHAS P. 111.

۵ سخت ناانصافی ہوگی اگر یہ سمجھا جائے کہ شاہ صاحبؒ غیر مسلم جماعتوں سے تعصب کی بنا پر یہ لکھ رہے ہیں۔ اس زمانہ میں مرہٹوں کی ہنگامہ آرائیوں سے ہندو اور مسلمان سب ہی متاثر ہوئے تھے۔ بنگال کا مشہور شاعر گنگا رام، بنگال پر ان کے حملوں کا حال لکھتا ہے:۔

"برگیوں نے دیہاتوں کو لوٹنا شروع کر دیا..... کچھ لوگوں کے انھوں نے ہاتھ، ناک اور کان کاٹ لیے، کچھ کو مار ڈالا، خوبصورت عورتوں کو وہ رسیوں میں باندھ کر لے گئے، جب ایک بار کی زنا کر چکتا تھا تو دوسرا کرتا تھا۔ عورتیں چیخیں مارتی تھیں ..... انھوں نے گھروں کو آگ لگا دی اور ہر طرف لوٹ مار کرتے ہوئے گھومے۔"

سر جدو ناتھ سرکار نے گنگا رام کی یہ عبارت نقل کی ہے اور لکھا ہے، کہ مرہٹوں کی زنا کے معاملہ میں بہت بُری شہرت تھی۔ ملاحظہ ہو۔

FALL OF THE MOGHAL EMPIRE — P. 87.

پرتگالی مصنفوں نے بھی مرہٹوں کی ان حرکتوں پر کانوں میں انگلیاں دی تھیں۔ ملاحظہ ہو:۔

PISSURLENCAR: PORTUGUESESE MARATHAS II P. 49,

بنگال کے ایک مشہور پنڈت وینشور و ودیاپتی نے ۱۷۴۸ء میں مرہٹوں کے ہنگاموں اور مظالم کا ذکر نہایت دردانگیز لہجے میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو FALL OF THE MOGHAL EMPIRE I P. 88. ان سب بیانات کے پیش نظر شاہ صاحب کا یہ جملہ کچھ تعجب خیز نہیں معلوم ہوتا۔

۵۶ جمنا کے جنوبی علاقہ میں آگرہ سے دہلی تک جاٹ آباد تھے، ان کی مشرقی سرحد چنبل تھی، اس علاقہ میں ان کی ہنگامہ آرائی کا یہ عالم تھا کہ مرکزی حکومت کا ناک میں دم آگیا تھا بقول سرکار" دہلی اور آگرہ کی سڑک پر ایسا کانٹا برداشت نہیں کیا جاسکتا تھا:۔ FALL, VOL I P. 369. دہلی سے آگرہ نقل و حرکت میں بڑی احتیاط برتنی پڑتی تھی، دکن کو اجمیر ہوتی ہوئی جو فوجیں جاتی تھیں وہ اسی علاقے سے گذرتی تھیں۔

بہادر شاہ کے زمانہ میں اس سڑک کی مخدوش حالت کا اندازہ دستور الانشار کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو دستور الانشار از یار محمد، ص ۱۳۰۔

۱۷۱۲ء میں جب ڈچ نمائندے اس علاقہ سے گذرے تو انھوں نے بھی ان ہنگاموں کو دیکھا۔ LATER MUGHALS I P. 321.

جان سرمن (JOHN SURMAN) جون ۱۷۱۵ء میں یہاں سے گذرا تھا، اس نے جاٹوں کی امن سوز حرکتوں کا ذکر اپنی ڈائری میں کیا ہے:۔

ORME COLLECTIONS — P. 1694

شاہ جہاں کے عہد میں جاٹوں نے ایک مرتبہ زبردست شورش برپا کی تھی ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء میں

متھرا کا فوجدار مرشد قلی خاں اُن سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔

ے سرجدوناتھ سرکار، تاریخ اورنگ زیب جلد پنجم ص ۷-۲۹۶ پر لکھتے ہیں:۔

"اورنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے غیر حاضری کا فائدہ دو نئے جاٹ لیڈروں راجہ رام اور رام چہرہ نے اٹھایا...... راجہ رام کی قانون شکن حرکتوں کو آگرہ کا گورنر خافی خاں بھی نہ روک سکا، جاٹوں نے راستے بند کر دیئے اور بہت سے علاقوں کو لوٹا اور اکبر کے مقبرہ کو لوٹنے کے لیے سکندرہ کا رُخ کیا، لیکن میر ابوالفضل نے جو وہاں کا فوجدار تھا بہادری سے مقابلہ کیا اور باغی کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ راجہ رام نے مشہور تورانی افسر اصغر خاں کا سامان لوٹا...... اصغر خاں جاٹوں سے لڑتا ہوا مارا گیا"۔

ے مئی ۱۶۸۶ء کو اورنگ زیب نے مشہور جنرل خان جہاں کو کلتاش ظفر جنگ کو جاٹوں کے مقابلے کے لیے بھیجا، خان جہان کو شکست ہوئی تو اورنگ زیب کو خطرہ کی نوعیت کا اندازہ ہوا اور اپنے لڑکے اعظم کو جاٹوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ اعظم ابھی بُرہان پور ہی پہنچا تھا کہ شہنشاہ نے اس کو واپس بلا لیا اور اعظم کے بڑے بیٹے بیدار بخت کو جو اس وقت ۱۷ سال کا تھا جاٹوں کے مقابلے کے لیے بھیجدیا (دسمبر ۱۶۸۷ء)۔ یہاں شاہ صاحب کا اشارہ بیدار بخت ہی کی جانب ہے۔

ے شاید یہاں شاہ صاحبؒ کا اشارہ راجہ بھشن سنگھ (جے پور) کی جانب ہے لیکن راجہ بھشن سنگھ نے جاٹوں کے استیصال میں بڑا زبردست کام کیا تھا اور اس وقت بیدار بخت سے اس کی مخالفت کا کوئی واقعہ نظر سے نہیں گذرا۔ راجہ بھشن سنگھ نے اورنگ زیب سے تحریری عہد کیا تھا کہ وہ جاٹوں کے مشہور قلعہ "سنسنی" کو برباد کر دے گا"۔

(تاریخ اورنگ زیب ج ۵ ص ۳۰۰)

سرکار نے لکھا ہے کہ راجہ بھشن اپنے باپ اور دادا کی طرح بڑے منصب کی آرزو رکھتا تھا اور اس لیے یہ اہم کام انجام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سنسنی کا محاصرہ بیدار بخت

نے کیا تھا، ممکن ہے راجہ کو شہزادہ سے اسی لیے مخالفت پیدا ہو گئی ہو کہ ایسا اہم کام
جس کے لیے اُس نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ شہزادہ کے سپرد کیوں کر دیا گیا۔

؎ فرخ سیر کے زمانہ میں چورامن کے ہنگاموں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

IRVINE: LATER MUGHALS, VOL. I P. 321-27.

شاہ صاحبؒ نے جس مہم کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے مفصل واقعات اروِن نے
بیان کیے ہیں۔ چورامن نے قطب الملک وزیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ رشوت دے کر اس بات پر
آمادہ کیا کہ وہ فرخ سیر کو صلح کر لینے کا مشورہ دے۔ (اروِن جلد اول ص ۳۲۶)

راجہ جے سنگھ (جو چورامن کے خلاف بھیجا گیا تھا) اس مصالحت کے خلاف تھا اس کا
خیال تھا کہ چورامن کی طاقت کے ختم ہونے میں زیادہ عرصہ نہیں لگے گا، اس کے بغیر مشورہ
یہ صلح کر لی گئی۔ فرخ سیر خود اس صلح کے لیے آمادہ نہ تھا لیکن قطب الملک نے مجبوراً
صلح کرائی۔ جب چورامن دہلی آیا تو فرخ سیر نے اس کو صرف ایک مرتبہ دربار میں آنے دیا۔
دوسری مرتبہ دربار میں حاضری کی اجازت نہ دی۔

IRVINE: LATER MUGHALS, I P. 327.

قطب الملک کے چال چلن اور سیاسی ہنگاموں کے لیے ملاحظہ ہو:۔

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE

VOL. P. 10-11,

؎ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:۔

IRVINE: LATER MUGHALS II P. 120-124,

؎ محمد شاہ (۱۷۱۹-۱۷۴۸) کا بیٹا احمد شاہ تھا جو اس کے بعد تخت پر بیٹھا۔
یہاں شاہ صاحبؒ نے اس کا نام لکھنے کے بجائے پسر محمد شاہ لکھا ہے اور ایسا عمداً
کیا ہے۔ شاہ صاحبؒ احمد شاہ ابدالی کو خط لکھ رہے ہیں اس لیے اس کا نام لکھنا سوء ادب

خیال کیا۔

۱۳؎ صفدر جنگ، سعادت خاں صوبہ دار اودھ کا داماد تھا۔ ۱۷۳۹ء میں سعادت خاں کے انتقال پر اودھ کا صوبہ دار ہوگیا، اور اٹھارویں صدی کی سیاست میں کافی حصہ لیا۔ مختصر حالات کے لیے ملاحظہ ہو۔

FALL, VOL I PP. 22-24, 442 — 448.

۱۴؎ ۹ مئی ۱۷۵۳ء کو سورج مل جاٹ نے پرانی دہلی کو لوٹا تھا۔ سرجدوناتھ سرکار نے اس کا تفصیلی ذکر اپنی کتاب FALL, VOL I P. 480-8 میں کیا ہے۔ لکھا ہے۔

"وزیر کو خود لڑنے میں تامل تھا، اس لیے سورج مل کو آگے بڑھا دیا اُس نے پُرانی دہلی کو خوب لوٹا...... عام لوگوں پر سخت مصیبت آئی بہت لوگوں نے خودکشی کرلی......
جاٹوں کے اس ہنگامہ کو لوگ جاٹ گردی کے نام سے یاد کرتے تھے"

ہرچرن داس مصنف چہار گلزار شجاعی کا بیان ہے کہ جب جاٹوں نے لٹنا شروع کیا تو دہلی کے باشندے گھبراہٹ اور پریشانی میں گھر سے نکل کر کھڑے ہوئے، وہ در بدر، گلی بہ گلی مارے پھرتے تھے، بالکل اس طرح جیسے کوئی ٹوٹا ہوا جہاز ظالم موجوں کے رحم و کرم پر ہو، پاگلوں کی طرح ہر شخص پریشان حال اور گھبرایا ہوا نظر آتا تھا۔" (قلمی نسخہ شمارہ ۱۰/۴)

۱۵؎ صفدر جنگ کے خلاف بادشاہ کی تفصیلی کارروائی کے لیے ملاحظہ ہو:

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE

VOL. I P 483-500.

۱۶؎ سراج الدولہ کی طرف اشارہ ہے جو ۱۷۵۶ء میں علی وردی خاں کے انتقال کے بعد بنگال کا صوبہ دار ہوا تھا۔

۱۷؎ گداگری کے دو حسرت ناک واقعات کے لئے ملاحظہ ہو۔

FALL OF THE MUGHAL EMPIRE. VOL. P 37.

۱۷-الف ملاحظہ سیر المتاخرین ص ۸۷۰
طباطبائی نے لکھا ہے کہ سلطنت اور شہنشاہ اس وقت بے معنی الفاظ ہو کر رہ گئے تھے۔
۱۷-ب ملاحظہ ہو۔

FALL OF THE MUGHAL EMPIRE . I P. 481.

۱۸ نادر شاہ کے حملہ نے مغلیہ سلطنت کی کمزور عمارت کو متزلزل کر دیا تھا۔
سرکار نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے حملہ نے دہلی سلطنت کا ایک مرکز تباہ کر دیا (FALL VOL. I P. 7II) شاہانِ مغلیہ کا سیاسی اقتدار خاک میں مل گیا۔ کرنال کے میدان میں دس بارہ ہزار سپاہیوں کا خون ہوا۔ دہلی کے تقریباً ۲۰ ہزار نفوس تہ تیغ ہوئے — ہندوستان کی بعض نئی طاقتوں کا عروج بھی اسی وجہ سے ہوا، دہلی کی سلطنت اتنی کمزور ہو گئی کہ ان نئی طاقتوں کا مقابلہ نہ کر سکی۔ پروفیسر ہری رام گپتا نے بتایا ہے کہ سکھوں.... نے اس حملہ سے بے حد فائدہ اٹھایا اور پنجاب میں لوٹ مار کی۔

HISTORY OF THE SIKHS, P. 3-4.

۱۹ سورۃ الفتح - ۲۹ : ۴۸

"محمد رسول اللہ کا ہے، اور جو لوگ کہ ساتھ اس کے ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے، رحمدل ہیں درمیان اپنے، دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے"۔

۲۰ سورۃ المائدہ - ۵۴ : ۵

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو کوئی پھر جاوے گا تم میں سے دین اپنے سے پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے ان کو اور پیار کرتے ہیں وہ اس کو، نرمی کرنے والے ہیں اوپر مسلمانوں کے، جہاد کریں گے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈریں گے ملامت کسی ملامت کرنے والے کی سے"۔

۲۱ پوری روایت ابن ماجہ (مطبع اصح المطابع، دہلی۔ ص ۱۹۱) میں اس طرح ہے:
"عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لزوال الدنیا اهون علی اللہ من قتل مومن بغیر حق"

۲۲ سورۃ الفتح۔ ۲۵ : ۴۸

"اور اگر نہ ہوتے مرد مسلمان اور عورتیں مسلمان، نہیں جانتے تم اُن کو یہ کہ کچل ڈالو تم ان کو پس پہونچ جاوے تم کو ان سے ایذا بے خبر، یعنی تو ابھی فتح ہو جاتی" کہ داخل کرے اللہ بیچ رحمت اپنی کے جس کو چاہے اگر جدا ہو جاتے مسلمان کافروں سے البتہ عذاب کرتے ہیں ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ان میں سے عذاب درد دینے والا"

۲۳ "اخرج البخاری عن ابی سعید ..... من عصم اللہ" یہ روایت مشکوٰۃ میں بحوالہ بخاری درج ہے۔ مشکوٰۃ جلد دوم ص ۶۳-۶۲

(مطبوعہ لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز)

بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت لکھی ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جو خلیفہ بنایا جاتا ہے اُس کے دو ولی دوست (باطنی قوت) ہوتے ہیں، ایک ان میں سے اُس کو خیر و نیکی کی تلقین کرتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے، دوسرا اُس کو شر کا حکم کرتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے، اور محفوظ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔"

۲۴ "واخرج ابو یوسف .... تعجزہ"

ملاحظہ ہو کتاب الخراج ص ۶ (المطبعۃ الامیریہ القاہرۃ)

۲۵ واخرج ابو یوسف عن زبید .... طاقتهم"

ملاحظہ ہو کتاب الخراج ص ۸

۲۶ "واخرج ابو یوسف عن هانی .... اشد منہ" ملاحظہ ہو کتاب الخراج ص ۹

۲۷ "واخرج ابویوسف عن عطاء بن ابی رباح ..... من الدنیا"

ملاحظہ ہو کتاب اخراج ص ۹

مکتوب سوم

۱ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ‏ (سورۃ بنی اسرائیل ۳۳ : ۱۷)

"اور جو کوئی مارا جاوے مظلوم، پس تحقیق کیا ہے ہم نے واسطے والی اس کے غلبہ پس چاہیے کہ نہ زیادتی کرے بیچ قتل کے تحقیق وہ ہے یعنی وارث مقتول کا مدد دیا گیا۔"

۲ "رفیع الدرجات ذوالعرش" تا "قہار" رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (سورۃ المومن ۱۶-۱۵ : ۴۰)

"بلند درجوں والا ہے صاحب عرش کا، ڈالتا ہے روح کو حکم اپنے سے اوپر جس کے چاہتا ہے بندوں اپنے سے، تو کہ ڈراوے دن ملاقات کے سے جس دن کہ وہ ظاہر ہوں گے، نہیں چھپے گا اوپر اللہ کے اُن سے کچھ، واسطے کس کے ہے بادشاہی اس دن، واسطے اللہ اکیلے غالب کے۔"

مکتوب چہارم

۱ اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ

سورۃ ہود (۶۱ : ۱۱) میں ہے: اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ

"تحقیق پروردگار میرا نزدیک ہے دعا قبول کرنے والا۔"

مکتوب پنجم

لہ سورۃ ہود ۶۱ : ۱۱

۲ہ لِکُلِّ اجلٍ کتاب ۔ سورۃ الرعد ۳۸ : ۱۳ "واسطے ہر ایک وعدے کے ایک لکھت ہے ۔

مکتوب نہم

لہ صفدر جنگ نے سورج مل جاٹ کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ ملاحظہ ہو :۔

FALL OF THE MUGHAL EMPIRE, VOL, II P. 435

مکتوب یازدہم

لہ یعنی احمد شاہ (۱۷۴۸۔۱۷۵۴) جیسا کہ آگے آنے والی عبارت سے ظاہر ہے۔

۲ہ احمد شاہ کی والدہ کا نام ادہم بائی تھا۔ اُس نے اپنے زمانہ کی سیاست میں بڑا حصہ لیا تھا۔ احمد شاہ نے اس کو بائی جیو صاحبہ۔ نواب قدسیہ، صاحبہ الزمانی، صاحب جیو صاحبہ اور قبلۂ عالم وغیرہ کے خطابات یکے بعد دیگرے دیئے تھے۔ احمد شاہ کے عہد میں سارا انتظام مملکت اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا تھا، بڑے بڑے امرا اور افسران روزانہ اس کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوتے تھے۔ وہ پردے کے پیچھے سے ساری عرضیاں اور احکام لکھواتی تھی۔

۳ہ رفیع الدولہ بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا منجھلا بیٹا تھا، سادات بارہہ نے ۴ر جون ۱۷۱۹ء کو رفیع الدرجات کو تخت سے اُتار کر رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اُس نے کل چار مہینے اور ۱۶ دن حکومت کی۔ ۱۷ر ستمبر ۱۷۱۹ء کو درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

میں دفن کیا گیا۔

۴ھ روشن اختر، بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا چوتھا بیٹا تھا۔ رفیع الدولہ کے بعد ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ بادشاہ غازی کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا ۱۷۴۸ء تک حکومت کی۔

۵ھ یہاں شہزادہ محمد ابراہیم کی طرف اشارہ ہے جس کو عبداللہ خاں (سید بارہہ) نے محمد شاہ کی زندگی میں ۱۵ر اکتوبر ۱۷۲۰ء کو تخت پر بٹھا دیا تھا، تھوڑے ہی دنوں کے بعد محمد شاہ نے اس کو پکڑ بلوایا اور جیل خانہ میں ڈلوا دیا۔ جہاں ۳۰ر جنوری ۱۷۴۶ء کو اس کا انتقال ہو گیا۔

۶ھ احمد شاہ، محمد شاہ کے بعد تخت نشین ہوا تھا، اس کے دورِ حکومت کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو۔

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE,
VOL I CHAPTER VIII

۷ھ نادر شاہ کا قتلِ عام ۱۱ر مارچ ۱۷۳۹ء (بروز اتوار) ۹ بجے صبح سے شروع ہوا تھا اور ۲ بجے دوپہر تک جاری رہا۔

مکتوب دوازدہم

۱ھ احمد شاہ ابدالی نے جب پانچویں بار (۱۷۵۷ء) ہندوستان پر حملہ کیا تو جاٹوں کی طرف خاص توجہ کی۔ اس حملہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

FALL, VOL. II P. 114-125.

مکتوب سیزدہم

۱ھ بارہہ ضلع مظفر نگر (یو۔پی) میں ایک قصبہ ہے، سید برادران جنہوں نے

اٹھارھویں صدی کی سیاست میں نمایاں حصہ لیا تھا، اسی جگہ کے باشندے تھے۔

۲ بوڈھانہ اور کھتولی، ضلع مظفر نگر (یوپی) کے دو قصبات ہیں، کھتولی میں پھلت ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، پھلت کو شاہ ولی اللہؒ کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مکتوب چہاردہم

۱ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے لیے ملاحظہ ہو، ضمیمہ،

مکتوب پانزدہم

۱ اس زمانہ میں شاہ صاحب کے قلب وجگر پر ملت کی پریشان حالی کا کچھ ایسا اثر تھا کہ "غربا،" ہی کا لفظ ان کی زبان سے نکلتا تھا۔ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔

"ما مردم غریبیم کہ در دیارِ ہندوستان آبائے ما بغربت افتادہ اند"

(وصیت نامہ ص ۲۰۲)

۲ سورۃ ھود (۱۱: ۶۱)

۳ اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝

سورۃ الاعراف: ۱۹۶: ۷

"تحقیق دوست میرا ہے اللہ جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے صالحوں سے"

مکتوب شانزدہم

۱ سورۃ فیل۔ ۱۰۵

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ

فِیْ تَضْلِیْلٍ ۙ وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۙ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ۝

"کیا نہ دیکھا تو نے، کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ ہاتھیوں والوں کے، کیا نہ کردیا مکران کا بیچ گمراہی کے اور بھیجے اوپر اُن کے پرند جانور جماعت جماعت، پھینکتے تھے پتھر کنکر سے، پس کردیا اُن کو مانند بھس کھائے ہوئے کے"۔

^۲ شاہ صاحب صرف وظیفہ بتادینے پر اکتفا نہیں کرتے، عمل کی تلقین بھی ساتھ ساتھ کرتے ہیں۔ یہ ان کا مخصوص انداز ہے۔ ان کی نظر میں کامیابی کا انحصار "دعا" اور "عمل" دونوں پر تھا۔

مکتوب ہفت دہم

[۱] قریۃ الصالحین سے مراد پھلت ہے شاہ صاحب پھلت ہی میں پیدا ہوئے تھے، اپنی پیدائش گاہ کی سلامتی کا خیال شاہ صاحب کو ہر وقت رہتا تھا، اس سے قبل بھی ایک مکتوب میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔

مکتوب ہشتادہم

[۱] یہ متنبی کا مصرع ہے جس کا صدر یہ ہے۔

ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ

مکتوب نوازدہم

[۱] احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۵۲ء میں کشمیر پر حملہ کیا تھا، حملہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

ISLAMIC CULTURE, VOL XI NO, 4 P. 499 – 500.

۲؎ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا۔
(سورۃ الجن ۱ ۲۵ : ۷۲)

"میں نہیں جانتا کیا نزدیک ہے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم یا کرے واسطے اس کے پروردگار میرا مدت۔"

مکتوب بستم

۱؎ صفدر جنگ کی ٹانگ میں ایک پھوڑا نکلا تھا جو بعد کو کینسر میں تبدیل ہو گیا۔ ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۵۴ء کو اس کا انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو :۔

THE FIRST TWO NAWABS OF AWADH, A. L. SRIWASTAVA. PP. 238-239.

مکتوب بست و یکم

۱؎ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ (سورۃ یوسف : ۶ : ۱۲)

"اور پوری کرے گا نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوب کے جیسا پورا کیا تھا اس کو اوپر دو باپ تیرے کے، پہلے اس سے ابراہیم اور اسحاق کے۔"

۲؎ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا۔ (سورۃ الاحزاب ۶۲ : ۳۳)

"عادت خدا کی بیچ اُن لوگوں کے کہ گذرے پہلے اُن سے اور ہر گز نہ پاوے گا تو واسطے عادت اللہ کے بدل ڈالنا۔"

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۝ (سورۃ الفتح ۲۳ : ۴۸)

"عادت اللہ کی جو تحقیق گزری ہے پہلے اس سے اور ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے عادت اللہ کے بدلے جانا۔"

مکتوب بست و پنجم

لہ سورۃ الطلاق ۳: ۶۵ میں ہے:

وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔ "اور رزق دے گا اس کو اس جگہ سے کہ نہیں گمان کرتا۔"

مکتوب بست و ششم

لہ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ، (سورۃ التوبہ ۱۲۹: ۹) "پس اگر پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ۔"

مکتوب بست و ہشتم

لہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں متعدد جگہ اس شعر کو استعمال کیا ہے۔ یہاں شاہ صاحب بالکل اسی ذہنی کیفیت میں اس کو نقل کرتے ہیں۔

مکتوب سی

لہ صفدر جنگ کی نظر میں روہیلوں کی طاقت کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی، جب وہ برسر اقتدار آیا تو اُس نے روہیلکھنڈ کی سند قطب الدین خاں نبیرہ عظمت اللہ خاں سابق گورنر مراد آباد کے نام دربار شاہی سے جاری کرادی۔ قطب الدین سات ہزار فوج اکٹھا کر کے عازم روہیلکھنڈ ہوا، حافظ الملک نے اس قصد سے باز رکھنا چاہا، مجبوراً حافظ الملک نے جنگ کی، رام گنگا کے کنارے جنگ ہوئی

اور قطب خاں مارا گیا، شاہ صاحبؒ نے یہ خط آصف جاہ کو اس وقت لکھا ہے جبکہ قطب
خاں کا ہنگامہ شروع ہوا تھا، اس میں پیشین گوئی بھی کی ہے کہ "بسر سبز نخواہد شد"۔
ملاحظہ ہو "گلستانِ رحمت"۔

LIFE OF HAFIZUL MULK, P.28.

CAMBRIDGE HISTORY OF INDIA IV P. 429.

FALL OF MUGHAL EMPIRE I P. 337.

لہ ستمبر اکتوبر ۱۷۵۸ء میں گرانیٔ غلہ کا یہ عالم تھا کہ روپیہ کے ۹ سیر گیہوں ملتے تھے، مونگ
کی دال روپیہ کی آدھ سیر، ماش کی دال روپیہ کی پانچ سیر۔ دہلی میں دوائیں تک گراں ہوگئی
تھیں،

FALL OF THE MUGHAL EMPIRE. II P. 154.

مکتوب سی و یکم

لہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (سورہ محمد ۷ : ۴۷)
"اگر مدد کرو تم دین خدا کے کی مدد دے گا تم کو۔"

مکتوب سی و سوم

لہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

(سورۃ البقرۃ ۲۸۶ : ۲)

"نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی جی کو مگر طاقت اس کی پر۔

مکتوب سی و چہارم

لہ سورہ محمد ۷ : ۴۷

مکتوب سی و پنجم

۱؎ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ سورۃ الاعراف ۔ ۱۸۳ : ۷

"تحقیق مکر میرا مضبوط ہے۔"

مکتوب چہل

۱؎ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۸ء

قتل و غارت گری کی یہ انتہا ہے کہ دہلی رجب سے شعبان تک لٹتی رہی اور مغلیہ سلطنت بالکل بے بس رہی، تاریخوں میں اس لوٹ کا تفصیلی حال نہیں ملتا۔ بہر حال ان حالات میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مسلمانوں نے حد درجہ مایوسی کی حالت میں "جوہر" کر کے اپنے آپ کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

ضمیمہ جات

(۱)

شاہ ولی اللہؒ کی خودنوشت سوانح

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے حالات اور سوانح میں ایک رسالہ الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف، تصنیف فرمایا تھا۔ یہاں اصل رسالہ مع اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بدأ بالنعم قبل استحقاقها وخص من شاء بمعرفة الاسماء واذواقها والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمد المتحلی بتیجان الکرامات واطواقها المکرم بصنوف العطیات واطباقها وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الذین بهم قیام الملة ورواج اسواقها۔

امّا بعد می گوید فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ۔ ایں کلمۂ چندست مسمّیٰ بہ "جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف"۔ باید دانست کہ ولادت ایں فقیر روز چہار شنبہ چہارم شوال مقارن طلوع شمس سنہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت کرے اور اچھا معاملہ فرمائے — کہ یہ چند کلمات کا ایک رسالہ ہے جو "جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف" کے نام سے موسوم ہے۔

اربع عشر از قرن دوازدہم واقع شد۔
بعض اختر شناسان بضاعۃ
نمو دارات حکم کردند کہ طالع ولادت
دوم درجہ از حوت بود و شمس درجہ
درطالع وزہرہ در ہشتم آں وعطارد
در بست ویکم آں زحل در دہم درجہ حمل
ومشتری در پانزدہم آں وآں سال
سال قران علوسین بودہ است و
آں در اول درجہ بود مریخ در دوم درجۂ
آں و راس در سرطان۔ واللہ اعلم
بالصواب۔

بعض یاراں عظیم الدین تاریخ
یافتند وحضرت والدین قدس اللہ
تعالیٰ سرہما وجماعۃ از صالحان مبشرات
بسیار درحق ایں فقیر قبل ولادت و
بعد ازاں دیدند۔ چنانچہ بعض اعزا و
اخوان واجلہ خلان تفصیل آں واقعات
با وقائع دیگر در رسالہ مضبوط نمودہ
اند و آں را بقول جلی مسمی کردہ اند جزاہ
اللہ خیر الجزاء واحسن الیہ والی
اسلافہ واعقابہ وادخلہ الی

جاننا چاہیے کہ اس فقیر کی پیدائش بدھ کے
دن سورج کے طلوع ہونے کے وقت ۴ر
شوال ۱۱۱۴ھ کو ہوئی۔

بعض اختر شناسوں نے علم نجوم کی
رو سے میرا زائچہ کھینچا ہے ان کے حساب
سے وہ سال شمس وعطارد کے
قران کا سال تھا۔ ....
....
....
....
....

بعض حضرات نے عظیم الدین ،
تاریخ ولادت نکالی۔ والدین اور صالحین
کی ایک جماعت نے بہت سی سچی خوابیں
اس فقیر کے حق میں قبل ولادت اور اس کے
بعد دیکھیں۔ چنانچہ بعض اعزاء نے
اُن واقعات کی تفصیل دوسرے واقعات
کے ساتھ ایک رسالے میں لکھی ہے جس کا
نام قول جلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین
جزا دے اور اُن کے ساتھ اور اُن کے اسلاف
واعقاب کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اُن کو

ما ایتمناہ من دینہ ودنیاہ۔
چوں سال پنجم درآمد بہ مکتب نشست
ودر سال ہفتم حضرت والد بزرگوار بر نماز
ایستادہ کردند وبر روزہ داشتن فرمودند
وتطہیر نیز در ہمیں سال واقع شد وچناں
درخاطر ماندہ است کہ آخر ہمیں سال
قرآن عظیم ختم کردم وکتب فارسیہ
ومختصرات خواندن شروع کردم ودر
سال دہم شرح ملامی خواندم وراہ
مطالعہ فی الجملہ کشادہ شد۔
وسال چہاردہم تزوج صورت گرفت
ودراں معنی حضرت والد بزرگوار غایت استعجال
کردند وچوں اظہار عذر فقدان اسباب پیش
آوردند حضرت ایشاں باں جماعۃ نوشتند کہ در
تعجیل سری ہست وسر آں من بعد
روشن شد کہ بعد تزوج عنقریب ام
زوجۂ فقیر وفات یافت وبعد ازاں عنقریب
جد زوجہ انجانب والدہ اش وبعد ازیں عنقریب
شیخ فخر العالم خلف الصدق عم بزرگوار ایں فقیر
شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ بگذشتند۔ و
بعد ازاں عنقریب والدۂ برادر کلاں ایں فقیر

دین ودنیا کی حسب دلخواہ ترقی نصیب کرے
جب میری عمر کا پانچواں سال ہوا میں
مکتب میں بیٹھا اور جب سات برس کا ہوا تو
حضرت والد بزرگوار نے مجھ کو نماز پر کھڑا کیا
اور روزہ رکھنے کے لیے فرمایا اور ختنہ بھی
اسی سال ہوا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ میں نے
اس سال کے آخر میں قرآن عظیم ختم کرلیا تھا
اور کتبِ فارسیہ اور مختصرات پڑھنے شروع
کردیئے تھے۔ عمر کے دسویں سال شرح
ملا جامی پڑھتا تھا۔ اور راہ مطالعہ کچھ
نہ کچھ کشادہ ہوگئی تھی۔ چودھویں سال
نکاح ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت والد بزرگوار
نے بہت زیادہ عجلت فرمائی۔ اور جب میری
سسرال میں فقدان اسباب کا عذر ہوا تاکہ
نکاح کچھ تاخیر سے ہو) تو حضرت والد بزرگوار
نے اُن لوگوں کو لکھا کہ اس تعجیل میں ایک
خاص بھید ہے۔ یہ بھید بعد کو روشن ہوا
کہ میرے نکاح کے فوراً بعد میری خوشدامن
کا انتقال ہوا اُس کے کچھ دن بعد میری زوجہ
کے نانا فوت ہوئے اس کے کچھ ہی عرصہ
کے بعد میرے تایا شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ

شیخ صلاح الدین قضا کردند وبعد ازاں عنقریب حضرت ایشاں ضعیف شدند وامراض شتّٰی برایشاں غالب آمدند وبعد ازاں واقعہ وفات ایشاں پیش آمد۔ بالجملہ ایں جمعیت از ہم پاشید ومعلوم خاص وعام شد کہ اگر درہماں نزدیکی تزوج واقع نمی شد بعد ازاں سالہا امکان نداشت کہ ازقوۃ بفعل آید۔

وپانزدہم سال بود کہ با والدِ بزرگوار بیعت کردم وباشغال صوفیہ خصوصاً نقشبندیہ مشایخ مشغول شدم و از حیثیت توجہ وتلقین وتعلیم آداب طریقت ولبس خرقۂ صوفیہ ارتباط درست نمودم۔ وہماں سال طرفی از بیضاوی خواندم وحضرت والدِ بزرگوار طعام وافر مہیا ساختند و خاص وعام را دعوت فرمودند وفاتحہ، اجازت درس خواندند۔

بالجملہ از فنون متعارفہ بحسب رسم ایں دیار بپانزدہم فراغ حاصل شد،

کے صاحبزادے شیخ فخر العالم نے وفات پائی۔ بعد ازاں کچھ ہی عرصہ گذرنے پر، برادر کلاں شیخ صلاح الدین کی والدہ گذر گئیں۔ اس کے بعد حضرت ایشاں (والد ماجد) ضعیف وکمزور ہوگئے اور مختلف قسم کے امراض ان پر غالب آگئے پھر ان کی وفات کا واقعہ پیش آیا۔

غرض یہ ہے کہ خاندانی جمعیت کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور سب کو معلوم ہوگیا کہ اگر میرے عقد نکاح کی تقریب اس وقت نہ انجام پاتی" تو اس کے بعد سالہا سال ممکن نہ تھا کہ قوت سے فعل میں آسکے۔

پندرھویں سال میں تھا کہ والد بزرگوار سے بیعت ہوا اور اشغال صوفیا خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں مشغول ہوا۔ اور توجہ تلقین، تعلیم آدابِ طریقت اور خرقۂ صوفیہ پہننے کی راہ سے اپنی نسبت کو درست کیا۔ اسی سال تفسیر بیضاوی کا کچھ حصہ پڑھا، حضرت والد بزرگوار نے بہت سا کھانا پکوایا اور خاص عام کی دعوت کی اور مجھ کو درس کی

از علم حدیث مشکوٰۃ تمام آن خوانده شد الا قوتی یسیر از کتاب البیع تا کتاب الآداب و آں باجازت متدارک گشت وطرفی از صحیح بخاری تا کتاب الطہارۃ کما بیش وتمام شمائل النبی بر حضرت ایشاں سماع کردم ـ بقرأت بعض اصحاب و از علم تفسیر طرفی از تفسیر بیضاوی وطرفی از تفسیر مدارک خواندم واز جملہ مِنَنِ عظمی بریں ضعیف آں بود کہ چند بار در مدرسہ قرآن عظیم باتدبر معانی و شان نزول ورجوع بتفاسیر بخدمت ایشان حاضر شدم وایں معنی سبب فتح عظیم افتاد والحمد للہ واز علم فقہ شرح وقایہ و ہدایہ بتمامہا الا طرفی یسیر از ہر دو خوانده شد واز اصول فقہ حسامی آں وطرفی صالح از توضیح وتلویح واز منطق شرح شمسیہ ہمہ اش وطرفی از شرح مطالع واز کلام شرح عقاید ہمہ اش باطرفی از خیالی وشرح مواقف طرفی ازاں واز سلوک طرفی از عوارف وپارہ از رسائل نقشبندیہ وغیر آں

اجازت عنایت فرمائی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس علاقے کی رسم کے مطابق پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم متعارفہ سے فراغ حاصل ہو گیا علم حدیث میں مشکوٰۃ کل پڑھی۔ کچھ حصّہ یعنی کتاب البیع سے کتاب الآداب تک رہ گیا تھا، اُس کی اجازت بھی مل گئی ۔ صحیح بخاری کا ایک حصہ تقریباً کتاب الطہارۃ تک اور شمائل ترمذی تمام بعض اصحاب کی قرأت کے ذریعے والد صاحب کے حلقۂ درس میں سماعت کی۔ علم تفسیر میں کچھ حصہ بیضاوی کا اور کچھ تفسیر مدارک کا میں نے پڑھا۔ اور اس ضعیف پر اللہ تعالیٰ کے بہت سے احسانات میں سے ایک احسان عظیم یہ بھی تھا کہ چند بار مدرسہ میں قرآنِ عظیم کو معانی اور شان نزول کے تدبر کے ساتھ اور متعدد تفاسیر کی طرف رجوع کر کے حضرت والد صاحب کی خدمت میں پڑھنے کے واسطے حاضر ہوا۔ اور یہ امر فتح عظیم کا سبب بنا والحمد للہ۔ علم فقہ سے شرح وقایہ اور ہدایہ اِن دونوں میں سے تھوڑا حصّہ چھوڑ کر کل کی کل پڑھی گئیں

واز حقایق شرح رباعیات مولانا جامی
ولوائح ومقدمہ شرح لمعات ومقدمہ
نقد النصوص واز خواص اسما وآیات مجموعۂ
خاصہ حضرت ایشاں چند نوبت اجازت
دادواز طب موجز القانون واز حکمت
شرح ہدایہ الحکمت وغیرآں۔ واز نحو
کافیہ وشرح ملا براں، واز معانی عظیم
از مطول واز مختصر معانی آنقدر کہ حاشیہ
ملازادہ برآنست واز ہندسہ وحساب
بعض رسائل مختصرہ دریں میان سخناں
بلند در ہر فن بخاطر می رسیدند واز کوشش
زیادہ ترکشادکار بنظر می آمد وسال
ہفدم از عمر فقیر حضرت ایشاں مریض
شدند ودرہماں مرض برحمت حق پیوستند
ودر مرضِ موت اجازتِ بیعت وارشاد
دادند وکلمۂ یدہ کیدی مکرر فرمودند۔
نعمتی کہ از ہمہ عالی باید شمرد آنست کہ
حضرت ایشاں در نہایت رضامندی
بہ نسبت ایں فقیر بودند ودر نہایت
رضامندی بگذشتند وتوجہ ایشاں
بایں فقیر ہیچ بتوجہ آبا بنا نمی مانست،

اصول فقہ سے حسامی اور توضیح وتلویح کا
معتدبہ حصہ اور منطق سے شرح شمسیہ کل اور
شرح مطالع کا کچھ حصہ علم عقائد وکلام میں
شرح عقائد نسفی کل اور کچھ حصہ خیالی کا
اور شرح مواقف کا کچھ حصہ۔ علم سلوک
میں عوارف المعارف کا کچھ حصہ نیز رسائل
نقشبندیہ وغیرہ کا کچھ حصہ حقایق میں
شرح رباعیات مولانا جامی، لوائح، مقدمہ
شرح لمعات، مقدمہ نقد النصوص پڑھے۔
خواص اسماء وآیات میں حضرت والد صاحب
نے اپنے خاص مجموعہ سے چند بار اجازت
مرحمت فرمائی۔ علم طب میں موجز القانون
اور حکمت میں شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ
پڑھیں۔ نحو میں کافیہ اور شرح ملا جامی۔ فن
معانی میں بہت بڑا حصہ، مطول کا اور مختصر المعانی
کا اس قدر حصہ جس پر حاشیہ ملا زادہ چڑھا ہوا
ہے اور ہندسہ وحساب سے بھی بعض
رسائل مختصرہ پڑھے۔ اس تعلیم کے دوران میں
اونچے درجے کی علمی باتیں ہر فن سے متعلق دل
میں گذرتی تھیں ۔۔ اور کوشش سے
زیادہ کشادکار نظر آتا تھا۔ جب فقیر کی عمر ۱۷ سال

باایں ہمہ ہیچ پدری را و ہیچ استادی را و ہیچ مرشدی راندیدم کہ بہ نسبت ولد و تلمیذ خود ایں قدر دقائق شفقت مرعی دارد کہ حضرت ایشاں بہ نسبت ایں فقیر اللّٰھم اغفر لی ولوالدی وارحمھما کما ربیانی صغیرا وجازھما بکل شفقۃ ورحمۃ ونعمۃ مھیما علیٰ ماۃ الف اضعافھا اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔

بعد از وفات حضرت ایشان دوازدہ سال کمابیش بدرس کتب دینیہ وعقلیہ مواظبت نمود۔ در ہر علمی خوض واقع شد، و توجہ بر قبر مبارک پیش گرفت و دراں ایام فتح توحید وکشاد راہ جذب وجانبی عظیم از سلوک میسر آمد، وعلوم وجدانیہ فوج فوج نازل شدند و بعد ملاحظۂ کتب مذاہب اربعہ، واصول فقہ ایشاں واحادیثی کہ متمسک ایشاں ست قرارداد خاطر بمدد نور غیبی روش فقہا ر محدثین افتاد۔

کی ہوئی تو حضرت ایشاں بیمار ہو گئے اور بالآخر رحمت حق سے مل گئے مرض موت میں اجازت بیعت وارشاد مرحمت فرمائی اور کلمۂ یدہٗ کیدی۔ (یعنی اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی مانند ہے) بار بار فرمایا ــ وہ نعمت جو سب سے بڑھ کر ہے یہ ہے کہ حضرت ایشاں اس فقیر سے انتہائی رضامند رہے اور رضامندی کی حالت ہی میں اس دنیا سے رخصت ہوئے اگرچہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ اس فقیر کے ساتھ اُس طرح کی نہ تھی جیسا کہ عام طور پر باپ اپنی اولاد کے ساتھ رکھتے ہیں اسکے باوجود کسی باپ کو کسی اُستاد کو اور کسی مرشد کو میں نے نہیں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اور شاگرد و مرید کے ساتھ اس قدر دقائق شفقت ملحوظ رکھتا ہو جتنی حضرت ایشاں میرے ساتھ ملحوظ رکھتے تھے، اے اللہ میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی مغفرت فرما اور اُن پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کھاکر) پرورش فرمایا اور ان دونوں کو ان کی ہر شفقت اور رحمت و نعمت کے عوض لاکھوں گنی زیادہ رحمت عنایت فرما۔ بیشک تو قریب اور دعا کا

بعد ازاں دوازدہ سال شوق
زیارت حرمین محترمین در سر افتاد
و در آخر سنہ ثلث و اربعین بہ حج
مشرف شد و سال اربع و
اربعین بمجاورت مکہ معظمہ و زیارت
مدینہ منورہ و روایت حدیث از
شیخ ابوطاہر قدس سرہ وغیرہ
از مشائخ حرمین محترمین موفق
گشت - در آن میان بہ روضۂ
منورہ حضرت سید البشر علیہ افضل
الصلوٰۃ و اتم التحیات متوجہ شد
و فیضہا یافت و با متوطنان حرمین
از علماء و غیر ایشاں صحبتہائی رنگین
اتفاق افتاد و خرقۂ جامعہ شیخ
ابوطاہر کہ حاوی جمیع خرق صوفیہ
تواں گفت پوشید و آخر ایں
سال حج گذاردہ و اوائل سال
خمس و اربعین متوجہ وطن
مالوف شد و روز جمعہ چہاردہم
رجب در کنف صحت و سلامت
بوطن رسید، و اما بنعمۃ

قبول کرنے والا ہے حضرت ایشاں کے انتقال
کے بعد تقریباً بارہ سال تک کتب دینیہ و عقلیہ
کے درس میں پابندی کے ساتھ مشغول رہا ہر علم
میں غور و خوض کیا اور حضرت والا کی قبر پر توجہ
رکھی - ان ایام میں باب توحید کھلا اور راہ
جذب کھلی اور سلوک کا بڑا حصہ میسر آیا، نیز
علوم وجدانیہ کثرت سے قلب پر وارد ہوئے،
کتب مذاہب اربعہ اور اُن کے اصول فقہ
نیز اُن احادیث کے دیکھنے کے بعد جن سے
فقہا دلیل پکڑتے ہیں - نور غیبی کی مدد سے
دل کو فقہاء محدثین کی روش اچھی لگی ان بارہ سال
کے بعد زیارت حرمین محترمین کا شوق سر میں سمایا
اور ۱۱۴۳ھ کے آخر میں حج سے مشرف ہوا ۱۱۴۴ھ
میں مجاورت مکہ معظمہ اور زیارت مدینہ منورہ نیز
شیخ ابوطاہر قدس سرہٗ وغیر مشائخ حرمین محترمین
سے روایت حدیث کی توفیق نصیب ہوئی -
اسی عرصے میں روضۂ منورۂ حضرت سید البشر
صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوا اور بہت فیوض
پائے - حرمین کے باشندوں سے جن میں علماء بھی
تھے اور غیر علماء بھی خوب خوب صحبتیں رہیں شیخ
ابوطاہر کا خرقۂ جامعہ پہنا جو تمام خرقِ صوفیہ پر

رَبِّكَ فَحَدِّثْ نعمت عظمیٰ بریں
ضعیف آنست کہ اورا خلعت فاتحیّتہ
دادند و فتح دورۂ بازپسین بردست
وی کردند و ارشاد فرمودند کہ مرضی
درفقہ چیست آنرا جمع کردہ فقہ حدیث
از سر بنیاد کرد و اسرار حدیث و مصالح
احکام و ترغیبات و سائر آنچہ حضرت
پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم از خدا
تعالیٰ آوردہ اند و تعلیم فرمودہ اند
و آں فنی است کہ پیش ازیں فقیر
مضبوط تر از سخن ایں فقیر کسے آں را
ادا نہ کردہ است، با وجود جلالتِ
آں فن، اگر کسی را دریں حرف شبہ
باشد گو کتاب قواعد کبریٰ بہ بین کہ
شیخ عزالدین آنجا چہ جہد ہا کردہ
لعشر عشیر ایں فن فائز نشدہ و
طریقۂ سلوک کہ ایں برہان مرضی
حق ست و دریں دورہ فائز میشود
الہام فرمودند آنرا در دو رسالہ
ضبط کردہ بہ لمعات و الطاف
القدس، مسمّیٰ نمود و عقائد قدمای

حادی کہا جا سکتا ہے ۔ اس سال کے آخر میں بھی
حج ادا کیا اور ۱۱۴۵ھ کے شروع میں وطن مالوف
کی طرف متوجہ ہوا، اور بروز جمعہ ۱۴ رجب کو
صحت و سلامتی کے ساتھ وطن پہنچا۔ قرآن کی
آیت ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے
رب کی نعمت کا شکر ادا کر) اس حکم کی تعمیل میں
کہتا ہوں کہ منجانب اللہ بڑی نعمت اس فقیر
کو یہ عنایت کی گئی ہے کہ اس کو خلعت فاتحیتہ
دیا ہے۔ اور اس دور آخر کی کشاد کا راس
کے ہاتھ سے وابستہ کی ہے۔ اور فقہ میں پسندیدہ
کیا ہے اس کی رہنمائی بھی کر دی ہے۔ میں نے
اس رہنمائی سے اس پسندیدہ فقہ کو جمع
کر کے فقہ حدیث کی از سر نو بنیاد رکھی۔ اور
اسرار حدیث اور مصالح احکام و ترغیبات
نیز ان تمام امور کے مصالح جو حضرت پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم کی طرف سے
لے کر آئے ہیں اور جن کی تعلیم آپ نے فرمائی
ہے اور یہ اسرار حدیث اور مصالحِ احکام
دین کا فن کہ فقیر سے پہلے زیادہ مرتبِ
طریقے پر کسی نے نہیں لکھا، باوجودیکہ یہ فن
عظیم الشان فن ہے، اگر کسی کو میری اس بات

اہل سنّت بدلائل و حجج اثبات کرد
آنرا از خس و خاشاک .... معقولیان
پاک ساخت و بوجہی مقرر نمود کہ محل
بحث نماند و علم کمالات اربعہ یعنی
ابداع و خلق و تدبیر و تدلی بایں عرض
و طول و علم استعداد نفوس انسانیہ
بجمیعہا و کمال و مآل ہر کسی افاضہ
فرمودند و ایں ہر دو علم جلیل اند کہ پیش
ازیں فقیر کسی بر گرد آن نگشتہ و حکمت
عملی کہ صلاح ایں دورہ در آنست
بوسعتِ تمام افادہ نمودند و توفیق تشئید
آں بکتاب و سنت و آثار صحابہ دادند
و بر تمیز آنچہ علم دین ست منقول از
حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم و
آنچہ مدخول ست و محرف و آنچہ سنت
ست و آنچہ ہر فرقہ بدعت کردہ است،
افادہ ساختند۔ ولوان لی فی کل
منبت شعرۃ لسانا لما استوفیت
واجب حمدہ والحمد للہ رب العلمین

میں شبہ ہو تو اس سے کہو وہ کتاب قواعد کبریٰ کو
دیکھ لے کہ اس کتاب میں شیخ عز الدینؒ نے
کس قدر محنت کی ہے مگر اس فن کے عُشر عشیر کو
بھی نہ پہنچ سکے ــــ اور وہ طریقۂ سلوک الہام
فرمایا جو برہان مرضئ حق ہے اور اس دور میں
کامیاب ہے۔ طریقۂ سلوک کو دو رسالوں میں
تحریر کیا ہے جن کے نام لمعات اور الطاف القدس
ہیں ــــ میں نے عقائد متقدمین اہلِ سنت
کو دلائل سے ثابت کیا اور معقولیوں کی خس و
خاشاک سے اُن کو صاف کر دیا اور اس طرح ثابت
کیا کہ اب بحث ومباحثہ کا موقع باقی نہیں رہا۔
علم کمالات اربعہ یعنی ابداع، خلق، تدبیر اور تدلّی
سے متعلق علم باوجود اس کی وسعت وکشادگی
کے اور استعداد نفوس انسانیہ کا علم پورے طریقے
سے اور ہر کسی کے کمال ومآل کا علم افاضہ فرمایا۔
اور یہ دونوں آخر الذکر علم بہت اونچے ہیں فقیر
سے پہلے کوئی ان علوم کے گرد نہیں پہنچا۔ اور حکمت عملی
کہ اس دور کی کامیابی و درستگی اسی میں مضمر ہے بوسعت
تمام مجھے بخشی گئی ــــ اور کتاب وسنت
اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کو
مضبوط ومستحکم کرنے کی توفیق مجھے

ارزانی فرمائی۔ جو علم دین ہے اور منقول
ہے۔ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
سے، اور جو علم اس میں داخل کر دیا گیا
ہے اور تحریف شدہ ہے یا جو کچھ سنت
ہے اور جو کچھ ہر فرقے کی بدعت ہے
۔ اس کی شناخت اور تمیز مجھے عطا فرمائی
گئی ہے ـــ اگر میرا ہر رونگٹا زبان
بن جائے، تب بھی میں اللہ تعالیٰ
کی حمد کما حقہ نہیں کر سکتا، والحمد للہ۔

(۲)

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی آخری علالت اور وصال کی تفصیلات پر سید محمد نعمان حسنیؒ کا مکتوب شاہ ابو سعید حسنی رائے بریلوی کے نام

سید محمد نعمان حسنیؒ کا یہ مکتوب جو جناب ماموں مولوی نسیم احمد صاحب قبلہ فریدی نے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں دریافت کیا تھا، اور جو الفرقان اور الرحیم میں شائع ہو چکا ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی آخری علالت اور وصال کی نہایت اہم تفصیلات پر مشتمل ہے۔ یہاں اصل خط معہ اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔

"باسمہ سبحانہ وتعالی	باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ — اللہ تعالیٰ
شانہ — الحمد للہ علی النعماء	کی حمد ہے اس کی نعمتوں پر نیز جذبۂ رضا بالقضا
والرضا علی القضا والصبر علی	کے حصول پر اور مصیبت وبلا میں صبر کے
المصیبۃ والابلاء والصلوٰۃ والسلام	حاصل ہونے پر اور درود وسلام سید الشاکرین،
علی سید الشاکرین وزبدۃ	زبدۃ الراضین، قدوۃ الصابرین، شفیع المذنبین
الراضین وقدوۃ الصابرین	رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ پر، اور
وشفیع المذنبین ورحمۃ	(آپ کے ضمن میں) آپ کے آل واصحاب پر
للعلمین محمد والہ وصحبہ	جو کہ طیب وطاہر تھے اور آپ کے وارثین
الطیبین الطاہرین وعلی	یعنی علماء راسخین اور اولیاء
ورثتہ علماء الراسخین و	مرشدین پر۔
اولیاء المرشدین الی یوم الدین	تا قیام قیامت۔
بعد ھذا —	حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح

اگر شرح سوگواری ..... واقعۂ
ارتحال امام سنت وجماعت ومقتدائے
ارباب کرامت، پیشوائے عرفائے زمان،
سرآمد اولیائے جہان، قطب
زمانی، محبوب سبحانی سیدنا ومرشدنا
ولی اللہ فاروقی مجدد مأتہ دوم الف ثانی
رضی اللہ عنہ ازیں عالم پُر ملال بصوب
دارالافضال بوصال ذوالجلال بر صفحۂ
روزگار ثبت باید، ہر آئینہ مانند حال
ماغریباں سزد ے

چہ بخاطر رسید یار مرا
کہ بہ ہجراں کشید کار مرا

وامصیبتاہ ـــ ایں چہ بے نیازی...
است کہ ہم چنیں روح مقتدائے را در
کمتر وقت بعمر شصت دو سالگی ندا،
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
دادند واصحاب بدع وضلال را عشرت
آگیں نمودند واصحاب دین را اندوہ گین
کردند یعنی بتاریخ سلخ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ
یک ہزار ویک صد وہفتاد وشش
یوم السبت وقت الظہر بامر داعی برحق

ہو کہ امام سنت وجماعت، مقتدائے
ارباب کرامت، پیشوائے عرفائے زمان،
سرآمد اولیاء جہان، قطب زمانی،
محبوب سبحانی سیدنا ومرشدنا
ولی اللہ فاروقی مجدد وقت رضی اللہ عنہ،
کے انتقال پُر ملال کا واقعہ اگر تفصیل سے
لکھا جائے تو ہم جیسے غم زدہ لوگوں کے مناسب
حال ہے ـــ ہمارے دوست کے دل
میں کیا آیا کہ ہمیں فراق ومہجوری میں مبتلا
کر گیا۔ وامصیبتاہ ـــ اللہ تعالیٰ کی
شان بے نیازی کا عجیب نمونہ ہے کہ ایسے
مقتدا کی روح کو صرف ۶۲ سال کی عمر
میں۔ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ (اے نفس مطمئنہ اپنے
رب کی طرف راضی اور پسندیدہ ہو کر
رجوع ہو جا) کی نداء دے دی گئی
اور بدعت وضلالت والوں کو خوش
اور اصحاب دین کو اندوہ گیں کر دیا گیا۔
یعنی ۱۱۷۶ھ کی آخری تاریخ میں ہفتہ کے
دن ظہر کے وقت حکم خداوندی کے
مطابق حضرت اقدس کے طائر روح

روح مطہر آنحضرت از قالبِ عنصری
مفارقت نمودہ باوج علیین نشیمن
ساختہ ۔۔۔۔ حالت تمام اصحاب
واحباب از مفارقتِ آنجناب چناں
تباہ وخراب بود کہ از حیز تحریر بیرون است
۔۔۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔
رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ من بجنابہ
یتوسلون ۔ آمدیم بر اینکہ از
فضل الٰہی و تصدق جناب حضرت
رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم جاذبۂ حضرت ایشاں علیہ الرحمۃ
ایں عاصی را بسوئے خود کشیدہ بشہر
ذی قعدہ در بڈھانہ رفتہ بتقبیل
آستانۂ متبرکہ استسعاد یافتہ و
بملازمت جناب قدسی القاب
مشرف گردید و بر حالات خود توجہات
عالیات بیش از بیش یافتہ از انجا کہ
حضرت ایشاں جہت تداوی و
تدابیر در ماہ ذی حجہ تاریخ نہم بشہر
دہلی بمکان بابا فضل اللہ در مسجد
روشن الدولہ بہ چوک سعد اللہ خاں

مطہر نے اوج علیین پر اپنا نشیمن بنالیا۔
اصحاب واحباب کی حالت، آنجناب کی
مفارقت سے ایسی خراب وخستہ تھی کہ احاطۂ
تحریر میں نہیں آسکتی ۔۔۔۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ
تعالیٰ کی رحمت آپ پر اور آپ کے متوسلین
پر نازل ہو۔

اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔
فضل الٰہی سے اور درگاہ حضرت رسالت
پناہی صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ اصحابہ وسلم کے
صدقہ میں اس عاصی کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کی کشش نے اپنی طرف کھینچا، چنانچہ ذی قعدہ
(۱۱۷۵ھ) کے مہینہ میں بڈھانہ جاکر آستانہ
بوسی کی سعادت حاصل ہوئی اور جناب
قدسی القاب (حضرت شاہ صاحبؒ) کی
صحبت اقدس سے مشرف ہوا۔ بڈھانہ سے
حضرت ایشاں ۹، ذی الحجہ (۱۱۷۵ھ)
کو بغرض علاج شہر دہلی تشریف لائے
اور یہاں بابا فضل اللہ کے مکان پر مسجد
روشن الدولہ کے احاطے میں جو چوک
سعد اللہ خاں میں واقع ہے، فروکش ہوئے۔

نزول فرمودند۔ از فرزندانِ گرامی میاں محمد صاحب و میاں عبدالعزیز و میاں رفیع الدین مدظلہم العالی و میاں محمد عاشق صاحب و میاں اہل اللہ صاحب و میاں محمد فائق و میاں محمد جواد و محمد امین وغیرہ یاران حاضر خدمت بودند و ایں غلام و میر محمد عتیق و میر قاسم علی کہ در وقت آخریں شرفِ انتساب بیعت یافتہ۔ ہر روز بشرف حضورِ پر نور و خدمتگاری وسیلۂ حضور در حضورِ سعادت اندوز می شدیم۔ مشفقا ایں مجلس آخریں عجب مجلسے بود پر فیض، دائماً مہبط ملا رملکوت و نزول ارواح طیبہ ارکان عالمِ ناسوت می گردید و نفحاتِ انس و رحمت و رشحات قدس و برکت بمثالِ نزول غیث می بارید۔ اکثرِ یارانِ اہلِ نسبت بوجدانِ صحیحۂ خود می دریافتند۔ واحسرتا اہل اللہ و عرفا لازال در ہر زمان می باشند اما ایں چنیں مرد با جمعیتِ اوصافِ حمیدہ اعلم بکتاب

فرزندان گرامی قدر یں سے میاں محمد صاحب میاں عبدالعز . میاں رفیع الدین مدظلہم العالی داورا . رِ باد متوسلین میں سے) ، میاں محمد عا ق صاحب، میاں اہل اللہ صاحب، یاں محمد فائق، میاں محمد جواد اور خوا بہ محمد امین وغیرہ حاضر خدمت تھے یہ غلام اور میر محمد عتیق نیز میر قاسم علی جو حضرت ا رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ایام میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے، ہر روز حاضری اور خدمتگاری سے سعادت اندوز ہوتے رہتے تھے۔

مشفق من! یہ آخری مجلسیں بھی عجیب پر کیف اور پر فیض تھیں نفحاتِ اُنس و رحمت اور رشحات قدس و برکت بارش کی طرح برستے تھے، اکثر اہل نسبت حضرات اپنے وجدان صحیح سے اس کو محسوس کرتے تھے — اہل اللہ اور عارف تو ہمیشہ اور اور ہر زمانہ میں ہوتے ہیں مگر ایسا مرد حقانی جو جمیع اوصاف حمیدہ کا حامل ہو اور جو کتاب وسنت کا اجتہادی شان سے بہترین عالم ہو۔ نیز حقائق و معارف میں

وسنت باجتہاد مطلق ودر حقایق
ومعارف بحر مواج ودر علوم دیگر
محض فیاض پس از صدہا سال می
آید ؎

دورہا باید کہ تا یک مرد صاحبِ دل شود
بایزید اندر خراساں یا سہیلؔ اندر یمن

یاران می باید کہ مصابرت وشکیبائی
ورزیدہ نسبتِ رابطۂ حضرت شیخ را
بہ مجامع ہمت در تصور نہادہ بہ مراقباتِ
معلومہ مشغول باشند انشاء اللہ تعالیٰ
فیض صحبت ورابطہ برابر خواہد بود کما
یفیض من بعض رسالاتہ رحمۃ اللہ علیہ
والحمد للہ رضامندیٔ حضرت
صاحب قدس سرہٗ از انصاب و
توجہات عالیات برحال ایشاں زیادہ
از حد بیان یافتہ اکثر اوقات استفسارِ
احوال سامی می فرمودند وماجرائے
غارت گری ابدالیاں ورسیدن
آنصاحب در عین رستخیز والطفاء
یافتن التہاب نہیب بسبب قدوم گرامی
از زبان دُرفشاں مودّی ساختند

بحر مواج ہو اور دیگر علوم میں دریائے
زخار ہو۔ صدیوں کے بعد پیدا ہوتا
ہے ؎

دورہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود
بایزید اندر خراساں یا سہیل اندر یمن

دوستوں کو چاہیے کہ صبر وشکیبائی
کو اختیار کرکے حضرت شیخ کی نسبت رابطہ
کو ہمت کے ساتھ تصور میں لاکر مراقبات
معلومہ میں مشغول رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ
نے چاہا تو فیض صحبت ورابطہ برابر باقی
رہے گا جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
بعض رسائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے
یہ امر بھی لایق حمد ہے کہ حضرت صاحب
قدس سرہٗ کی آپ سے رضامندی اور آپ
پر اُن کی توجہات عالیہ کو میں نے حد بیان
سے زیادہ پایا۔ اکثر اوقات آپ کے
حالات دریافت فرماتے رہتے تھے۔
ابدالیوں کی جنگ کا واقعہ اور آپ کا عین اس
ہنگامۂ قیامت خیز میں پہونچنا اور آپ کے
قدوم گرامی سے آتش فتنہ کا فرد ہوجانا
ان باتوں کو حضرت قدس سرہٗ اپنی زبانِ درفشاں

وشاید کہ منظور لقائے آخریں بضمیر منیر بودہ باشد مرۃً فرمودند کہ "میرابوسعید ارادہ آمدن دارند اگر زود برسند بہتر باشد"

صاحب من! ظاہر صحبت ایشاں رو باستتار کشیدہ، تصنیفات آنحضرتؒ قریب نود بل زیادہ، در علوم دین، از تفسیر و اصول و فقہ و کلام و حدیث مثل حجۃ اللہ البالغہ و اسرار فقہ، و منصورہ و ازالۃ الخفا عن الخلفاء، و ترجمہ قرآن کہ ہر واحد قریب ہشتاد و نود جز کلاں بحجم خواہد بود و دیگر رسائل در حقایق و معارف مثل الطاف القدس و ہمعات و فیوض الحرمین و انفاس العارفین وغیرہم کہ نشان از صحبت و برکت خدمت می دہند، می باید کہ عزیمت برایں آرند کہ ہمہ را نویسانیدہ رائج نمایند، باندک توجہات سرانجام خواہد یافت و مثل ایں تصنیفات واللہ اعلم در اسلام تصنیف شدہ باشد یا نہ. چنانچہ

سے بیان فرمایا کرتے تھے شاید آپ سے آخری ملاقات کی تمنا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں تھی، چنانچہ ایک مرتبہ یوں فرمایا:

"میر ابو سعید آنے کا ارادہ کر رہے ہیں، اگر وہ جلدی آجائیں تو اچھا ہو"

صاحب من! حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری صحبت تو اب میسر نہیں آسکتی البتہ علوم دینیہ میں ان کی تصنیفات نوے کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ تفسیر، اصول فقہ، کلام اور حدیث میں ـــ جیسے حجۃ اللہ البالغہ، اسرار فقہ، منصورہ، ازالۃ الخفاء عن الخلفاء، اور ترجمہ قرآن جن میں سے ہر ایک کی کافی بڑی ضخامت ہے ـــ ان کے علاوہ دیگر رسائل ہیں، جو حقایق و معارف پر مشتمل ہیں جیسے الطاف القدس، ہمعات، فیوض الحرمین اور انفاس العارفین وغیرہا ـــ یہ کتابیں آپ کے فیوض و برکات کی نشاندہی کرتی ہیں، آپ قصد اس امر کا کریں کہ ان تمام کتابوں کو لکھوا کر رائج فرمائیں، یہ کام تھوڑی سی توجہ سے انجام پا سکتا ہے ـــ معلوم نہیں کہ ایسی تصنیفات گذشتہ دور میں ہوئی ہیں

ارباب بصیرت عبرت یافتہ اعتراف
دارند و کلام ایشاں در ہر باب کہ نوشتہ
اند اصول است ..... و یقین ایں
فقیر و دیگر صاجزادہا و یارانِ حضرت
بملاحظۂ فرطِ محبتِ سامی بجناب
حضرت انیست کہ بمجرد
شنیدنِ ایں حادثۂ عظیمہ
جہت فاتحۂ روحانیت و زیارت
مرقد مطہر، راہیٔ ایں صوب
خواہند شد ___ لہذا منتظرِ
قدوم ہستم اگر زود تشریف
بیارند بارے بملاقات سامی
مسرور الوقت شوم و اگر توقف
در آمدن باشد اعلام نمائند
کہ فقیر ہم عزم مراجعت وطن دارد۔
___ و دیگر آنکہ میاں محمد عاشق
صاحب بعد سلام فرمودہ اند
کہ میر ابو سعید جیو را بنویسید کہ ہر
مکاتیب حضرت ایشان کہ بجانب
آنصاحب شرف صدور یافتہ
باشند نقل آنہا البتہ بفرستند

یا نہیں؟ واللہ اعلم۔
ارباب بصیرت ان کتابوں
کی افادیت کا اقرار کرتے ہیں۔
حضرت رحمۃ اللہ کا کلام ہر باب میں
اصولی حیثیت رکھتا ہے ..... اس فقیر
کو اور صاجزادگان نیز تمام یاران حضرت
کو آپ کی محبت کے پیش نظر یہ یقین
ہے کہ جیسے ہی آپ اس حادثۂ عظیمہ کی
خبر سنیں گے (فوراً) فاتحہ پڑھنے اور
مرقد مطہر کی زیارت کرنے کے لیے دہلی
کو روانہ ہو جائیں گے۔ اسی وجہ سے میں
منتظر قدوم ہوں۔ اگر جلدی تشریف
لائیں تو میں ملاقات سامی سے مسرور الوقت
ہو جاؤں۔ اگر تشریف لانے
میں کچھ دیر ہو تو مطلع فرما دیں کیونکہ
فقیر بھی وطن واپس جانے کا قصد
رکھتا ہے ___ دوسری بات یہ ہے کہ
میاں عاشق صاحب بعد سلام فرماتے
ہیں کہ میر ابو سعید کو لکھو کہ حضرتِ اقدس
کے جتنے مکتوبات بھی ان کے نام صادر
ہوئے ہیں ان کی نقول ضرور بھیجیں

که داخل مکاتیب نموده شود - از حضرت
میاں اہل اللہ صاحب و دیگر یاران
و صاحبزادہا سلام باسم مطالعہ فرمایند۔
و کیفیتِ ارتحال و وصال مرحوم و
مغفور غفران پناہ بھائی محمد معین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ ... بجانب
عالی حضرت صاحب قبلہ در مقام
بڈھانہ عرض کردم فاتحہ بروحانیت
خواندند و تاسفہا نمودند۔

تاکہ ان کو داخل مکاتیب کیا جائے۔
حضرت میاں اہل اللہ صاحب اور دیگر
متوسلین نیز صاحبزادگان کی طرف سے
نام بنام سلام مطالعہ فرمائیں۔ میں نے
بڈھانہ میں حضرتِ اقدس کی خدمت میں
بھائی محمد معین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی
کیفیت بیان کردی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ
علیہ نے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا
تھا اور بڑا افسوس ظاہر فرمایا تھا۔

(۳)

مولانا محمد عاشق پھلتیؒ کی نوشتہ حیات شاہ ولی اللہؒ

المعروف بہ

"قول الجلی واسرار الخفی" کا تعارف

مولانا محمد عاشق پھلتیؒ نے شاہ صاحبؒ کے حالات، سوانح اور ملفوظات کو ایک کتاب "قول الجلی واسرار الخفی" میں قلمبند کیا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے اس کتاب کو خود ملاحظہ فرمایا تھا، لیکن اس میں اضافہ کا سلسلہ جاری رہا اور مصنف نے شاہ صاحبؒ کی وفات پر اس میں ایک مزید باب کا اضافہ کیا۔

قول الجلی، ایک مدت سے نایاب تھی۔ حد یہ ہے کہ مولانا رحیم بخش اور مولانا عبید اللہ سندھی کو بھی دستیاب نہ ہوسکی۔ اس وقت جس نسخہ کی بنیاد پر یہ مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے وہ خانقاہ کاکوری میں موجود ہے کل صفحات ۲۹۷ ہیں۔ ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں اور ہر سطر میں ۱۷ سے ۲۰ تک الفاظ۔ تاریخِ کتابت اس طرح درج ہے۔

"باتمام رسید وانصرام انجامید کتاب قول الجلی واسرار الخفی بروز جمعہ بتاریخ بست و پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۳۹ھ مطابق بست سیوم ماہ جنوری ۱۸۴۳ء"

شروع میں مالک کتاب کی مہر ثبت ہے۔

۱۲۶۲
سید علی محمد خاں بہادر انتظام

الملک سعید الدولہ شریف جنگ

الحسینی الموسوی البخاری

حاشیہ پر بعض مطالب کی نشاندہی اس طرح کی گئی ہے :۔

قسم اوّل :۔

۱۔ خواب والدہ شاہ ولی اللہ مُخبر از لیاقتِ نبوت۔

۲۔ ذکر قوتِ کاشفہ شاہ ولی اللہ بعالمِ صبا مماثل بحضرات۔

۳۔ ظہور خرق عادت بہ ایام صبا۔

۴۔ مشاہدۂ جنت بہ ایام صبا۔

۵۔ خوابِ عجیب۔

۶۔ وحدتِ وجود۔

۷۔ بخواب دیدن جناب امیرؓ خیبر گیر۔

۸۔ عزیمت در بارۂ سفر حجاز۔

۹۔ ذکر مخالفت شیخ عبد القادر جیلانی بہ ابوحنیفہ کوفیؒ۔

۱۰۔ بخواب دیدن حضرت حسین را۔

۱۱۔ زیارت جناب رسالت مآب بچشم ظاہر۔

۱۲۔ ذکرِ نادر شاہ و آفاتِ دیگر

۱۳۔ ذکرِ شیعہ و امام

۱۴۔ ذکر جنابِ امیرؓ

۱۵۔ مذہبِ اثنا عشریہ

۱۶۔ بیان حقیقت تجلی واجب تعالیٰ شانہٗ

۱۷۔ ذکرِ نقشبندیہ۔

۱۸۔ دعاءِ شب قدر۔

۱۹۔ قصۂ پُرغصہ رحلتِ حضرت ایشاں۔

۲۰ بیان فرزندان شاہ ولی اللہؒ۔

۲۱۔ تاریخ وصال۔

قسم ثانی:۔

۱۔ پارہ از کلمات۔

۲۔ بیان نسبت یجگانہ۔

۳۔ رباعیاتِ خواجہ محمد امین۔

۴۔ افادہ در مقدمۂ پیر و مرید۔

۵۔ ذکر اعتقاد بہ صحابہ و بہ ضمن آں ذکر مذہب شیعہ اثنا عشریہ۔

۶۔ ذکر برخی از کلمات معارف سمات و حالات کرامت آیات۔

۷۔ افادہ در مقدمہ توحید وجودی و شہودی۔

۸۔ ذکرِ قلیل از احوال فضائل اشتمال۔

۹۔ ذکر بعضی احوال کرامت اشتمال و کلمات معرفت سمات۔

۱۰۔ ذکر پارہ از فضائل بعضی اصحاب۔

۱۱۔ ذکر قدری از فضائل و جلائل۔

قول الجلی سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فخر النساء تھا اور وہ علومِ دینیہ کی ماہر تھیں۔ لکھا ہے:۔

"والدۂ شریفہ شان کہ بعلم شریعت از تفسیر و حدیث عالمہ و بہ آدابِ طریقت متادّبہ و بہ اسرار حقیقت عارفہ و بہ مصداق اسم خود فخر النساء بودند......"

شاہ صاحبؒ کی طبیعت نہایت صفائی پسند تھی۔

"از ابتدار فطرت طبیعت حضرتِ ایشاں بغایت صفائی دوست و لطافت پسند افتادہ بود۔"

مصنف نے شاہ صاحب کی زندگی کے بہت سے واقعات نقل کیے ہیں۔ اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ ان مکتوبات کی پوری پوری تصدیق اس سے ہوتی ہے۔ اگر حالات نے مساعدت کی اور توفیق رفیق ہوئی تو انشاءاللہ "قولِ اجلی" کو ایڈٹ کر کے پیش کیا جائے گا۔

(۴)

خاندان ولی اللّٰہی

- شاہ عبدالرحیم (۱۱۳۱ھ)
  - شیخ صلاح الدین
  - شاہ ولی اللہ ۱۱۷۶ھ
    - شاہ محمد (لاولد) م ۱۲۰۸ھ مزار جامع مسجد بڈھانہ)
    - شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۹ھ
      - دختر (زوجہ شاہ محمد افضل)
        - شاہ محمد یعقوب ۱۲۸۲ھ
        - شاہ محمد اسحٰق محدث ۱۲۶۲ھ
      - دختر (زوجہ شاہ عبدالحیؒ ۱۲۴۳ھ)
        - شاہ عبدالقیوم ۱۲۹۹ھ
    - شاہ رفیع الدین ۱۲۳۳ھ
      - شاہ مخصوص اللہ ۱۲۷۳ھ
    - شاہ عبدالقادر ۱۲۳۰ھ
    - امۃ العزیز (ان کا عقد شاہ محمد عاشق کے صاحبزادے سے ہوا تھا۔ تذکرۃ الرشید ص ۳۰)
    - شاہ عبدالغنی ۱۲۲۷ھ
      - شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ۱۲۴۶ھ
        - شاہ محمد عمر (۱۲۶۸ھ)
  - شاہ اہل اللہ ۱۱۸۷ھ

(۵)

شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف کا اجمالی تعارف

۱۔ فتح الرحمٰن :۔ قرآن پاک کا فارسی ترجمہ، جو غالباً فارسی زبان میں پہلا مستند ترجمہ ہے۔ مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ "صبیان اہل حرفہ و سپاہیان" جو عربی کی تعلیم پوری حاصل نہیں کرتے، اس سے مستفید ہوں گے۔ اور "جمہور مسلمانان"، کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ رمضان ۱۱۵۱ھ میں اس ترجمہ کی تکمیل ہوئی۔

۲۔ الفوز الکبیر :۔ اصول تفسیر سے متعلق ہے، اور چار ابواب پر مشتمل ہے جن میں علمِ احکام، علمِ مخاصمہ، علمِ تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بالموت و ما بعد الموت، ترتیب نزول وغیرہ سے بحث کی گئی ہے۔ سبب تالیف کے متعلق فرماتے ہیں :۔ "چوں بریں فقیر درے از فہم کتاب اللہ کشادند، خواست کہ بعضی نکات نافعہ کہ در تدبرِ کلام اللہ یاراں را بکار آید در رسالہ مختصری مضبوط نماید"۔

۱۸۹۸ء میں مطبع مجتبائی نے شایع کی تھی۔ ۱۹۱۴ء میں مولانا رشید احمد انصاری نے اُردو ترجمہ مطبع احمدی علی گڑھ سے شایع کیا۔

۳۔ فتح الخبیر : قرآن پاک کے مشکل الفاظ کی تشریح اور غرائب کی شرح پر مشتمل ہے۔

۴۔ مُصفّٰے : موطا امام مالکؒ کی فارسی شرح ہے۔ جلد اول مطبع فاروقی دہلی سے اور دوسری جلد مطبع مرتضوی دہلی سے ۱۲۹۳ھ میں طبع ہوئی تھی۔

۵۔ مُسوّیٰ :۔ موطا کی عربی شرح۔ دہلی سے دوبار ۱۲۹۳ھ اور ۱۳۴۶ھ میں شایع ہوئی

۶۔ حجۃ اللہ البالغہ :۔ اسرار دین پر معرکۃ الآرار تصنیف ہے۔ جس میں انسان کی دینی زندگی، تمدنی ترقی کے مدارج ، اور سیاستِ ملی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ شاہ صاحبؒ کی فکر کو سمجھنے کے لئے یہ کتاب بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ عربی متن محمد احسن صدیقی نانوتوی نے مطبع صدیقی بریلی سے ۱۲۸۶ھ میں شایع کیا تھا، کئی اُردو ترجمے شایع ہو چکے ہیں۔

۷۔ البدور البازغہ :۔ بعض اعتبار سے البدور البازغہ کو حجۃ اللہ البالغہ کا خلاصہ سمجھنا چاہیے، مجلس علمی ڈابھیل سے شایع ہوئی ہے۔

۸۔ ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفار :۔ "خلافت راشدہ" کو شاہ صاحبؒ "اصل دین" قرار دیتے تھے اور اسلامی فکر کے ارتقار اور اس کے سیاسی تصورات کی تدوین میں اس کی بنیادی حیثیت کے قائل تھے۔ اس کتاب میں بے شمار تاریخی گتھیوں کو سلجھایا ہے۔ ۱۲۸۶ھ میں مطبع صدیقی سے شایع ہوئی۔

۹۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین :۔ شیخین کی فضیلت پر بحث کی ہے۔

۱۰۔ انصاف فی سبب الاختلاف :۔ فقہ سے متعلق ہے۔ کتب احادیث کی تصنیف اور مختلف مذاہبِ فقہ کے نشو و نما پر بحث کی گئی ہے۔ اور دینی مسائل کے سلسلے میں جو اختلافات پیدا ہوئے ان کے اسباب پر گفتگو ہے۔ عربی رسالہ معہ اردو ترجمہ مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی نے ۱۳۰۸ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شایع کیا تھا۔

۱۱۔ عِقد الجید :۔ تقلید اور اجتہاد پر گفتگو کی گئی ہے۔

۱۲۔ شرح تراجم ابوابِ صحیح بخاری :۔ اس عربی رسالہ میں صحیح بخاری کے ابواب کے عنوانات کی حکمت پر بحث ہے۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۲۳ھ میں شایع ہوئی تھی۔

۱۳۔ مجموعہ رسائل اربعہ :۔ مندرجہ ذیل چار رسائل کا مجموعہ ہے۔ (۱) الارشاد الی مہمات علم الاسناد (اس میں اساتذہ وشیوخ حجاز کا ذکر ہے) (۲) رسائل اوائل (۳) تراجم البخاری (۴) مایجب حفظہ للناظر۔

۱۴۔ تفہیمات الٰہیہ : (دو جلد) عربی اور فارسی دونوں میں گفتگو کی گئی ہے اور تصوف کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ بعض ذاتی کیفیات اور مشاہدات کا بھی ذکر ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے مختلف اوقات میں اپنی مختلف کیفیات کو قلمبند کیا ہے اور بعض مشاہدات ایسے ہیں جن کو عوام سے بیان کرنا خالی از خطر نہیں ہے۔

۱۵۔ خیر کثیر : تصوف سے متعلق ہے۔ بعض اور مسائل پر بھی اشارات ملتے ہیں۔ مجلس علمی ڈابھیل سے شایع ہو چکی ہے۔

۱۶۔ فیوض الحرمین :۔ قیامِ حجاز کے زمانہ کے روحانی تاثرات بیان کیے گئے ہیں۔

۱۷۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو "مبشرات" خود ان کو یا ان کے بزرگوں کو حاصل ہوئے ان کا ذکر ہے۔

۱۸۔ انفاس العارفین :۔ اپنے بزرگوں کا تذکرہ ہے۔ خود شاہ صاحب کی سوانح کے لیے بیش قیمت معلومات اس سے حاصل ہوتی ہے۔ ۱۳۳۵ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شایع ہوئی تھی۔

۱۹۔ انسان العین فی مشایخ حرمین :۔ اس میں حرمین کے مشایخ مثلاً شیخ احمد شناوی، شیخ احمد قشاشی، سید محمد بن علوی، سید عبد الرحمٰن الادریسی الشہیر بالمجوب، شمس الدین محمد وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی سے "مجموعہ خمسہ رسائل حضرت شاہ ولی اللہ" میں چھپی تھی۔

۲۰۔ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل :۔ ہندوستان میں صوفیا کے جو سلسلے رائج ہیں ان کا ذکر ہے۔ ۱۲۹۱ھ میں یہ کتاب مولوی خرم علی نے مطبع نظامی کانپور سے معہ اُردو ترجمہ اور حاشیہ شاہ عبدالعزیز دہلوی شایع کی تھی، اور شفاء العلیل نام رکھا تھا۔

۲۱۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ :۔ صوفیا کے مختلف سلسلوں کی تاریخ اور ان کی خاص تعلیمات کا مختصر تذکرہ ہے۔ ۱۳۱۱ھ میں سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ شاہ رفیع الدین دہلوی نے معہ اُردو ترجمہ مطبع احمدی سے شایع کیا۔

۲۲۔ الطاف القدس :۔ تصوف کے بنیادی تصورات سے بحث کی گئی ہے۔

۲۳۔ سطعات :۔ تصوف کے مسائل سے متعلق ہے۔ تجلی الٰہی کے مسئلہ پر بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں: "ایں کلمہ چند است مسمیٰ بہ سطعات در بیان طلسم الٰہی کہ رابطہ است در بیان مجرد محض و عالم شہادۃ و بعض خواص و آثار آں" مطبع احمدی سے سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے شایع کیا تھا اور لکھا تھا "منشاء دلی اس کمترین کا یہ ہے کہ اس کے نفع سے اعانت مدرسہ کہنہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جاوے اور جو عرصہ چالیس سال سے چراغ علم گل ہوگیا ہے جس میں اولاد مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رہتی ہے از سرِ نو روشن کیا جاوے۔ ۱۹۶۴ء میں مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے شاہ ولی اللہ اکیڈمی سے شایع کیا۔

۲۴ :۔ ہمعات :۔ صوفیا کے مختلف طریقوں کی تاریخ اور تعلیمات سے متعلق ہے۔ مولانا نور الحق علوی مرحوم اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کے تحشیہ کے ساتھ ۱۹۶۴ء میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدر آباد نے شایع کیا۔

۲۵۔ لمعات :۔ علم تصوف سے متعلق ہے۔

۲۶۔ مکتوبات فی مناقب امام بخاری و ابن تیمیہ :۔ مولوی عبد الرؤف مہتمم

کتب خانہ نذیریہ نے معہ اُردو ترجمہ شایع کیا ہے۔

۲۷ - مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلثہ :- چند مکتوبات کا مجموعہ ہے۔

۲۸ - سرور المحزون :- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مختصر حیات طیبہ ہے جو اپنی جامعیت کی بنار پر متعدد بار چھپی ہے۔ اُردو ترجموں میں کنز المکنون (از مولا بخش چشتی مطبع ستارۂ ہند دہلی ۱۳۱۵ھ) الذکر المیمون (از مولانا عاشق الٰہی، فتح پرنٹنگ ورکس دہلی) اور قرۃ العیون (حسب حکم نواب محمد وزیر خاں ۱۲۷۱ھ میں تیار ہوا، اور مطبع محمدی ٹونک سے شایع ہوا) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۲۹ - الجزء اللطیف :- ذاتی حالات پر مشتمل ہے۔

۳۰ - المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ :- وصیت نامہ کے عنوان سے متعدد بار شایع ہو چکا ہے۔ (مطبع مسیحی کانپور ۱۲۷۳ھ) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس کی شرح لکھی تھی جو مطبع مطبع الرحمٰن شاہ جہاں آباد سے ۱۲۶۹ھ کو شایع ہوئی۔

۳۱ - شفاء القلوب :-

۳۲ - زہراوین :-

۳۳ - تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء :- اس رسالہ میں آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کے قصص اس طور پر بیان گئے ہیں کہ مختلف زمانوں کی شریعتوں کے بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد کی جانب سے شایع ہوئی ہے۔

۳۴ - ھوامع شرح حزب البحر :- "حزب البحر" کی شرح ہے۔

۳۵ - حسن العقیدہ :- اسلام کے بنیادی عقائد کو نہایت سلیس اور واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے (ماسٹر سید سعادت علی خاں، ایم اے او کالج علی گڑھ، مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ) نیز مطبع احمدی "مجموعہ خمسہ رسائل"۔

۳۶ - المقدمۃ السنیہ :-

۳۷ - چہل حدیث :- چالیس احادیث کو ایک جگہ جمع کرنے کی روایت عبداللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۵ھ) سے شروع ہوتی ہے۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی "چہل حدیث" مرتب کی تھیں۔ شاہ ولی اللہؒ کی جمع کی ہوئی چہل احادیث کئی بار معہ ترجمہ شایع ہو چکی ہیں۔ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۹ھ۔

۳۸ - شرح رباعتین :- خواجہ باقی باللہؒ کی دو رباعیوں کی شرح ہے جس میں تصوف کے بعض اہم نکات کو بیان کیا گیا ہے۔

۳۹ - الامداد فی مآثر الاجداد :- اس مختصر رسالہ میں شاہ صاحبؒ نے اپنے بعض بزرگوں کا حال لکھا ہے۔ اس میں سلسلۂ نسب بھی درج ہے۔ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی سے "مجموعہ خمسہ رسائل حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی" میں چھپا ہے۔ "انفاس العارفین" کے ساتھ بھی شامل کیا گیا ہے۔

۴۰ - العطیۃ الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ :- یہ مختصر رسالہ شیخ محمد پھلتیؒ کے حالات میں ہے۔ شیخ محمدؒ شاہ صاحب کے نانا تھے۔ مطبع احمدی کے "مجموعہ خمسہ رسائل" میں شامل ہے۔

۴۱ - فتح الودود فی معرفۃ الجنود :-

۴۲ - مسلسلات :- (عربی) فن حدیث سے متعلق ہے۔

۴۳ - رسالہ دانش مندی :- فن دانش مندی پر ایک مختصر رسالہ ہے، فارسی زبان میں اُردو ترجمہ الرحیم (حیدر آباد سندھ) ستمبر ۱۹۶۴ء میں مولانا محمد سرور نے شایع کیا ہے۔

۴۴ - اَطیبُ النغم فی مدح سید العرب والعجم :- ان قصائد کا تعارف خود اس طرح کراتے ہیں۔۔۔ "می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ مدح سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

ونشر مناقبِ آنحضرت و ذکر دلائلِ نبوت آنجناب بے شبہ مثمر برکات و موجب درجات نشست
وایں فقیر موفق شد دریں اثنا بنظم قصیدۂ بائیہ دریں باب کہ بہ تتبع قصیدۂ سواد
بن قارب صحابی سر بر زدہ و آں قصیدہ بغایت بلیغہ آست برطور عرب اول بسمع
مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رسیدہ و بقبول خاطر شریف مشرف شدہ و قصیدۂ
ایں ضعیف ہر چند دراں مرتبہ نیست کہ در جنب قصائد بلغا بآں ابتہاج کردہ
شود ولیکن مشتمل است بر دلائل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اشارت
می کند بجملۂ از مقاصد مہمہ و خالی از بعض لطافت نیست و چوں بعض الفاظ
قصیدہ خالی از غرابت نبود لازم آمد کہ شرح آں بطریق ایجاز و اختصار کردہ شود۔"
مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۸ھ میں شایع ہوا۔

۴۵ - نبذۃ الابریزیہ فی الطبقۃ العزیزیہ :- اس میں اپنے ایک بزرگ
شیخ عبد العزیز دہلویؒ کا ترجمہ درج کیا ہے۔ ۷ صفحے کا رسالہ ہے۔ مطبع احمدی
سے "مجموعہ خمسہ رسائل" میں شایع ہوا تھا۔ اور "انفاس العارفین" کا بھی جزو سمجھا
گیا ہے۔

۴۶ - بوارق الولایۃ :- یہ رسالہ "انفاس العارفین" میں شامل ہے۔

(۶)

شاہ ولی اللہ کے ہم عصر سلاطینِ مغلیہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء میں اور وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں ہوئی تھی۔ اس مدت میں مندرجہ ذیل شاہانِ مغلیہ تخت پر آئے۔

(۱) اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۵۸ — ۱۷۰۷)

(۲) بہادر شاہ اول (۱۷۰۷ — ۱۷۱۲)

(۳) معزالدین جہاندار شاہ (۱۷۱۲ — ۱۷۱۳)

(۴) فرخ سیر (۱۷۱۳ — ۱۷۱۹)

(۵) نیکو سیر (۱۷۱۹)

(۶) رفیع الدرجات (۱۷۱۹)

(۸) محمد شاہ (۱۷۱۹-۱۷۴۸) — محمد ابراہیم (۱۷۲۰)

(۹) احمد شاہ (۱۷۴۸ — ۱۷۵۴)

(۱۰) عالمگیر ثانی (۱۷۵۴ — ۱۷۵۹)

(۱۱) شاہ عالم (۱۷۵۹ — ۱۸۰۶)

(۷)

احمد شاہ ابدالی

۱۷۳۷ء میں جب نادر شاہ نے قندھار پر لشکر کشی کی تو ایک شخص احمد خاں نامی جنگی قیدی کی حیثیت سے اس کے پاس لایا گیا۔ نادر شاہ اس سے بہت متاثر ہوا، اور اس کو یساول بنا کر اپنے ذاتی خدمت گاروں میں شامل کر لیا۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اس نے بہت جلد ترقی کر لی اور وہ نادر شاہ کے نہایت اعلیٰ اور معتبر فوجی افسروں میں شمار ہونے لگا۔ بعد ازاں نادر شاہ نے اس کو خزانہ کا مہتمم بنا دیا[1] اور اس پر مزید اعتماد کا اظہار کیا۔ گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ وہ نادر شاہ کی مجلس کا رکن بھی ہو گیا تھا[2]۔ نادر شاہ اس کے متعلق کھلے دربار میں کہا کرتا تھا کہ اس نے ایران، توران اور ہندوستان میں کوئی شخص ایسی خوبیوں اور صلاحیتوں کا نہیں دیکھا جیسا کہ احمد خاں ہے۔ نادر شاہ کی مہمات پر احمد خاں اکثر اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب ۹ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ المطابق ۹ مارچ ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ، محمد شاہ کے محل میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا تو احمد خاں، دیوان عام کے پاس نظام الملک چن قلیچ خاں آصف جاہ کے ساتھ بیٹھا۔ نظام الملک نے جب اس کا چہرہ دیکھا تو بلندی اور عظمت کے آثار نظر آئے اور پیشین گوئی کی کہ یہ شخص ضرور بادشاہ بنے گا۔ یہ خبر کسی طرح نادر شاہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اس نے احمد خاں کو اپنے پاس بلایا اور جیب سے چاقو نکال اس کے کان تھوڑے

---

[1] خزانہ عامرہ۔ ص ۹۷۔ آثر الامرا۔ جلد دوم۔ ص ۱۹۷، مہتمم خزانہ کو منک باشی کہتے تھے۔

[2] گلستانِ رحمت (قلمی نسخہ)۔

کاٹ دیئے اور کہا۔[1] "جب تم بادشاہ ہو جاؤ گے تو ان کو دیکھ کر میری یاد تازہ ہو جائے گی"[2]

۲ رجون ۱۷۴۷ء کو نادر شاہ اپنے کیمپ میں مارا گیا۔ اس کے مرتے ہی سلطنت میں انتشار اور بدنظمی پیدا ہو گئی۔ احمد خاں نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور افغانستان میں آزاد حکومت کی بنا ڈال دی۔

احمد شاہ نے دُر دوراں[2] کا لقب اختیار کیا۔ بعد کو اسی نسبت سے اس کا خاندان دُرانی کہلانے لگا، ابدالی[3] ایک مشہور افغان قبیلہ کا نام ہے جس سے احمد شاہ متسلک تھا۔

احمد شاہ نے ہندوستان کے حالات کا بغور مطالعہ کیا تھا تخت نشینی سے پہلے وہ کئی بار ہندوستان آیا تھا، یہاں کی دولت مرکز کی کمزوری، امرار کی مفسدانہ حرکتیں۔ سب اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔ چنانچہ ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک اس نے ہندوستان کو نو بار زیر و زبر کیا۔ ان حملوں کے اسباب مختلف تھے۔ بعض مرتبہ وہ خود آیا۔ بعض مرتبہ بلایا گیا۔ ۱۷۶۰ء میں اس کا چھٹا حملہ بالکل مختلف نوعیت کا تھا۔ ہندوستان کے حالات سے بددل ہونے کے بعد سنجیدہ امرار، بالغ نظر علمار، اور مشائخ نے اس کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ طباطبائی نے لکھا ہے:۔

"نجیب الدولہ و راجہائے ہندوستان از دست مرہٹہ و عماد الملک بجان آمدہ زوال دولت و ملک خود از دست بردم مرہٹہ برائے العین مشاہدہ

---

[1] تاریخ احمد شاہی (قلمی)، تاریخ سلطانی۔ [2] نادر شاہ کے قتل کے بعد جب احمد شاہ افغانستان کو بھاگا تو لاہور کے ایک درویش کو اپنے ساتھ لیا۔ شاہ صابر نے نادر شاہ کے قتل سے تین دن پہلے پیشین گوئی کی تھی کہ احمد شاہ بادشاہ ہوگا۔ ابھی افغانستان بھی نہ پہنچے تھے کہ شاہ محمد صابر نے احمد خاں سے بادشاہت کا اعلان کرنے کا اصرار کیا۔ احمد خاں نے تامل کیا تو مٹی کے ایک ڈھیر پر زبردستی بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارا تخت ہے۔ پھر گیہوں کا ایک خوشہ سر پر رکھا اور کہا تم درانی بادشاہ ہو۔ سیر المتاخرین (ج ۳ ص ۱۶ تاریخ حسین شاہی (قلمی)

[3] قبیلہ کا نام ابدالی پڑنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ احمد شاہ کے اجداد میں سے ایک بزرگ خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کے مرید تھے، اور اسی نسبت سے ابدالی مشہور ہو گئے تھے، بعد کو ان کے قبیلہ کا نام ہی (باقی صفحہ پر)

نمود عرائض استدعا بخدمت احمد شاہ ابدالی نگاشتہ خواہاں درود او شدند"۔

(سیر المتاخرین)

احمد شاہ بعض اعتبار سے اپنے عہد کے نہایت ہی ممتاز حکمرانوں میں تھا۔ اس کی صلاحیت جہانبانی، تدبر، عسکری لیاقت کا اعتراف اس کے مخالفین تک نے کیا ہے۔ اس نے اپنے ملک کو غلامی سے نجات دلائی، اور افغان علاقہ کو جو اس وقت چھوٹی چھوٹی منتشر ریاستوں پر مشتمل تھا، ایک مضبوط سیاسی سانچہ میں ڈھال کر "افغانستان" کی شکل دی۔

احمد شاہ مذہبی رجحانات کا آدمی تھا۔ علماء و مشائخ کا ہجوم اس کے گرد رہتا تھا۔ پشاور۔ لاہور۔ اور بٹالہ کے مشائخ کی خدمت میں وہ اکثر حاضر ہوا ہے۔ دہلی، اجمیر اور پانی پت کے مزارات پر اس نے عقیدت سے حاضری دی ہے، جنگ پانی پت کے اگلے دن وہ حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار پر نیاز مندانہ گیا تھا۔ ہر جمعرات کی شب میں وہ علماء و مشائخ کو کھانے پر بلاتا تھا اور مذہبی معاملات پر گفتگو کرتا تھا۔ وہ خود نہایت پابندِ شرع سنّی تھا۔

ان تمام مذہبی دلچسپیوں کے باوجود وہ انتہائی غیر متعصب اور وسیع النظر تھا اس کے ملک میں شیعہ، ہندو، عیسائی سب پوری مذہبی آزادی کے ساتھ رہتے تھے۔ افغانستان کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ ایران کے شمالی علاقہ سے نادر شاہ نے عیسائیوں کو لاکر کابل میں بسا دیا تھا۔ ہندو اور عیسائی دونوں اطمینان کے ساتھ افغانستان میں زندگی بسر کرتے تھے اس کی تصدیق ۱۷۸۳ء میں جارج فوسٹر نے کی تھی[1]۔

فیریر نے لکھا ہے کہ مشرقی ممالک کی بہت سی خرابیوں سے احمد شاہ مبرا تھا، شراب نوشی، افیون وغیرہ سے اجتناب کلی کرتا تھا۔ لالچ اور منافقانہ حرکتوں سے پاک تھا۔ مذہب

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۲۴) ابدالی مشہور ہوگیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ حسین شاہی از سید ابوالمحاسن حسین الحسینی (قلمی ص۶)

[1] ملاحظہ ہو:- "A JOURNEY FROM BENGAL TO ENGLAND"! VOL. I,

کا سخت پابند تھا۔ اس کی سادہ لیکن باوقار عادتیں اس کو ہر دلعزیز بنا دیتی تھیں۔ اس تک پہنچنا آسان تھا۔ وہ انصاف کا خاص خیال رکھتا تھا۔ کبھی کسی نے اس کے فیصلہ کی شکایت نہیں کی۔[1] ۲۰ رجب ۱۱۸۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۷۷۲ء کو ابدالی کا انتقال ہوا۔ احمد شاہ ابدالی کے حالات میں ڈاکٹر گنڈا سنگھ کی کتاب AHMAD SHAH[2] DURRANI FATHER OF MODERN AFGHANISTAN مطالعہ کے لائق ہے۔

---

[1] HISTORY OF THE AFGHANS

[2] ASIA PUBLISHING HOUSE - 1959.

(٦)

احمد شاہ ابدالی کے حملے ہندوستان پر

احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک ہندوستان پر نو حملے کیے۔ سات حملے شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی زندگی میں ہوئے تھے۔

پہلا حملہ، ۱۷۴۷ء میں پنجاب پر ہوا تھا۔ احمد شاہ نے لاہور اور سرہند پر بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا۔ لیکن جب آگے بڑھا تو منو پور کے مقام پر مغلوں کی فوجوں نے حملہ کیا اور احمد شاہ کو شکست کھا کر واپس ہونا پڑا[1]۔

۱۷۵۰ء میں احمد شاہ ابدالی نے دوسری بار پنجاب پر حملہ کیا۔ صفدر جنگ نے مغل بادشاہ کے اصرار پر ابدالی کے خلاف مرہٹوں سے معاہدہ کیا لیکن یہ معاہدہ بارآور نہ ہوا۔ معین الملک نے جو لاہور کا وائسرائے تھا، ابدالی سے صلح کر لی اور پنجاب کا کچھ علاقہ احمد شاہ کے حوالہ کر دیا[2]۔ تاریخ احمد شاہی کے مصنف کا بیان ہے کہ اس علاقہ کو حوالہ کر دینے کی ہدایت مغل شہنشاہ نے کی تھی[3]۔

احمد شاہ ابدالی کا تیسرا حملہ[4] ۱۷۵۱ء میں ہوا۔ معین الملک نے حملہ کی خبر سن کر ۹ لاکھ روپے

---

[1] آنند رام مخلص نے اپنے تذکرہ میں اس حملہ کا مفصل ذکر کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL. I P. 207-233

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL I P. 417-419

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ELLIOT & DOWSON, VOL. VIII P. 114-115.

[4] حملہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL I P. 427-428.

ابدالی کے پاس بھیجے تاکہ یہ رقم لے کر وہ واپس ہو جائے لیکن اس نے پیش قدمی کو جاری رکھا۔ معین الملک، ابدالی سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ نہ تھا۔ لاہور کے ایک با اثر تاجر کوڑامل نے حملہ آور سے صلح کرنے کی سخت مخالفت کی[۱] بالآخر یہی طے ہوا کہ جنگ کی جائے۔ کوڑامل میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کے مرنے سے معین الملک کی ہمت ٹوٹ گئی۔ صلح کی پیشکش کی گئی۔ احمد شاہ ابدالی نے جواب میں کہلا بھیجا "میں کوڑامل سے نمٹنا چاہتا تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا۔ تم جاؤ، اطمینان سے رہو، میں نے جتنے روپے کا مطالبہ کیا تھا وہ بھیجدو۔"[۲]

۱۷۵۲ء میں چوتھی بار ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ احمد شاہ ابدالی نے کشمیر کے گورنر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرلے۔ گورنر نے انکار کیا تو ابدالی نے حملہ کر دیا۔ رنجیت دیو ۱۷۸۱ - ۱۷۳۵ء راجہ جموں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور کشمیر، احمد شاہ ابدالی کے قبضہ میں پہنچ گیا۔[۳]

احمد شاہ ابدالی کے پانچویں حملہ کی نوعیت پہلے چار حملوں سے بالکل مختلف تھی، اس مرتبہ (۱۷۵۷ء) وہ خود نہیں آیا تھا بلکہ بلایا گیا تھا۔ عالمگیر ثانی نے اپنے مغرور وزیر عماد الملک غازی الدین سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ابدالی کو مدعو کیا تھا۔[۴] فرحت الناظرین کے ایک بیان سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ عالمگیر ثانی نے نجیب الدولہ کے ذریعہ اس کو

---

[۱] ELLIOT & DOWSON, VOL VIII P. 167.

[۲] ELLIOT & DOWSON, VOL VIII P. 122-123.

[۳] اس حملہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ISLAMIC CULTURE VOL. XI No. 4, P. 499-500,

[۴] LAW DE LAURISTON. MEMOIRE SUR QUELQNES AFFAIRES D.L. EMPIRE MOGALS (1756-1761) P. 159.

دعوت نامہ بھیجا تھا[۱]۔ بہر حال احمد شاہ ابدالی آیا۔ محل میں عالمگیر ثانی سے ملاقات کی[۲]۔ تمام ملک سے وکیلوں کو بلوایا گیا اور انھوں نے احمد شاہ کو نذریں پیش کیں جاٹوں کے سردار کے علاوہ سب نے ابدالی کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابدالی نے غازی الدین کو معطل کر کے عالمگیر کے سب سے بڑے بیٹے علی گوہر کو نائب سلطنت مقرر کیا[۳]۔ اور اپنے بیٹے کی شادی عالمگیر ثانی کی بھتیجی سے کی[۴]۔ اس کے بعد ابدالی نے جاٹوں کے علاقہ کا رخ کیا۔ اس مہم میں غازی الدین نے اس کی بے حد مدد کی۔ ابدالی اتنا خوش ہوا کہ عالمگیر کو لکھا کہ اس کو پھر وزیر مقرر کر دیا جائے۔ عالمگیر ثانی نے مودبانہ انکار بھی کیا[۵]۔ لیکن ابدالی نے قلمدانِ وزارت غازی الدین کے حوالے کر دیا۔ اور نجیب الدولہ کو امیر الامراء مقرر کر دیا۔

ابدالی کا چھٹا حملہ ۱۷۶۰-۶۱ء میں ہوا۔ پنجاب سے مرہٹوں نے ابدالی کے بیٹے اور جہاں خاں کو بھگا دیا تھا۔ احمد شاہ ابدالی کو اس کا بدلہ لینا تھا ادھر یہاں مرہٹوں کے غلبہ کو دیکھ کر نجیب الدولہ، شاہ ولی اللہ دہلوی اور چند امراء با اقتدار نے احمد شاہ سے امداد کی

---

۱ FRANCKLIN HISTORY OF THE REIGN OF SHAH AALAM P.4.

ELLIOT & DOWSON VOL VIII P. 163.

۲ ELLIOT & DOWSON VOL. VIII P. 241.

۳ FRANCKLIN: HISTORY OF THE REIGN OF SHAH AALAM P.P. 5-6.

۴ ELLIOT & DOWSON VOL. VIII P. 265.

۵ FRANCKLIN P.P. 6-7.

درخواست کی۔ اس جنگ کا حال مقدمہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔[1]

ابدالی نے ۱۷۶۲ء میں ساتواں حملہ ہندوستان پر کیا۔ اس حملہ کا مقصد سکھوں کی ہنگامہ آرائی کو روکنا تھا۔ ۱۷۶۷ء میں ابدالی نے آٹھویں بار حملہ کیا۔ اس وقت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ احمد شاہ ابدالی کا مقصد انگریزوں کو بنگال سے نکالنا ہے۔ انگریزوں نے فوج کا ایک دستہ الہ آباد بھیجدیا تھا تاکہ اس کا مقابلہ اودھ میں کیا جائے۔ ۱۷۶۹ء میں ابدالی نے آخری بار سکھوں پر حملہ کیا۔ اس موقع پر اس کی فوج کے بارہ ہزار سپاہیوں نے غداری کی اور ابدالی کو مجبوراً کابل واپس ہونا پڑا۔[2]

---

[1] جنگ پانی پت کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہوں :-

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VOL. II P.298-372

CASI RAJA PUNDIT: AN ACCOUNT OF THE LAST BATTLE OF PANIPAT EDITED BY H.G. RAWLINSON.

G.A. MALLESON: AFGHANISTAN, P. 289-291.

[2] ISLAMIC CULTURE VOL. XI P. 506-507.

(۹)

نجیب الدولہ

پشاور سے ۲۵ کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں منری ہے۔ اسی مقام پر[1] ۱۷۰۷ء میں نجیب الدولہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں اس کو نہ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ملے[2] نہ زندگی بسر کرنے کا کوئی ذریعہ ملا۔ تلاش معاش میں دوآب کے علاقہ میں آگیا۔ اللہ نے اسے بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ ۱۷۴۳ء میں آنولہ پہونچ کر علی محمد خاں کے یہاں ملازم ہوگیا۔ شروع میں بارہ سوار اس کے نیچے رکھے گئے تھے۔ جلد ہی وہ ترقی کر گیا اور کئی سو سوار اس کی ماتحتی میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد علی محمد خاں کو شہنشاہ نے سرہند کا گورنر مقرر کیا نجیب خاں اس کے ہمراہ گیا۔ علی محمد خاں کو اس کی صلاحیتوں کے پرکھنے کا موقع ملا۔ جب علی محمد خاں، سرہند سے آنولہ واپس آیا تو دوندے خاں نے (جس کی لڑکی در بیگم سے نجیب کی شادی ہو چکی تھی) چاند پور۔ نگینہ۔ بجنور وغیرہ کے علاقے نجیب کے سپرد کر دیئے۔

جب صفدر جنگ اور مرہٹوں نے افغانوں پر حملے کیے تو نجیب خاں نے اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حافظ الملک نے اس کو ایک ہزار سوار پر حملہ دار مقرر کر دیا ۱۷۵۳ء میں احمد شاہ اور صفدر جنگ میں رسہ کشی شروع ہوئی۔ نجیب خاں نے ایک عالم مولوی نذر محمدؒ کے وعظ سے متاثر ہو کر بادشاہ کی امداد کا تہیہ کر لیا اور ایک ہزار سوار کے ساتھ دہلی روانہ ہوگیا۔ راستہ میں روہیلوں کو اپنے ساتھ

[1] نجیب التواریخ، از نصیر الدین (قلمی نسخہ حبیب گنج) ص ا [2] نجیب التواریخ ص ۵ (ب)

شریک کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ عماد الملک نے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور نجیب خاں کو نجیب الدولہ کا خطاب اور پنج ہزاری منصب عطا ہوا۔ نجیب الدولہ نے اس جنگ میں اپنی مردانگی اور شجاعت کا پورا پورا ثبوت دیا۔ بادشاہ نے فوجوں کی تنخواہ کے عوض میں دوآب کا علاقہ عطا فرمایا۔ نجیب خاں چار ماہ بعد اپنے علاقہ میں واپس آیا۔ اب اس کی حیثیت بدل گئی تھی۔ شاہانِ مغلیہ سے اس کا براہِ راست تعلق ہو گیا تھا۔ دہلی کی سیاست میں اس کا حصہ ہو گیا تھا۔ ترقی کرتے کرتے وہ دہلی کا ڈکٹیٹر ہو گیا۔ ۱۷۶۱ء سے ۱۷۷۰ء تک وہ دہلی کی سب سے بڑی شخصیت تھا۔ تمام سیاست اس کے گرد گھومتی تھی اور وہ سارا نظامِ حکومت اپنے کاندھوں پر سنبھالے ہوئے تھا۔

نجیب الدولہ کو علومِ رسمی کی تعلیم یقیناً نہیں ملی تھی۔ لیکن اس میں تمام وہ خوبیاں تھیں جو محنت، دیانت داری، اور تجربہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی عسکری لیاقت بے پناہ تھی۔ وہ دشمنوں کی سازشوں کا توڑ کرنا جانتا تھا۔ ناساز حالات میں اس کی دور بین نگاہ صحیح راہِ عمل دیکھ لیتی تھی۔ خود اعتمادی اور سیاسی بصیرت کی اس میں کبھی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ جب جواہر سنگھ کی فوج نے جس میں مرہٹے سکھ اور جاٹ تینوں شامل تھے۔ دہلی پر حملہ کیا تو اس نے مردانگی سے مقابلہ کیا۔ سر جدوناتھ سرکار نے لکھا ہے:-

"ایک مورخ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس کی کس خوبی کی سب سے زیادہ تعریف کرے۔ میدان جنگ میں اس کی حیرت انگیز قیادت کی، یا مشکلات میں اس کی تیز نگاہی اور صحیح رائے کی، یا اس کی اس فطری صلاحیت کی جو اس کو انتشار اور ابتری میں ایسی راہ دکھا دیتی تھی جس سے نتیجہ اس کے موافق نکل آتا تھا۔" (ج م ص ۴۱۶)

نجیب الدولہ انتہائی قومی درد اور مذہبی جذبہ رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لیے وہی سب کچھ کیا جو سلجوقیوں نے خلفاء بنی عباس کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔ اس کی مذہبی دلچسپیوں کا یہ عالم تھا کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

"نزد نجیب الدولہ نہ صد عالم بود، ادنیٰ پنج روپیہ و اعلیٰ پانصد۔"

(ملفوظات ص ۸۱)

روہیلکھنڈ کے ایک مشہور عالم حاجی محمد مہدی صاحبؒ نے اس کی شان میں متعدد قصیدے لکھے ہیں۔ (ملاحظہ ہو انشار مہدی (قلمی)

نجیب الدولہ نے نجیب آباد میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ کی اساس مدرسہ رحیمیہ کے اصول اور قواعد تھے۔ ولی اللہی حکمت اور فلسفہ کی ترویج واشاعت میں اس مدرسہ کا خاص حصہ تھا۔ مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے خیال کے مطابق شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک کا ایک زبردست مرکز مدرسہ نجیب آباد بھی تھا۔

نجیب الدولہ حضرت شاہ ولی اللہ کے معتقدین خاص میں سے تھا۔ شاہ صاحب سے وہ اپنی مشکلات میں امداد و اعانت اور رہنمائی کی درخواست کیا کرتا تھا۔ ابدالی کو ہندوستان مدعو کرنے میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ساتھ وہ بھی شریک تھا اس جنگ میں وہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ احمد شاہ جب ہندوستان سے واپس ہوا تو اس کو "امیر الامراء" مقرر کیا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے:۔

"نجیب الدولہ را مامور بودن شاہ جہاں آباد کردہ" (ص ۹۱۵)

احمد شاہ ابدالی کا ہندوستان آنا، نجیب الدولہ کا اس کے ساتھ شریک ہونا، مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ختم کرنا، اور پھر نجیب الدولہ کا امیر الامراء ہو جانا۔ یہ سب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

نجیب الدولہ نے ۳۱ ر اکتوبر ۱۷۷۰ء کو انتقال کیا۔ اس کی عدل گستری اور بالغ نظری کا یہ واقعہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا کہ وہ جس وقت بسترِ مرگ پر آخری سانس لے رہا تھا تو اس نے اپنی فوجوں کو (جو اس کے ساتھ ہاپوڑ کے مقام پر تھیں اور گڈھ کا میلہ ہو رہا تھا) حکم دیا کہ گنگا کے میلے میں آنے جانے والے ہندو یاتریوں کے جان و مال کی پوری حفاظت کی جائے۔

(سرکار - ج م ص ۴۱۵)

(۱۰)

نواب مجد الدولہ

نواب مجد الدولہ عبدالمجید خاں، کشمیر کے رہنے والے تھے۔ وطن چھوڑ کر دہلی آگئے تھے۔ کچھ دنوں عنایت اللہ خاں کے ساتھ رہے۔ اس کے انتقال کے بعد اعتماد الدولہ قمرالدین خاں کے ساتھ رہنے لگے۔ اور شاہی نوکری کرلی۔

مآثرالامراء میں لکھا ہے :-

"از آنجا کہ متصدی پختہ کار بود رفتہ رفتہ بعد واقعہ نادر شاہ در عہد فردوس آرامگاہ بدایونی خالصہ وتن و از اصل و اضافہ بہ منصب شش ہزار سوار و عطائے علم و نقارہ د پالکی جھالر دار و خطاب مجد الدولہ بہادر بدرجہ بلند رتبگی تصاعد نمود۔"

(جلد سوم ص ۸ — ۸۰۷)

مفتاح التواریخ میں لکھا ہے :-

"نواب مجد الدولہ عبدالمجید خاں کشمیری در عہد احمد شاہ بادشاہ دہلی عہدہ سیوم بخشی گری داشت در ۱۱۶۵ھ فوت شد۔ سناتھ سنگھ متخلص بہ بیدار تاریخش بتعمیہ گفتہ ؎

حیف آں امیر دانا رفت از جہان فانی | و اکرد بر رخ او رضواں در جناں را

تاریخ رحلتش را پرسیہ از فرد گفت | فردوس باد مسکن عبدالمجید خاں را

یعنی اگر لفظ فردوس را با عدد عبدالمجید خاں یک جا کنی تاریخ برآید" (ص ۳۳۴)

لیکن یہ تاریخ صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانہ میں اخبار الاخیار شیخ محدث دہلوی" کا ایک نسخہ ہے (نمبر ۱۸۹ فارسیہ یونیورسٹی کلکشن) جس کے خاتمہ پر لکھا ہے "تمام شد کتاب اخبار الاخیار ..... باشارت فیض بشارت نواب مستطاب معلی القاب فلک قباب منظور نظر خاصانِ خدا و مقبول دلہائی مقربان بارگاہ عظمت کبریا صاحب السیف والقلم ملجأ اعاظم عالم، درۃ التاج امارت زینبدہ مسند وزارت، الامیر ابن الامیر نواب مجد الدولہ عبد المجید خاں بہادر بہرام جنگ المخاطب من حضرت الخاقان بفرزند خاں دام اقبالہ و مدظلہ بخط کمترین ملازمانِ سرکار عالی متعالی محمد فاضل کاتب بتاریخ سیوم جمادی الاولیٰ ۱۱۷۹ھ یک ہزار و یکصد و ہفتاد و نہ ہجری"۔

نواب عبد المجید خاں کے انتقال کے بعد اُن کے لڑکے عبد الاحد خاں کو مجد الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔ عبد الاحد خاں مجد الدولہ نے بھی بڑا اقتدار حاصل کیا تھا۔ اور شاہ عالم بادشاہ کے مزاج میں بڑا دخل ہو گیا تھا۔ (ماثر الامراء، ج ۳ ص ۸۰۸) جب دہلی میں نجف خاں کا اقتدار ہوا تو اس کو قید کر دیا گیا تھا۔ مجد الدولہ عبد الاحد خاں مذہبی حلقہ میں مقبول تھا۔ مرزا مظہر جان جاناں" ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

"حال مردم ایں شہر از روزیکہ نجف خاں
آمدہ از شاہ تا گدا تباہ است و ذکر
خلاص مجد الدولہ بر زبان خاص و عام
است تا خدائے تعالیٰ زود بظہور آرد"

(مکتوبات ۳۴ کلمات طیبات)

مجد الدولہ عبد المجید خاں کا۔ (جن کے نام شاہ ولی اللہ صاحب نے خط لکھا

تھا) حال تاریخوں میں بہت مختصر ملتا ہے۔ لیکن ان کے بیٹے کے تفصیلی واقعات تاریخوں میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

(ماثرالامراء۔ ج ۳ ص ۸ — ۸۰۷)

SARKAR: FALL OF THE MUGHAL EMPIRE VoL III

CHAPTER XXX

HISTORY OF THE REIGN OF SHAH AALAM, BY FRANCKLIN

CHAPTER VI

موخرالذکر کتاب ص ۸۰ پر مجدالدولہ کی تصویر کا عکس بھی دیا گیا ہے، فرینکلن نے ۱۷۹۸ء میں کتاب لکھی تھی۔ اس لیئے یہ تصویر قابلِ اعتبار ہے۔

(۱۱)

مولانا سیّد احمدؒ

از مردمِ دیارِ روہیلہ

اُن کا پورا نام مولانا سیّد احمد المشہور بہ شاہ جی بابا تھا۔ اپنے زمانہ میں روہیل کھنڈ کے با اثر علمار میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ تاریخوں میں ان کا نام ایک سفارت کی قیادت کے سلسلہ میں ملتا ہے۔

صفدر جنگ کو جب روہیلوں میں انتشار اور نفاق پیدا کرنے کا خیال پیدا ہوا تو نواب قائم خاں ابن نواب محمد خاں بنگش والیٔ فرخ آباد کو روہیلکھنڈ کی سند، دربارِ شاہی سے دلا دی۔ تاکہ اس میں اور حافظ الملک میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے، اور اس کشمکش میں جس کی بھی شکست ہو، بہرحال افغانوں کا ایک قوی بازو ٹوٹ جائے۔

قائم خاں ناتجربہ کار، نوجوان تھا۔ صفدر جنگ کے ہاتھوں میں کھیلنے لگا۔ حافظ الملک نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن بار آور نہ ہوئی۔ اور وہ ۱۳ر نومبر ۱۷۴۹ء کو ۵۰ ہزار فوج اور چار سو بڑی توپیں لے کر روہیل کھنڈ کی فتح کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا۔

حافظ الملک نے مولانا سید احمد کو معہ دو اور علمار کے قائم خاں کو سمجھانے کے لیے بھیجا۔ مولانا نے بڑی کوشش کی کہ قائم خاں جنگ سے باز آجائے۔ لیکن کچھ اثر

نہ ہوا، بلکہ قائم خاں کے مہتمم محمود خاں نے نہایت اہانت آمیز لہجہ میں جواب دیا:
"تم سید ہو۔ پیرزادے ہو۔ تم کو معاملات دنیا کا کیا حال معلوم تم کیوں اس قسم کے کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہو"

سید صاحب صلح سے نا امید ہو کر حافظ الملک کے پاس واپس تشریف لائے اور تمام گفتگو کا اعادہ کر کے فرمایا:۔

"آپ کو پوری خاطر جمعی کے ساتھ جنگ کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ فتح اور فیروزی نصیب ہوگی۔ کیونکہ جب میں مخالفوں کے پاس سے رخصت ہوا تو میں نے قائم خاں۔ محمود خاں اور دیگر حاضرین مجلس کے جسموں پر سر نہیں دیکھے"

(ملاحظہ ہو "گلستانِ رحمت" قلمی نسخہ، حیات حافظ رحمت خاں ص ۴۲-۱۴۱)

LIFE OF HAFIZ-UL-MULK, P. 30.

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سید احمد نے روہیلوں کو ان کی طاقت کے استحکام اور مخالف قوتوں کے مقابلہ میں ہر طرح کی مدد دی۔

جب قطب الدین خاں نے روہیل کھنڈ پر حملہ کیا تو حافظ الملک نے چار شخصوں کو مدافعت کے لیے بھیجا۔ دوندے خاں۔ عبدالستار خاں۔ نجیب خاں اور مولانا سید احمد کے صاحبزادے سید معصوم شاہ۔

(حیات حافظ رحمت خاں۔ ص ۳۹)

تمت





